اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول و دوم

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ ربیع الاول و ربیع الثانی سنہ ۱۳ ھ مطابق ماہ جنوری و فروری ۱۸۹۶ ع

شرح قیمت و غیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و ترتیب قیمت: نمبر	درجات و ترتیب قیمت: مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مرتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	قیمت سالانہ: بابت ضمیمہ
۱	اعلیٰ قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	للعہ	لے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائیٹیاں	[illegible]	لے
۳	عام قیمت	متوسط الحال وسعت۔	[illegible]	[illegible]
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور رسالانہ پیشگی داخل کریں	ے	۱۲
۵	لاثانی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں۔	ثواب آخرت	دعاء خیر

اشتہار

رسالہ منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری کے اب تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس رہگئے ہیں اور غالبا ایسے ... [illegible] ... ناظرین کو اسکی ضرورت کا وقت جلد آئیگا جبکہ ضمیمہ آئندہ میں [illegible] ... [illegible] ... ور آخر وہ [illegible] ... قیمت محصول [illegible]

مصباح الادلہ

جواب ادلۃ الکاملہ کے بھی اب تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس رہگئے ہیں اور وہ بھی شاید اب دوسری جگہ نہیں ہیں اسکو خریدار بھی تعف کریں قیمت محصول ارسال کرکے رسالہ طلب فرماویں اب ایسی تحفۃ القارئین جسمین ضاد و دال کی بحث ہے اب وقت ہو چکنے والا ہے اسکو شائق بھی جلدی کریں قیمت محصول

اشتہار

اشاعۃ السنۃ نمبر (۸) جلد [illegible]

مطبع [illegible]

وما ادرٰک ما النیچر عنوان کا مضمون خارج ہے
ہمکو ضرورت ہے جس قیمت سے وہ پرچہ ہمنے
کسی لئے لیا ہے اُس قیمت سے زیادہ ہم اُسکے
دینگے یعنی ۴ والا خرید کرہ ۶ والا کو عنایت جنکو
وہ پرچہ دینا منظور ہو وہ ہمکو بذریعہ ایک کارڈ اطلاع
دیوے پہر بعد مطالبہ روانہ کریں۔

اشتہار

پرچہ اشاعۃ السنۃ سنین گذشتہ اضعاف مضاعفت ہین
اور ہر زیادہ اضعاف مضاعف کیا ہوگی کہ اب ہم خود بعض
پرچونکی دی ہوئی قیمت سے زیادہ قیمت دیکر خریدار ہین
جنکو پچھلے پرچون کا شوق ہو وہ چند جلدین ترتیب
جو ہمارے پاس ہین جلد خرید کرین ورنہ تہوڑے زمانہ
مین وہ رہنی نیا ونیگے اور شائقین کے ہاتہ نہ آوینگے

تفصیل اجلاد موجودہ مع قیمت

جلد اول اشاعۃ السنۃ جسمین ضمیمجات اخبار سفیر ہند و
بہی شامل ہین اور انمین مسائل عشرہ اشتہار سے […] بحث ہے
۱۷ ۱۸ کے پرچون کا صرف ایک فائل مجموعہ کامل قیمت عہ
جلد سوم کہ جسکے شروع مین بعض مطالب اولہ کاملہ سے
بحث ہو اُسکے بعد نیچر پر ہونیکے جواب) تین فائل کامل ہین قیمت
فی جلد عہ ، جلد سوم جسمین نیچر پر ہونیکے جوابات ہین فائل
کامل ایک ہی ہے - قیمت عہ ان تینون جلدونکے خریدار
کو ربع قیمت معاف ہوگی جلد سوم و چہارم ناقص کے لیے نسخے پانچ

سوم میت نمبر ۱و ۹) ندارد نمبر چہارم مین (۱و۸و
۹) ندارد مین قیمت فی جلد ہے رجو پوری قیمت عہ
دیگا اُسکو اور جلد ہائے پرچہ خرید کر پورے کر دیجاوینگے
جلد پنجم کے پورے نسخہ دو ہین قیمت فی نسخہ عہ سہی
جلد […] کو […] سے بہی ربع قیمت معاف ہے

ابو سعید محمد حسین - لاہور محلہ سید مٹھہ

اشتہار

چونکہ ولادت مسیح نے لوگون کے خیالات کو پیچ
تاب مین ڈالدیا ہے - لہذا نیاز مندنے بنظر فائدہ
عوام صریح ایات قرآنی سے بی پدر ہونا حضرت مسیح
کا ثابت کیا ہے - اور عقلی بحث بہی کی گئی ہے سید
احمد خانصاحب کی ہر ایک بات کا کیا عقلی کیا نقلی جواب
تہذیب سے دیا گیا ہے - غرض کہ رسالہ قابل مطالعہ
ہے قیمت فی جلد ۲ محصول ۱ - دس جلد کے خریدار
کو محصول معاف ہے - بیس جلد کے خریدار کو ایک
نسخہ علاوہ بر آن ملیگا - درخواست حسب ذیل
الراسم مؤلف رسالہ غلام العلٰی ہو موچی دروازہ
مدرسہ احمدیہ ـ

اڈیٹر کہتا ہے مینے اس رسالہ کو اول سے آخر تک
سنا - یہہ اکثر اشاعۃ السنہ کا اختصار ہے - اسکا طرز کلام
لائق فہم عوام ہے - عوام کو اسکے پڑہنے سے فائدہ ہوگا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت سالانہ اشاعۃ السنۃ

(جسمین سال اول و دوم و سوم کی بعض کیفیات بھی درج ہین)

الحمد للہ والمنۃ کہ اس رسالہ کا سال پنجم بعافیت گذرا اور سال ششم شروع ہوا سال گذشتہ مین بھی اس رسالہ نے (باوجود عروض فترت درمیانی) کسیقدر آگے ہی قدم بڑہایا ہے پیچھے کچھہ نہین ہٹا۔ آمدنی کو دیکھا جاوے تو سال گذشتہ کی نسبت فی صدی بیس روپیہ زائد اسکی مدنی ہے اور خریدارون کی طرف خیال کیا جاوے تو اسکی بعض اجناس مین بھی ترقی ہے۔ آمدنی اور اوسط درجہ کے خریدارون مین دو چار گھٹ گئے ہین۔ تو اول اور دوم درجہ کی خریدار بڑہ گئے ہین۔

اور اگر اس رسالہ کے وسائل ترقی کیطرف نظر کرتے ہین تو یہہ کہہ سکتے ہین کہ جیسی اس رسالہ نے پانچ سالون مین ترقی کی ہے شاید کسی اور اخبار رسالہ نے ترقی کی ہو۔ کیا معنے کہ ترقی رسائل و اخبارات کے وسائل کم سے کم پانچ امور ہین۔ جو بہئیت مجموعی ترقی کے وسائل ہو سکتے ہین اول نفس الامر مین عمدگی مضامین دوم خریدارون کی نظر مین انکا مفید و عام پسند ہونا۔ سوم مہتممون کا خارجی کوششون اور سعی سفارشون سے خریدار بہم پہونچانا۔ چہارم مشہور اخبارات مین انکے اشتہارات کا شائع ہونا پنجم ہر ایک نمبر پرچہ کا عین وقت مقرر پر نکلنا۔ اور اس رسالہ کی ترقی کے لیے آجتک بجز امر اول کے کسی وسیلہ سے کام نہین لیا گیا۔ نفس الامری عمدگی مضامین کا تو (جہانتک سکے اڈیٹر کے خیال مین آیا) اسمین لحاظ رہا ہے امر دوم یعنی خریدارون کی پسند و ناپسندی کا بالکل لحاظ نہین کیا گیا۔ جب لوگون کا بھی جھگڑون (مباحث متعلق اجتہاد و تقلید ہدر نو بین و آمین بالجہر) کا شوق عین شباب مین تھا۔ تو ان مباحث

سکو چھوڑکر مباحث نیچریہ کو شروع کردیا۔ اور جب لوگون کا شوق و اظہار اسطرف متوجہ ہوا۔ تو نیچریون کے خطاب کو بھی اُسنے ترک کردیا۔ اور بلا خصوصیت و خطاب احدی جس مسئلہ کو نفس الامر مین بحق اسلام واہل اسلام مفید و ضروری سمجہا۔ اس سے تعرض کیا۔ لوگون کے شوق و توجہ و پسند کا کچھہ لحاظ نکیا۔ امر سوم تو اسکے پاس بھی نہین پہٹکا لوگون کو خارجی کوششون سے شوق دلانا اور سعی و سفارشون سے خریدار بہم پہنچانا تو یکطرف رہا لوگون کی خواہش و شوق خریداری سے علم پر بھی اُنکو بلا درخواست کبھی پرچہ نہین بہیجا گیا۔ امر چہارم کا یہہ حال ہے کہ آجتک کسی اخبار یا رسالہ مین اسکا دو سطری اشتہار بھی درج نہین کرایا گیا۔ اور نہ بجز ایک اخبار نصرت الاخبار دہلی۔ اور شیر قیصر لکھنو کی (جنہون نے ایکدفعہ اسکی تعریف کی ہے) کسی اخبار نے خود بخود اسکی ترغیب و توصیف مین کچھہ لکھا ہے۔ امر پنجم کا حال ناظرین و خریداران کو خود معلوم ہے۔ کہ مدت سے شاید اسکا کوئی پرچہ وقت مقررہ پر نہ نکلا ہوگا۔ اسکا باوصف قلت بلکہ فقدان وسائل پر بھی اسکا سال بسال کسیقدر ترقی کرنا اس امر کے یقین کرنیکے لیئے کافی دلیل ہے کہ یہہ رسالہ بحجر ربوبیت الٰہی مین پرورش پاتا ہے۔ اور یہہ نونہال نخلستان دین اسلام کا آبیاری غیبی سے نشو و نما ہوتا ہے۔ اگر اسکو ظاہری اسباب و وسائل نشو و نما کی بھی مدد پہنچے تو اسکی ترقی ایک ضرب المثل ہوجاوے جسکو لوگ غبطکی نگاہ سے دیکہین۔ یہہ تربیت وہبی اور تائید غیبی کچھہ ہماری کرامت نہین ہے (چراکہ من آنم کہ خود دانم) بلکہ یہہ دین اسلام اور اسکے مسائل کرام و اصول عظام کی (جو اس رسالہ مین بیان ہوتے ہین) برکت ہے کوئی ملکی اخبار یا دنیاوی مسائل کا رسالہ ایسی حالت فقدان وسائل کو پہنچ جاتا ہے (یعنی عین وقت مین نہین نکلتا یا اسکی اشاعت کرنیوالا کوئی دوسرا نہین ہوتا) تو فوراً بند ہوجاتا ہے۔ اسکا اڈیٹر خواہ کیسا ہی لائق و فائق کیون نہو۔ باایں ہمہ اب ہمارا یہہ ارادہ ہے کہ آیندہ اسکے خارجی اسباب و وسائل ترقی کی طرف بھی توجہ کیجاویگی۔ اور یہہ پہر خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ اسکی ترقی دوبالا ہوگی۔ اسوقت تک ان وسائل کیطرف توجہ نکرنیکا سبب صرف یہہ ہوا ہے کہ مدت سے اسکا

مہتمم بجز ایڈیٹر کوئی نہیں ہے - اور ایڈیٹر کو اسکے متعلق بجز مضمون نگاری اور کسی کام کی فرصت نہیں ہے - آئندہ ارادہ ہے کہ اسکا اہتمام کسی دوسرے شخص کی سپرد کیا جاویگا - پھر انشاء اللہ تعالی اسکی ترقی کو زور ہوگا - اس موجودہ ترقی بلا سبب خارجی سے ناظرین خریداران کو یہہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ یہہ رسالہ بلحاظ مضامین نہایت بابرکت ہے - لہذا اسکی نہایت قدر کرنی لازم ہے - اور اسکی معاونت و اشاعت مین دلی کوشش ضروری ہے - کسی ایک آدہ کم فہم و پست ہمت خریدار کو انکاری ہوا دیکھکر اپنی ہمت کو ہار دینا مناسب نہیں ہے ولیکن افسوس بعض لوگ اس ظاہری برکت مضامین اشاعۃ السنہ سے اب منکر ہین اور بعض مضامین کو دنیاوی مضامین یا غیر مفید یا مضر دین سمجھنے لگے ہین - مگر وہ اس سمجہہ و انکار پر کوئی سند و دلیل پیش نہین کرتے اور ان مضامین کے دلائل سے کسی آیت یا حدیث کی دلالت یا ثبوت پر کوئی علمی بحث نہین کرتے صرف راقم کی نیت دلی اور ارادہ قلبی سے غیبی خبر دیکر فرماتے مین کہ ان مضامین کے لکھنے مین راقم کی نیت اچھی نہین ہے -

ایک صاحب مضمون چھوٹے لڑکون کی شادی کے ان فقرات پر جنمین یہہ بیان ہے کہ فلان فلان سنت اسلام مسلمانون سے انگریزون نے چھین لی ہے - یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ اسمین انگریزون کی خوشامد و تعریف مدنظر ہے

ایک صاحب مضمون کفار کی نوکری کی نسبت مجھے لکھتے ہین کہ اپنی اقوام غیر تالیف کے لیئے خوب چلتا ہوا نسخہ نکالا ہے یعنی انگریزون کے خوش کرنے کو یہہ مضمون لکھا ہے -

ایک صاحب جوابات سوال کمیشن تعلیم کی اشاعۃ السنہ مین درج ہونے پر یہہ اعتراض کرتے ہین - کہ یہہ دنیاوی علوم کی نسبت سوال و جواب ہین - انکو دین سے کیا علاقہ ؟

ایک صاحب نمبر ۱۶ اخبار شحنہ قیصر مطبوعہ ۱۲ - اپریل ۱۸۸۳ مین لکھتے ہین - کہ پہلے اسکے رسالہ اشاعۃ السنہ مین مسائل شرعیہ و جوابات بحیرہ درج ہوتے تھے اب تہوڑے عرصے سے میونسپل کمیٹی کے حالات کہ فلان صاحب ممبر ہین - اور فلان تاریخ یہہ ہوا - درج ہوتے ہین -

اس سال مین ایک مضمون یہہ نکلا ہے کہ حکام انگریزی کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکھی جاوے درست ہے۔ اس قسم کے مضامین کے ملکی اخبارات ذمہ وار ہین۔ آپ کا پرچہ تو مذہبی ہے پھر اوسکو دنیاوی معاملات سے کیا تعلق ہے؟"

پہلے صاحب کے جواب مین تو مین منجملہ بہت سے آیات و احادیث کے صرف ایک اُس آیت کو پیش کرتا ہون جسمین خداوند تعالی نے ابوسفیان کو جنگ عہد سے شکست کھاکر پھر مدینہ کیطرف لوٹ آنے کے قصد پر مسلمانون کو مشرکین کی جرأت و تحمل یاد دلاکر

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ (سورۂ نساء ۱۵ع) کما تالمون ای مثلکم ولا یجبنون عن قتالکم مالا یرجون ہم۔ فانتم تزیدون علیہم بذالک فینبغی ان تکونوا ارغب منہم فیہ (جلالین وغیرہ)

فرمایا ہے کہ تم انکے دباؤ میں کیون سست ہوتے ہو۔ تم زخمی ہوچکے ہو تو کیا وہ زخمی نہین ہوئے اور باوجود اسکے وہ سست نہین ہوئے اور تمکو اس لڑائی مین ثواب آخرت کی بھی امید ہے جو انکو نہین ہے۔ پھر بھی وہ لڑائی کو تیار ہین۔

اور یہہ پوچھتا ہون کہ کیا خداوند تعالی کو بھی اس ذکر جرأت تحمل مشرکین سے انکی تعریف و توصیف مدنظر ہے۔ اگر وہ کہین کہ خداوند تعالی نے صرف مسلمانون کو جرأت دلانیکے لیئے مشرکین کے جرأت و تحمل کا ذکر کیا ہے۔ تو کہا جاویگا۔ کہ راقم کے اس بیان کو کہ فلان سنت مسلمانون نے عیسائیوں سے چھین لی ہے۔ مسلمانون کو عبرت و شرم دلانے پر حمل کرنے سے کون مانع۔ اور اس بد گمانی پر کہ اس سے بجز تعریف انگریزون کے اور کچھہ مقصود نہین ہے۔ کون سی دلیل ہے جو قیامت کے دن چل سکے۔ اور خدا کے سامنے صحیح نکلے۔

جو شخص اشاعۃ السنہ پر عیسائیون کی خاطرداری و لحاظ کا بدگمان کرے۔ وہ اشاعۃ السنہ مین عیسائیون کے مخالف مضامین (جیسے نمبر ۲ و ۳ جلد ۴ مین مضمون ولادت مسیح۔ اور نمبر ۱۲ مین مضمون قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل) دیکھکر شرماوے۔ اور اپنی بدگمانی سے باز آوے اور جو شخص اشاعۃ السنہ پر قومی ترقی کی ترغیب کے مضامین پڑہکر نیچریون کی موافقت کا الزام

لگا دیوے وہ اشاعۃ السنہ مین نیچریون کی مخالف مضامین (خصوصًا سنا گذشتہ کے نمبر ا مین نکلا ہے) ملاحظہ مین لا کر اپنی بدگمانی پر پچہتاوے - اور جو شخص اشاعۃ السنہ پر مقلد ہوجانے یا مقلدین کی خوشامد کرنے کا گمان کرے وہ ضمیمجات اشاعۃ السنہ (خصوصا جلد ۲) کو پڑہے اور اپنے اس گمان پر شرم و افسوس کرے - او خدا تعالی سے ڈرے - باقی صاحبون کے جواب مین یہہ آیت ہی کافی ہے - اور جو کیفیت سالانہ سا گذشتہ مین لکہہ چکا ہون وہ بہی وافی -

علاوہ بران الخ جواب مین کچہہ اور بہی کہنا مناسب سمجہتا ہون جو تینون صاحبون کی اعتراضات کا جواب ہے وہ یہہ ہے - اشاعۃ السنہ مین اسوقت تک کسی میونی سپل کمیٹی کے حالات مذکورہ بالا بیان نہین ہوئے - اور کسی پرچہ مین یہہ مضمون نہین نکلا کہ حکام کے خوش کرنیکے لیئے جو وضع رکہی جاوے جائز ہے - بلکہ اسکا خلاف نمبر ا جلد ۵ صفحہ ۳۸۸ مین موجود ہے - اور مسائل شرعیہ اور جوابات نیچریہ تو اسکا اخیری پرچون مین بہی موجود ہین - دیکہو نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ جلد ۵ جو اخیری پرچہ ہین انمین نیچریون کی نسبت سوال و جواب اور شادی غمی کی موقعہ پر برائیون اور عالم لوگون کی دعوت کے مسائل موجود ہین -

پہر مین نہین سمجہا کہ میری دوست و ناصح نے کس بنا پر یہہ مضمون شکایت لکہہ مارا - ہان انجمن ہمدردی اسلامی کے حالات اور اُسکے ممبرون کی فہرسات اسمین درج ہوتی ہین - اگر میرے دوست و ناصح انکو میونی سپل کمیٹی کے حالات سمجہتے ہین - تو پہر مجہے اونکی فہم پر شکایت نہین ہے - وہ معذور ہین -

انجمن ہمدردی کے حالات و کیفیات کو کوئی دنیاوی معاملات سمجہے تو وہ بہی معذور ہے انجمن ہمدردی اسلامی ترقی دین کا وہ آلہ ہے کہ اگر وہ اپنے کمال کو پہنچا تو کس و ناکس خود دیکہہ لیگا کہ اس سے دین اسلام کو کیا فائدہ پہنچا ہے -

انجمن ہمدردی ہی ایک وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے مختلف مذاہب اسلام کا باہم اتحاد والتیام

پیدا ہونا متوقع ہے۔

(۲) انجمن ہمدردی ہی وہ آلہ ہے جسکے ذریعہ سے متفق علیہ علوم و مسائل مختلف مذاہب اسلامیہ کا مدرسہ عنقریب قائم ہونے کی امید ہے۔

(۳) انجمن ہمدردی ہی ایک وہ آلہ ہے جو مسلمانون کو دنیاوی علوم حاصل کرنیکا ذریعہ بنا دیگا۔ اسکے مدرسہ مین دنیاوی علوم کا پڑہنا دینی علم کے پڑہنے سے مشروط ہوگا۔

(۴) انجمن ہمدردی ہی ایک آلہ ہے جس سے عام غریب مسلمانون کو کوچہ ذلت و افلاس سے قدم نکالنے کا موقعہ ملیگا۔

ایسی انجمن کو حالات اگر اس غرض سے کہ لوگ اسکی عمدہ کارروائیان پڑھکر یا سنکر اسمین شریک ہون اور اسکی عزت و قدر کرین۔ اشاعۃ السنہ مین چھاپے جاوین تو اسکو دنیاوی معاملات کون کہہ سکتا ہے ؟

جوابات سوالات کمیشن تعلیم جو اسمین درج ہوئے ہین انکا دین اسلام اور اشاعۃ السنہ سے تعلق اور انکی نقل کرنیکی غرض نمبر ۶ جلد ۵ مین تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ اس نمبر کے مطالعہ کے بعد (امید ہے) کسی کو یہ شبہ نہ ہوگا کہ ان جوابات کو دین اسلام سے تعلق نہین ہے۔

کفار کی نوکری یہ مضمون صرف اہل اسلام کی ذلت و تباہی حالت دیکھکر کمال ہمدردی و دلسوزی سے لکھا گیا ہے۔ اور اسکا ثبوت آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے یا مستند اقوال علما و محدثین مفسرین دیا گیا ہے۔ ان استدلالات مین کم سے کم ایک بہی ایسی بات نہین ہے جسمین ایڈیٹر کی ذاتی اجتہاد کو دخل ہو۔ اور علماء سلف و خلف نے وہ بات نہ کہی ہو۔ پھر اس مضمون کی نسبت کوئی محدثانہ اور فقیہانہ اعتراض نکرنا صرف راقم کی نیت کا قصور و فتور تجویز کرنا ہے سو (معترض خود ہی خیال کرین) کیا معنے رکھتا ہے۔

الغرض اشاعۃ السنہ بزعم خود جو کچھہ لکھتا اور بیان کرتا ہے اسمین بجز اظہار مسائل شرعیہ کچھہ پیش چشم نہین رکھتا۔ اگر اسکے دعوی کا فیصلہ کرنا اسکی دلی نیت و خیال پر قطعی حکم لگانا خداوند تعالی کا

کام ہے جو دلوں کا خالق اور خیالوں و نیتوں کا واقف ہے۔ ناظرین و سامعین ان مسائل و مباحث کو للاہیت و نیک نیتی پر مبنی سمجھیں خواہ مداہنت و بدنیتی و حکام وقت کی خوشامد طلبی پر مبنی قرار دیں۔ ہر ایک کام اچھا ہو خواہ برا دونوں قسموں کی نیت نیک و بد سے ہو سکتا ہے۔ پھر کسی شخص پر یہہ گمان کر لینا کہ اُسنے وہ کام بدنیتی سے کیا ہے بڑی بیجا بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جسکا تمکو یقین نہو

ولا تقف ما لیس لک بہٖ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل ع ۴)

اُسکے پیچھے مت لگو کان اور دل سبھی سے سوال ہوگا۔ اور فرمایا کہ ایمان والو بہتیری بری گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ بھی ہوتے ہیں۔

یا ایہا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ (حجرات ع ۲)

(یعنی جو خلاف واقع نکلے) اور فرمایا مومنوں نے جب وہ بات سنی جی مین نیک گمان کیوں نہ کیا۔

لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیرا۔ (نور ع ۲)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (برے) ظن سے بچو ظن (بد) بڑی جھوٹی بات ہے۔

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث

(صحیح بخاری ص ۸۹۶)

اس بدگمان کو اگر خداوند تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیگا تو نے اس کام مین بدظنی کا گمان کیون کیا تھا۔ تو اُسکو بادلیل جواب و ثبوت دینا مشکل ہو جاویگا۔ اور جو حسن ظنی ہی اختیار کریگا تو اُسپر سوال و مواخذہ نہوگا۔ مین ان ناصح دوست اور جملہ ناظرین و سامعین کی خدمت مین یہہ بھی التماس کرتا ہون کہ میرے ان پرچون کو بچشم خود دیکھکر جو فتوی میری نیت و دل پر چاہین لگائین۔ بن دیکھے بن پڑھے سنی سنائی باتون پر سوء ظنی کے ساتھ فتوی نہ لگا دین۔ شاید مؤلف اشاعۃ السنۃ ان (بزعم معترض) غیر مفید یا مضر مضامین کے مواخذہ سے اپنی نیک نیتی کے سبب چھوٹ جاوے۔ اور وہ لوگ سوء ظنی کے مواخذہ مین پھنس جاوین۔ پھر اُلٹے لینے کے دینے آ وین۔ زیادہ تر یہہ التماس اُن لوگون کی خدمت مین ہے جو مقدس اور پاک لوگ ہین۔ اور اپنے آپ کو دیندار و متقی و پرہیزگار

جانتے ہین۔ صوفی۔ و عالم یا فقیہ و زاہد ایسے لوگون کو مواخذہ قیامت سے ڈرتا اور سوء ظنی سے بچنا زیادہ تر مناسب ہے۔ آیندہ اختیار ہے ہر کس مصلحت خویش نکو میداند٭

کیفیات سال اول و دوم و سوم سے مین صرف انکا حساب جمع و خرچ دکھانا چاہتا ہون جو ممبران کمیٹی (انجمن اشاعۃ السنہ) کا مجھپر حق ہے سنہ ء مین جب یہہ رسالہ کمیٹی سے مستقل ہوکر میرے ملک تصرف مین آیا تو مجھپر پہلے حساب کا دکھانا واجب ہوا۔ مگر اس عرصہ تین سال تک عدم فرصتی نے کچھہ کرنے ندیا۔ اب بھی مجھسے تو کچھہ نہ ہو سکتا۔ میرے معزز دوست منشی محمد عبداللہ صاحب نقشہ نویس سپرنٹنڈنگ [illegible] ملٹری ورکس اور شیخ عبدالرحمن صاحب محرر اشاعۃ السنہ نے کئی ہفتہ لگا کر حساب بنایا۔ تو اس فرض ادا ہونیکا دن آیا۔ مگر اس حساب کے پیش کرنے سے پہلے ایک **تمہید** کا عرض کرنا ضروری ہے جو اس رسالہ کی اصول آمدنی و خرچ سے لوگون کو آگاہ کرے اور **وہ یہہ ہے** کہ یہہ رسالہ جون سنہ سے اخبار سفیر ہند کے ضمیمہ مین شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ اپریل سنہ مین یہہ بنام رسالہ اشاعۃ السنہ موسوم ہوکر مستقل طور پر شائع ہونے لگا۔ اسکا خرچ طبع و اشاعت چند احباب کے ذمہ پر تھا جو انجمن اشاعۃ السنہ کے ممبر کہلاتے اور مختلف شرح سے چندہ دیتے۔ یہہ رسالہ گو بحسب قاعدہ ان ممبرون کا ملک تھا مگر اس سے کسی کا ذاتی فائدہ یا تجارتی قاعدہ پر نفع اوٹھانا مد نظر نہ تھا۔ اسکی چندہ آمدنی قیمت سے صرف اسکا جاری رکھنا مد نظر تھا۔ ابتدا سے مارچ سنہ تک اسکا اہتمام طبع و اشاعت و حساب کتاب منشی **محی الدین** کلرک محکمہ ریلوی نہر سرہند کے ذمہ تھا۔ اور مضمون لکھنا میرے ذمہ۔ مارچ سنہ سے انہون نے نوکری و بیماری کے عذر سے اسکا اہتمام چھوڑ دیا تو دونون کام (مہتممی و مضمون نگاری) کا بوجھہ مجھپر پڑا۔ جسکے سبب میری شبانہ روزی اوقات اسی رسالہ کی خدمت مین صرف ہونے لگے۔ اور میرے ذاتی تعلقات و اشغال معرض نقصان ہو گئے۔ لہذا منشی محی الدین صاحب نے میرے ذاتی مصارف کو منجملہ مصارف رسالہ سمجھکر مجھسے خفیہ طور پر ممبران انجمن ساکن دہلی و لودہانہ راہون پنڈی مظفرگڈھ جبلپور بھوپال و غیرہ سے (جو اسوقت ممبر تھے) جناب مین

مشورہ لیا۔ اور ان مصارف کے تقرر کے لیئے تین صورتون کو پیش کیا۔ (۱) بعض ممبرون کا چندہ ان مصارف کے لیئے خاص کیا جاوے اور اسکا حساب کمیٹی مین شامل رہے۔ (۲) اس مخصوص چندہ کا حساب بہی علٰحدہ کیا جاوے۔ (۳) مہتمم کو کل چندہ سے ذاتی خرچ نکلنے کا اختیار دیا جاوے۔ جسکی تعداد مبلغ ... روپیہ ماہوار سے کم نہو۔ پس اکثر ممبرون کے ... تیسری صورت پر ہوا جسکے مطابق آج حصہ ذاتی مصارف مہتمم کا بہی مصارف اشاعت رسالہ مین داخل ہوا۔

[illegible]

آخر ۹۹ء تک اسی اصول پر سلسلہ جاری رہا مگر اس عرصہ ... سال مین انجمن سے رسالہ کو کچھ اثر پہنچا نہ رسالہ سے انجمن کو جسکا بیان مفصل **کیفیت سالانہ جلد سوم** مین ہوچکا ہے۔ اور آثار ظرفین کا مدار صرف مہتمم خاکسار رہا۔ اور آمدنی خرچ مین بہی چندان فرق نہ آیا۔ اسلیئے مہتمم نے بلاضرورت کمیٹی کے ماتحت حکومت رہنے اور ... باز پرس کا محل ہونے سے سبکدوش ہونیکے لیئے پرچہ اول ۱۹۰۰ء مین ... تجویز کو پیش کیا کہ اس رسالہ کو آیندہ کمیٹی سے کچھہ تعلق نہوگا۔ اور اسباب مین خاص طور پر بذریعہ خطوط بہی ممبران موجودہ انبالہ۔ شملہ۔ پنڈی۔ جبلپور۔ چناب۔ جہانگا مانگا۔ راہون۔ راولپنڈی۔ لودہانہ۔ کھوریا منظفرگڈہ۔ میانمیر۔ وزیرآباد۔ وغیرہ سے (جو اسوقت سے پہلے نکالے نہ ہوچکے تھے) مشورہ لیا گیا پس کل ممبرون نے (بجز دو ممبرون کے) اس تجویز پر اتفاق کیا جسکی مفصل کیفیت اشاعت آیندہ نمبر ۲ و ۳ جلد ۳ مین اسیوقت شائع ہوچکی تہی! اور دونون دفعہ کے خطوط ممبران بہی ہمارے پاس موجود ہین جنکو کچھہ شک ہو وہ اصل خطوط ملاحظہ کرسکتے ہین۔ یہہ **تمہید حساب** تہی جو اس رسالہ کی مختصر تاریخ ہے۔ ؟ اب حساب عرض کیا جاتا ہے۔ مگر اس پرچہ مین ہم کل ممبرون اور خریدارون کی باسم وار آمدنی بتا نہین سکتے کیونکہ انکی تعداد دو سو نام کے قریب ہے جسکے لیئے کئی اوراق درکار ہین جو اس پرچہ مین خالی نہین رہے۔ اس پرچہ مین تینون سالون کی مجمل رقوم آمدنی بتائینگے۔ پرچہ آیندہ مین انکی تفصیل کردینگے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نقشہ حساب جمع و خرچ اشاعۃ السنہ از اگست ۷۲ء لغایت دسمبر ۷۹ء

تفصیل خرچ

سنہ جمع و خرچ	۵ ماہ سنہ ۶۶ء	سال تمام سنہ ۶۸ء	سال تمام سنہ ۶۹ء
رقوم اجمالی جمع	۲۳۶-۲-۰	۷۶۱-۴	۱۰۲۳-۹-۰
چھپوائی جسمین اجرت کاپی وقیمت کاغذ جو مطبع نے دی شامل ہے	۲۱۹-۱-۹	۱۸۸-۴-۰	۱۰۲-۱۲-۰
کاغذ جو مطبع کو دیا گیا۔	:	۵۵-۱-۳	۸۱-۱-۹
اجرت کاپی جو مطبع مین لکھا کر دی گئی	:	۳۹-۲-۰	۶۰-۰-۰
اجرت کاپی مسودہ قلمی تنخواہ محرر رسشتہ	۳-۰-۰	۱۰-۱۲-۶	۷-۶-۹
تنخواہ مہتمم و ایڈیٹر بحساب للعہ ماہوار	:	۴۸۰-۰-۰	۴۸۰-۰-۰
محصول ڈاک۔	۴۳-۱-۹	۱۵۵-۹-۹	۷۶-۳-۹
سائر خرچ جسمین خسارہ فیس کورٹ و ہنڈوی و ٹکٹ و سفر خرچ متعلق اشاعۃ السنہ داخل ہے۔	۸	۳۵-۱۲-۳	۱۰-۲-۶
میزان	[illegible]	۹۲۴-۱۳-۹	۸۲۰-۳-۳
باقی یا فاضلہ۔	باقی بنام کمیٹی ۹-۶	باقی بنام کمیٹی ۹-۹	فاضلہ کمیٹی ۱۰۳-۵-۹

[illegible]

کے نام باقی نکلے مہتمم نے کمیٹی کو معاف کیا۔

قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل

پادری صاحبان اپنی ذریات اور خام داستقون کو یہہ کہکر کہ "قرآن مین اخلاقی تعلیم نہین ہے - جو ہے سو یہی ہے کہ کافرون کو لوٹو اور مار ڈالو یا یہہ کہ عورتون سے مباشرت کرو" - اسلام سے بدظن کرتے ہین - اور اسکے مقابلہ مین انجیل کی اس تعلیم پر کہ دشمنون کو پیار کرو - اور جو تمہاری داہنی گال پر طمانچہ مارے اسکی طرف بائین گال بھی پھیر دو - پیش کیکے فخر کیا کرتے ہین -

انکے اس فخر و اعتراض کے **دو جواب** ہین - اول یہہ کہ اخلاقی تعلیم اُس کام آتی ہے جبکہ اعتقادی تعلیم ہو - ایک خوش خلق رحمدل لوگون کی گالیان بلکہ جوتیان کہاتا ہے اور رات دن لوگون کے ساتھ سلوک و احسان سے پیش آتا ہے - پر وہ (دہریہ یا لا مذہب ہے) خدا یا اسکے رسولون کو نہین مانتا یا وہ خدا اور رسول کو اسطرح نہین مانتا جسطرح خدا اور رسول نے کسی مذہب (مثلاً محمدی یا عیسائی) کے ذریعہ سے فرمایا ہے کیا وہ اس خوش خلقی کے سبب نجات کا مستحق ہے - ؟

اگر پادری صاحبان کے نزدیک وہ نجات کا مستحق ہے تو پھر پادری صاحبان کا دین عیسوی اور اعتقاد تثلیث و کفارہ کی تعلیم و ترویج مین جد و جہد کرنا سعی لاحاصل ہے - صرف خوش اخلاقی کی منادی کافی ہے اور اگر وہ صرف اخلاق کے سبب نجات کا مستحق نہین ہے اور اس نجات کیلئے دینی اعتقاد شرط ہے تو پادری صاحبان ہمکو یہہ بتاوین کہ انجیل مین وہ اعتقادی تعلیم کیا ہے جو نجات کا سبب ہونے کی لائق ہے -

اکثر* **عیسائی** اعتقاد **تثلیث** یا ابنیت یا الوہیت مسیح اور **اعتقاد کفارہ** کو موجب نجات سمجھ رہے ہین - پس اگر انجیل کی اعتقادی تعلیم یہی ہے تو اسکا موجب نجات ہونا خیال و محال نظر آتا ہے مسئلہ تثلیث یا الوہیت یا ابنیت مسیح پر تو ہم پھر کسی موقع پر بحث کرینگے - اس مقام مین ہم مسئلہ **کفارہ پر بحث** کرتے ہین اور اپنے ہمعصر پادری صاحبان اور عامہ ناظرین کو بتلاتے ہین کہ مسئلہ کفارہ مین کسقدر صحت کا شائبہ ہے اور اسکا موجب نجات ہونا کیونکر متصور ہے -

پادری فنڈر صاحب نے کتاب مفتاح الاسرار کے دوسرے باب کی تیسری فصل مین مسئلہ کفارہ کی یہہ تقریر کی ہے -

* اکثر کی قید اسلئے لگائی ہے کہ فرقہ یونی ٹیرین تثلیث و الوہیت مسیح کے قائل نہین ہین -

چونکہ سب آدمی گنہگار ہین اور انسان اپنے تئین کسی طرح پاک نہین کرسکتا اور وہ طاقت نہین رکھتا کہ اپنے تئین کسی راہ سے گناہ وجہنم کے عذاب سے چھڑاوے - اور خدا بھی اپنی تقدس اور پاکی کے سبب ناپاک آدمی کو قبول نہین کرسکتا - اور اسکو اپنی عدالت کے تقاضا کے موافق گنہگارون کو سزا دینا ضرور پڑتا ہے پر اپنی رحمت و محبت کے سبب یہہ بھی نہین چاہتا کہ آدمی لاچار ہو کر ابدی ہلاکت مین داخل ہو - اسلیئے اسکی رحمت و محبت کی کثرت سے ازلی کلمے نے اوتار لیا - اور یسوع مسیح مین انسانیت کی صورت پر ظاہر ہو کے مسیح نے گنہگارون کی واجب سزاؤن کو اپنے اوپر قبول کیا - اور اپنے دکھہ اور موت اور قیام اور صعود کے سبب ایماندارون کو گناہ اور دوزخ کے عذاب سے چھوڑا کر ابدی نجات اور ہمیشہ کی نیکبختی انکے لیئے حاصل کی - اور اسی کتاب مین صفحہ ۷۶ و ۷۷ کہا ہے از بس کہ انسان سب گنہگار ہین اور نہ کوئی آدمی نہ کوئی نبی اپنے تئین نہ اورون کو گناہ اور اسکی سزا سے چھوڑا سکتا ہے اور خدا بھی اپنی تقدس اور عدالت کے سبب بے بدلا اور بے کفارہ معاف نہین کرتا - اور گناہ کا بدلا اور کفارہ صرف اسی شخص سے ادا نہین ہوسکتا ہے جو بندگی کے مرتبہ مین نہو - کیونکہ وہ جو خود بندہ ہے تو بندگی اسپر لازم ہوئی - پس وہ اورون کی جگہہ بندگی کرکے ثواب حاصل نہین کرسکتا - لہذا ضرور ہے کہ شفیع و نجات دینوالا کمال کے یعنے الوہیت کے مرتبہ مین ہو - پس اگر مسیح الوہیت کے مرتبہ مین نہوتا یعنی خدا کا بیٹا اور خدا نہوتا تو شفیع اور نجات والا بھی نہوتا -"

یہہ تقریر و اعتقاد اول سے آخر تک خلاف عقل و مخالف حق و صواب ہے اسکا موجب نجات ہونا کسیطرح سے لائق تسلیم نہین ہے - جو اسمین **اولاً** کہا گیا ہے کہ گنہگارون کو عذاب و نجات کی نسبت خدا کی رحمت و عدل کا باہم تنازع ہے - رحمت یہہ چاہتی ہے کہ خدا تعالی انکو ابدی عذاب مین نہ رکھے - عدل چاہتا ہے - کہ وہ ضرور عذاب مین رکھے - یہہ محض غلط و مغالطہ ہے خدا کی رحمت و عدل مین ہرگز تنازع نہین ہے - اسکی رحمت ہرگز اس گنہگار (کافر یا مشرک) کی نجات کے متقاضی نہین جسکو دائمی عذاب کا عدل متقاضی ہے - اور اسکا عدل ہرگز اس گنہگار (مومن فاسق) کے دائمی عذاب کا متقاضی نہین جسکی ہمیشہ کیلیئے معذب نہونے کی رحمت مقتضی ہے - اسکی رحمت اسی گنہگار (مومن فاسق) کی مخلصی کی

مقتضی ہے - جسکی مخلصی کے عدل اجازت دیتا ہے - اور اسکا عدل اسی گنہگار (کافر یا مشرک) کی دائمی عذاب کی متقاضی ہے - جسکے دائمی عذاب سے رحمت مانع نہیں ہے -

۲ اسکا سِرّ یا (عام محاورہ کے موافق) اصول یہہ ہے - کہ خداوند تعالی رحیم محض † (یا مطلق) نہین ہے اور اُسکی رحمت ایسی عام و بلا قید نہین ہے کہ وہ ہر محل مین ظہور کی متقاضی ہو - بلکہ وہ رحیم باقید ہے اور اُسکی رحمت اسی محل مین ظاہر ہونے کی مقتضی ہے جہان عدل کی اجازت ہو - وہ محل گنہگاران اہل ایمان ہین - رحمت الٰہی ان ہی کی نجات کی مقتضی ہے - اور عدل انکی نجات کا مانع نہین ہے کیونکہ ان گنہگارون مین جیسی وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) موجود ہے - اور اس وصف کے لحاظ سے عدل انکی سزا و عذاب کا تقاضا کرتا ہے - ویسی ہی وصف مقتضی نجات (ایمان بخدا و رسول) بھی موجود ہے - اس وصف کے لحاظ سے عدل انکی نجات و مخلصی سے مانع نہین ہے -

پھر یہہ نجات دو صورت سے ممکن و متصور ہے - عدل ان دونون سے مانع نہین ہے

اول یہہ کہ گنہگار مومنون کو بعوض و بمقدار انکے گناہ کی سزا دیکر آخر بلحاظ ایمان نجات دیجاوے اس صورت نجات سے عدل کا مانع نہونا تو ظاہر ہی ہے - اسصورت مین وصف مقتضی نجات و وصف مقتضی عذاب دونون کے مقتضا کا لحاظ پایا جاتا ہے اور عدل و رحمت دونون صاف طور

---

† یہیہ ایک مذہب اسلامی مین رہکر فرعون کو دائمی عذاب تجویز کرتے ہین حتی کہ مذہب عیسائی بھی جو منکرین تثلیث و کفارہ و نبوت یا الوہیت مسیح کو ناجی بتاتا ہے) شہادت پائی جاتی ہے - اور فطرت یعنی حالات محسوسہ موجودہ عالم دنیوی بھی اسپر شاہد ہے - ہم صاف دیکھتے ہین کہ دنیا مین جب کوئی ایسا کام کرتا ہے جو اسکے مقتضاء طبع کے مخالف ہوتا ہے (جیسے انسان کا زہر کہا لینا اور چرند جانور کا گہاس کہانا) یا مقتضای وضع و اصول تمدن کو مخالف ہوتا ہے (جیسے کسی کو ناحق مار ڈالنا یا اُسکا مال لوٹ لینا) تو وہ دنیا مین ہلاکت یا عذاب مین مبتلا ہوتا ہے - یہان شان رحیمی خداوندی کہان متحقق ہوتی ہے؟ اگر خداوند تعالی رحیم محض ہوتا تو کسی انسان کو جو زہر کہا لیتا یا آگ مین کود پڑے ہلاک ہونے نہ دیتا - اور اگر کہو یہہ ہلاکت یا عذاب خدا کیطرف سے نہین ہے انسان نے اسکو خود بنایا ہے جبکہ اپنے اختیار و ارادہ سے ایسا فعال ہلاکت کا ارتکاب کیا - تو اولاً یہہ کہنا تو وہ خالق کا قائل ہوتا ہے یا ممکن الوجود کو واجب الوجود سمجھنا - انسان کیسا ہی فعل مختار - وکاسب مباشر اسباب کیون نہو وہ اپنے کسی فعل و کسب مین فیضان خداوندی سے مستغنی نہین ہے - اسکا فعل مختار و کاسب ہونا اسی معنی کر

پر مستحق ہین۔

دوسری صورت یہہ کہ گنہگار مومنون کو عام معافی دیا وے اور بلا سزا انکی بخشش و نجات ہو یعنی انکی وصف مقتضی نجات (ایمان) کا لحاظ کیا جاوے۔ وصف مقتضی عذاب (گناہ کمتر از کفر) کا لحاظ فروگذاشت ہو۔ اس صورت مین گو بظاہر مجرم کو بلا سزا چھوڑنا اور اُسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ نکرنا خلاف عدل معلوم ہوتا ہے۔ مگر نظر غور سے دیکہا جائے تو یہہ امر خلاف عدل نہین ہے۔ خلاف عدالت ہوتا جبکہ بلا وجہ مجرم کو چھوڑا جاتا۔ اور بلا سبب) اُسکی وصف مقتضی عذاب کا لحاظ ترک کیا جاتا۔ مگر یہان یہہ امر بلا وجہ نہین ہوا اس مجرم مین اس وصف مقتضی عذاب کے مقابلہ مین ایک مزاحم قوی دوسری وصف مقتضی نجات ایسی پائی جاتی ہے کہ وہ بحکم عدل وصف مقتضی عذاب پر ترجیح و غلبہ رکہتی ہے۔ اور اسکے مقابلہ مین اسکا لحاظ نکرنا اور اُسکو اسپر ترجیح دینا ہی وجہ خلاف عدل نہین ہے۔

عدل ایسے مجرم کی سزا دہی کو جسکا گناہ اُسکی اطاعت سے کمتر ہو اور اُسکی اطاعت اسکے گناہ سے بڑھکر ہو واجب نہین

ہے کہ انہین اختیار و کسب خداوند تعالیٰ کیطرف سے رکہا گیا ہے جو حجر و شجر مین رکہا نہین گیا۔ نہ اس معنی کر کہ وہ اختیار و کسب کا خود پیدا کرنیوالا ہے اور وہ بہی کچھہ حصہ خالقیت رکہتا ہے ثانیاً [illegible] ہین پیش کرتے ہین جنمین ظاہری اختیار و اسباب کی مباشرت پائی نہین جاتی۔ دیکہو بہت سے بچے مادرزاد اندہے و اپاہج پیدا ہوتے ہین بہتیرے بچے سخت امراض سے معذب ہوکر ہلاک ہوتے ہین لاکہون چیونٹیان وغیرہ حیوانات لوگون کے پاؤن کے نیچے دب کر رہ جاتے ہین۔ یہان ظاہری اختیار و مباشرت اسباب کہان پائی جاتی ہے تاکہ ان مخلوقات کو اپنی ہلاکت کا خالق قرار دیا جاوے۔ اسمین کوئی ہندو یا اور کوئی قائل تناسخ یہہ کہے کہ یہہ پچھلے جنم کی ارتکاب کی سزا ہے تو ہمین اولاً خدا کیطرف سے سزا دینے کا اقرار ہے جو ہمارے اصل اس مدعا کا کہ خدا رحیم محض نہین ہے وہ گنہگارون کو سزا بہی دے سکتا ہے مؤید ہے۔ ثانیاً اسپر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ رحیم مطلق ہے تو اسنے ایسے اسباب کو کیون پیدا کیا۔ جنکی مباشرت سے انسان اس جنم مین بزعم ہنود و تناسخیہ پچھلے جنم مین سزا پانیکی لائق ہوا **بالجملہ** لوگون کا دنیا مین باختیار و بلا اختیار انواع تکلیف مین معذب ہونا صاف یقین دلاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ رحیم محض نہین ہے۔ بلکہ رحیم ہونیکے ساتھہ عذاب کنندہ بہی ہے۔ **لقد صدق**

ٹھہراتا بلکہ بمقتضائے قاعدہ ترجیح راجح اسکو گناہ کمتر از کفر کو بلحاظ اسکی عظمت کے (یعنی ایمان کے جو راس الطاعات ہے) بلا سزا بخشدینا اور معاف کرنا جائز رکھتا ہے اس امر کو مسلمان تو مانتے ہی ہین جو بحکم ان آیات واحادیث کے جنمین یہہ بیان ہے کہ شرک یا کفر سے کمتر گناہون کو

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔

خدا جسے چاہے بخشدے۔ یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کفر سے کمتر گناہ کی بلا سزا بھی بخشش جائز و متوقع ہے

عیسائی بھی (انصاف اختیار کرین اور ہٹ دھرمی سے انکار نکر بیٹھین) تو اسی بات کو مدار نجات سمجھ رہے ہین **سچ پوچھو** تو انکی کفارہ مجوزہ کا اصل اصول یہی بات ہے وہ کفارہ کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص مسیح کے کفارہ ہونے پر ایمان لائے وہ خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اس اعتقاد و ایمان کفارہ کے عوض و لحاظ سے نجات کا مستحق ہے۔ اور یہہ بعینہ وہی بات ہے جو ہمنے صورت دوم مین کہی ہے کہ گنہگار مومن (خواہ کفر سے کمتر کتنا ہی گناہ کرے) ایمان کے بدلے عفو و نجات کا مستحق ہے عدل اسکے عفو و نجات کا مانع نہین ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اس تقریر کفارہ مین اول کہا گیا ہے کہ گنہگارون کی نجات و عذاب کی نسبت خدا تعالی کی عدل و رحمت کا باہم تنازع ہے یہہ محض غلط و مغالطہ ہے۔ **ایسا ہی جو اس تقریر** مین آخر کہا ہے اور اس تنازعہ عدل و رحمت کا **فیصلہ** کیا ہے وہ اور بھی **غلط** و سخت مغالطہ ہے اور اس عربی مثل مشہور کا مصداق ہے جسکا مطلب یہہ ہے۔ کہ ایک شخص مینہہ سے بھاگا اور پرنالہ کے نیچے آکھڑا ہوا۔

فر من المطر وقام تحت المیزاب

اس فیصلہ مین عیسائیون نے خدا کیطرف سے وکیل ہوکر عدل کا حق تو یہہ کہکر ادا کیا ہے کہ ہم تیری مقتضا سے درگذر نہین کرتے اور گنہگارون کو بلا سزا نہین چھوڑتے انکی گناہون کی سزا اپنے آپ بھگتے ہین (چنانچہ مسیح کو اوتار اور خود خدا کہنے کا لازمہ ہے) یا اپنے فرزند ارجمند کے سر پر ڈالتے ہین

من قال ان ربک لشدید العقاب وانہ لغفور الرحیم۔ ابطال تناسخ کی نسبت ہم پہلے بھی وعدہ دیچکے ہین اور پھر وعدہ کرتے ہین کہ عنقریب ہم اسمین بحث کرینگے اور اسکا ابطال عمل مین لاوینگے۔ ۱۲

(خیا بچہ مسیح کو صرف بیٹا کہنا چاہتا ہے) اور رحمت کا یون گھر پورا کر دیا کہ ہم تیری تقتضا سے بھی درگذر نہین کرتے گنہگارون کو عذاب سے سبکدوش کرکے بہشت مین داخل کرتے ہین ۔ **مگران خواہ مخواہ کے وکیلون** نے یہہ نہ سمجھا کہ اس فیصلہ مین عدل و رحمت دونون ٹوٹ گئی ۔ نہ عدل کی داد دیگئی ۔ اور نہ رحمت کی حق رسی ہوئی ۔ عدل تو یون ٹوٹا کہ مجرم بلا سزا چھوٹا رحم یون ادٹھا کہ گنہگار کا بوجھ بیگناہ کے سر پڑا ۔ پھر وہ بیگناہ اگر خدا کا بیٹا ہے تو اس سے بڑھکر کیا بیرحمی ہے کہ مجرم کا گناہ اپنے بیگناہ فرزند پر ڈالا ۔ اور مجرم کو بہشت مین اور فرزند کو دوزخ مین داخل کیا ۔ اور اگر وہ بیگناہ (جسنے مجرمون کا بوجھ لیا) خود خدا جل و علی ہے تو یہہ بیرحمی وظلم سے بڑھکر سفاہت وجنون ہے ۔ کوئی عاقل یہہ تجویز کرسکتا ہے کہ جو بادشاہ مجرم کو بلا سزا چھوڑ دینا خلاف عدل سمجھے وہ اسکے جرم کی سزا اپنے آپ پر جاری کرے اور اسکو عوض مین اپنے منہ پر ایک دو تھپڑ یا جوتا مار لے تاکہ اُسکا قانون عدل جزاو سزا دینے کا نہ ٹوٹنے ۔ مین یقین نہین کرسکتا کہ عیسائیون کے سوا کوئی عاقل ایسی تجویز کرے ۔

اس بیان سے ثابت ہے کہ جس اعتقاد کفارہ کو عیسائی موجب نجات سمجھتے ہین ۔ اسکا موجب نجات ہونا خیال محال ہے ۔ پس اگر انجیل کی اعتقادی تعلیم یہی ہے تو اس اعتقادی تعلیم کے ساتھ اخلاقی تعلیم انجیل کس کام آتی ہے ۔ جسپر عیسائی فخر کرتے ہین ۔ اور اسکی نظر سے انجیل کو قرآن پر ترجیح دیتے ہین ۔

دوسرا جواب یہہ کہ جسقدر اخلاقی تعلیم انجیل مین ہے وہ سب کی سب قرآن مین موجود ہے ۔ کوئی ایک مسئلہ بھی اخلاقی ایسا نہین جو انجیل مین ہو اور قرآن مین نہو ۔ جو اسکے خلاف کا مدعی ہے وہ کوئی ایک مسئلہ بیان کرے ۔ اور ہمسے اسکا جواب لے ۔

قرآن مین اسکے علاوہ بیان اخلاق مین یہہ رعایت بھی ہے کہ اس سے سیاست و انتظام عامہ خلائق مین فرق نہ آجاوے بخلاف بیان اخلاقی انجیل کے کہ اسمین اس امر کی رعایت نہین ہے ۔

پہلے ہم اون اخلاق کو بیان کرتے ہین جو قرآن مین بعینہٖ ہی مذکور ہے جو انجیل مین مذکور ہین ۔ پھر قرآن کی

اس عنایت خاص کو بیان کرینگے جو انجیل مین ملحوظ نہین ہے -

سورہ نسا مین ہے - خدا کو پوجو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرو - اور ماں

واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذي القربى واليتمى والمسكين والجار ذي القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل وما ملكت ايمانكم ان الله لا يحب من كان مختالا فخورا (نساء ع ۶)

باپ سے نیکی کرو اور قرابتیون سے اور نزدیکی ہمسایہ سے - اور دور والے ہمسایہ سے - اور ہم پہلو صحبتی سے - اور مسافر سے - اور اپنے غلامون سے خدا اس سے خوش نہین جو تکبر اور فخر کرتے ہین -

اور **سورہ انعام** مین ہے - اپنی اولاد کو فقیری کے خوف سے قتل نکرو - تمہین اور

ولا تقتلوا اولادكم من املاق نحن نرزقكم واياهم ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ذلكم وصكم به لعلكم تعقلون ولا تقربوا مال اليتيم الا بالتي هي احسن حتى يبلغ اشده واوفوا الكيل والميزان بالقسط لا نكلف نفسا الا وسعها واذا قلتم فاعدلوا ولو كان ذا قربى وبعهد الله اوفوا ذلكم وصكم به لعلكم تذكرون

(انعام ع ۱۹)

انہین ہم ہین رزق دینے والے - اور کھلی اور چھپی بیحیائی کے نزدیک مت جاؤ - اور کسی جان کو ناحق نہ مارو - اور یتیم کے مال کے پاس نجاؤ مگر ایسے طور سے جبتک کہ وہ جوان ہو اور ناپ اور تول پورا کرو - ہم کسی کو اسکی طاقت سے باہر حکم نہین دیتے - اور جب بات کہو حق کہو اپنی قرابتی پر کیون نہو - اور خدا کے عہد کو پورا کرو - خدا انکو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت مانو -

اور سورہ **بنی اسرائیل** مین ہے قرابتیون کو انکا حق دو اور مسکینون اور مسافرون کو

وات ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبذر تبذيرا ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا (بنی اسرائیل ع ۳)

اور فضول خرچی مت کر فضول خرچ شیطان کے بھائی ہین -

اب قرآن کی اس عنایت خاص کو بیان کیا جاتا ہے جو اخلاقی تعلیم مین اسنے کی ہے - اور وہ

انجیل مین نہین۔

(۱) انجیل مین کہا ہے کہ اگر کوئی تجھے دہنی گال پر طمانچہ مارے تو بائین گال پھیر دے (متی ۵-۳۹)

قرآن مین یہہ بات ہی کہی ہے کہ برائی کو معاف کرو چنانچہ سورہ شوریٰ مین فرمایا ہے۔

وجزاؤ سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله ان الله لا يحب الظلمين ولمن صبر وغفر ان ذلك لمن عزم الامور (شوریٰ ع ۴)	برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پر جو معاف کرے اور درستی کرے اسکا اجر خدا پر ہے۔ خدا ظالمون کو دوست نہین رکھتا۔ اور فرمایا جو صبر کرے اور معاف دے تو یہہ ہمت کے کامون سے ہے۔

اور بقرہ مین حکم قصاص کے بیان مین کہا ہے کہ جسکو اپنے بھائی سے خون معاف ہو جاوے

فمن عفي له من اخيه شيء فاتباع بالمعروف واداء اليه باحسان (بقرہ ع ۲۲)	وہ اچھی طرح سے خونبہا ادا کرے۔ اور وارثان مقتول اچھی طرح سے مطالبہ کرینگے۔ یہان

بھائی کہنا صرف اسی ترغیب سے ہے کہ اسکو بھائی سمجھکر معاف کر دین۔

مگر ساتھ ہی اسکے یہہ بھی فرمایا ہے۔ کہ جو تمپر زیادتی کرے اسپر تم ویسی ہی زیادتی کرو۔ اور

فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم (بقرہ ع ۲۴) كتب عليكم القصاص في القتلى الحر بالحر والعبد بالعبد والانثى بالانثى (بقرہ ع ۲۲)	فرمایا کہ تمہارے لیئے قصاص کا حکم ہے اصیل بدلے اصیل کے غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے۔

ان دونون قسم کے احکام کے بیان مین رعایت سیاست انتظام بھی پائی جاتی ہے۔ اور اخلاقی تعلیم بھی موجود ہے۔ ظالم کو بدلہ کا ڈر سنا دیا۔ اور نیکون کو معافی کا حکم دیا۔ اسمین یہہ فائدہ ہوا کہ ظالم خوف مواخذہ سے رکیگا۔ اور نیکون کو معافی کا حکم دیا گیا۔

بخلاف تعلیم انجیل کے کہ اسمین اخلاقی تعلیم تو ہوئی مگر ظالم کو ظلم سے روک نہوئی بلکہ ظلم کرنیکی جرات دلائی گئی۔ جب وہ دیکھیگا کہ مظلوم نے ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری گال بھی طرف کر دی ہے۔ تو وہ بیدھڑک ہر کسی کو مارتا پھرے گا۔ یہان تک کہ ایکدن وہ بھی کسی کے ہاتھ سے

سے مارا جاویگا - اسمین نہ صرف ایک ظالم کا بگاڑ ہے - یا اس مظلوم کا ظاہری نقصان ہے بلکہ کل عالم کا بگاڑ اور نقصان متصور ہے - اسی نظر سے قرآن اپنی اس حکیمانہ دورخی تعلیم پر فخر کیا ہو - اور

ولکم فی القصاص حیوۃ یا اُولی الالباب (بقرہ ع ۲۲)	حکم قصاص کا یہہ بہید بتایا ہے کہ اس حکم مین تمہارے لیئے زندگانی ہے -

اور سورہ حج مین فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالی لڑنیکے بدلے لڑنے کا حکم دینے سے ایک کو دوسرے

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم الله کثیرا - (حج ع ۶)	سے نہ روکتا تو صومعے اور کنیسے اور چرچ اور مسجدین جنمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سب کے سب گرجاتین -

(۲) انجیل مین کہا ہے کہ جو تجہے عدالت مین لیجائے اور تیرا جبہ مانگے تو اسی کو ٹ بہی دیدے اور جو تجہے ایک میل بیگار لیجائے تو دو میل اسکے ساتھ جا - (متی ۵ - ۴۰ و ۴۱)

اس حکم سے اگر یہہ مراد ہے کہ ظالم کے آگے دب جا تو اسکی نسبت قرآن کا فیصلہ پہلے حکم مین آچکا ہو کہ نہ بالکل ایسا دب کہ پہر ظالم سر نہ اٹھنے دے - اور نہ بالکل اسکے مقابلہ کیلیئے کھڑا ہو رہے - اور اگر اس سے صدقہ و خیرات مراد ہے تو قرآن نے یہہ امر بہی سکھایا - اور مومنون کی تعریف مین

ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة ومن یوق شح نفسه فاولئک هم المفلحون (حشر ع ۱)	فرمایا ہے کہ وہ اپنی جانون پر اوروں کو مقدم کرتے ہین - اگرچہ وہ فاقہ مین مبتلا ہون - اور جو نفس کی حرص سے بچایا گیا وہ نجات پانے والا ہے -

مگر ساتہہ ہی اسکے یہہ بہی فرمادیا ہے کہ تو اپنے ہاتہہ کو گردن سے باندہ لے پہر تجہے ملامت کرینگے

ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا (بنی اسرائیل ع ۳)	(یعنی بخیل کہینگے) اور نہ سبہی پہیلا دے تا کہ تو خالی ہاتہہ بیٹہہ رہے -

اسمین بہی اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو انجیل کی تعلیم مین نہین ہے -

(۳) انجیل مین کہا ہے کہ تو دشمن کو پیار کر اسکے لیئے برکت چاہ جو تمہین لعنت کرین (متی ۵ - ۴۴)

قرآن مین بہی صاف فرمایا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہین تو بدی کو نیکی سے روک پہر جو تیرا دشمن ہے وہ گرم جوش دوست ہوجائیگا۔ اس ہدایت کو وہی لوگ لیتے ہین جو صابر ہین۔ اور بڑے نصیب والے ہین۔

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم و ما یلقٰها الا الذین صبروا و ما یلقٰها الا ذو حظ عظیم۔ (حم السجدة ع ۵)

مگر اسمین بہی اس اعتدال و انتظام عام کی رعایت ہے جو پہلے حکم مین بیان ہوچکی ہے۔ کہ نہ ہر ایک دشمن کے آگے جہک جاوے۔ نہ ہر ایک سے مقابلہ کرے۔ نرمی بہی کرے۔ اور سختی سے بہی ڈراتا رہے۔ اسی تعلیم کے موافق ایک دانشمند نے کہا ہے۔ ۵

درشتی و نرمی بہم در بہ است + چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اس مضمون کو دیکہکر عیسائی انصاف کرینگے تو پہر اخلاقی تعلیم مین انجیل کو قرآن پر ترجیح نہ دینگے اگر بے انصافی و ہٹ دہرمی کرین تو اسکا علاج نہین۔

تبصرہ

اس مقام مین جو ہمنے اخلاقی تعلیم مین انجیل کا نقص بیان کیا ہے یہہ بمقابلہ تعلیم قرآن نقص ہے ورنہ بجائی خود قطع نظر مقابلہ تعلیم قرآن سے وہ بہی کمال ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ جس موقعہ پر اور جس زمانہ مین اور جن اشخاص کی نسبت وہ حکم ہوا تہا۔ (اگر وہ ٹہیک کلام آلہی اور تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے) اسوقت زمانہ و اشخاص کے لیئے وہی حکم مناسب و باکمال ہو۔ اسوقت کے لوگ سختی کے مقابلہ مین سختی کرنیسے منفعل نہوتے ہونگے۔ بلکہ اسپر اور الجہتے ہونگے یا اسوقت مسیح علیہ السلام کو سختی کرنیکا موقع نہ تہا۔ اسلیئے سختی سے محض نرمی و معافی کو اختیار کیا۔ لہذا اسوقت اسی تعلیم مین کمال تہا۔ تعلیم قرآنی مین اسکے مقابلہ مین یہہ کمال ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر موقع اور ہر شخص کی نسبت مناسب حکم کے متضمن ہے۔ اسلیئے قرآن کے مقابلہ مین اس تعلیم انجیل پر نقص کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ اگرچہ وہ تعلیم انجیل بجائے خود کمال سے خالی نہین ہے۔

یہہ بات اسلیئے جتائی گئی ہے - کہ کسی نبی یا کتاب آسمانی کی تعلیم کو (خدا کیطرف سے مانکر) مطلق ناقص و خالی از حکمت کہنا منافی ایمان و تسلیم ہے جو لوگ ایکدوسرے کے مقابل و مناظر اس بات کو نہین جانتے وہ اپنے نبی یا کتاب کی ترجیح و تعریف کے وقت بلا تمیز و تفصیل صاف مخاطب کو کہدیتے ہین کہ تمہارے نبی یا کتاب مین یہہ عیب و نقصان ہے - اور ہمارے نبی یا کتاب مین یہہ خوبی و کمال اور وہ یہہ بھی نہین خیال کرتے کہ ایسے نبی یا کتاب کی ایسی تعریف جسمین دوسرے نبی یا کتاب کی اہانت پائی جاوے بالاتفاق حرام ہے -

القاب مذہبی

ہمارے زمانہ مین اور جو اسکے قریب قریب گذرا ہے - جب بچے ہوش سنبھالتے ہین تو اُنکے دیندار والدین انکو یہہ سوال و جواب تلقین کرتے ہین -

سوال	جواب
تم بندے کسکے ہو -	اللہ تعالیٰ کے -
امت کسکی ہو -	محمد رسول اللہ صلعم کی
مذہب کس کے ہو -	امام اعظم صاحب کے

آخر اس تلقین کا اثر و نتیجہ یہہ پیدا ہوا کہ امام مذہب کا ماننا ایسا جزو ایمان سمجہا جاتا ہے جیسا خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا و بناءً علیہ عام خیالات مین حنفی یا شافعی (جہان شافعی رہتے ہون) کہلانا فرض سمجہا جاتا ہے - اور جو حنفی شافعی نہ کہلاوے وہ لامذہب بنتا ہے - انکے مقابلہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو کسی مذہب باشہور کیطرف منسوب ہونا اور حنفی یا شافعی کہلانا ضروری نہین سمجہتے - صرف مسلمان یا محمدی کہلانا کافی خیال کرتے ہین - انمین بعض حنفی و شافعی کہلانے کو بدعت بعض شرک بھی کہتے ہین -

فرقہ اول (حنفی و شافعی کہلانے کو بدعت و شرک کہنے کے مقابلہ مین) محمدی المذہب کہلانے کو کفر سمجہتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ مذہب (چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکہا ہے) اسطریق کا نام ہے جسکو بعض اُمتی اپنے فہم و اجتہاد سے نکالین اور چند قواعد عقلیہ مقرر کرکے انکے موافق ادلہ شرعیہ سے مسائل نکالکر ایک راہ مقرر

کردین اسمین خطا وصواب دونون کا احتمال ہے - اسلیئے اسکو خدا ورسول کی طرف منسوب نہین کیا جاتا"۔

اس اختلاف القاب کا یہہ اثر پیدا ہورہا ہے کہ اسلام کے دو حصص ہو گئے - اور مسلمانون کے دو گروہ باہم مخالف بن گئے جو ایک دوسرے کے دینی و قومی کامون مین (انکو اسلامی و قومی کام نہ سمجھکر) خلل انداز ہوتے ہین - وہ مدرسہ بنانا چاہتے ہین تو یہہ فراہمی چندہ کے مزاحم ہوتے ہین - اگر وہ مسجد بنانا چاہتے ہین تو یہہ بنانے نہین دیتے - بن جائے تو تو اسپر مسجد ضرار ہونے کا فتوی لگاتے ہین - اور اپنی مسجدون مین انکو نماز نہین پڑہنے دیتے - یہہ انکے قومی و دینی کامون مین اسی تفصیل سے رخنہ اندازی کرتے ہین -

اس مضمون مین فریقین کی نصیحت مدنظر ہے - اور جانبین کی خدمت مین برادرانہ التماس ہے کہ فریقین اپنی اپنی حالت ضعف وتنزل پر رحم فرماوین - اور اس افراط سے باز آوین - اور اسمضمون کو غور سے پڑہکر یقین فرماوین - کہ حنفی یا محمدی کہلانا ایسے جرائم سے نہین جنپر یہہ احکام و آثار مخالفت مرتب کیئے جاوین -

پہلے ہم اپنے عقلمند بہائیون اہلحدیث کیخدمت مین (جو محمدی کہلاتے ہین) ملتمس ہین کہ سبہی اشخاص سلف سے خلف تک جو حنفی شافعی کہلاتے چلے آئے ہین - اس حنفی یا شافعی کہلانے کو جزو ایمان و داخل اسلام نہین سمجھتے بلکہ صرف ان ائمہ سے بعض مسائل مین موافقت رائی کے سبب انکی طرف منسوب ہین - اور صرف اس نسبت کی تمیز کے لیئے حنفی شافعی کہلاتے ہین - اس تلقب و انتساب مین وہ محمدی ہونیسے انکاری نہین - اور نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دین یا سنت کی پیروی سے عاری ہین - بلکہ اتباع محمدی کو وہ شرط ایمان جانتے ہین - اور پیروی سنت کو حرز جان - جہان اپنے امامون کے اقوال کو ظاہر سنت سے مخالف پاتے ہین - انکی موافقت اور پیروی سے ہاتھ اٹھالیتے ہین اور اسمین اس شخص کے موافق یا پیرو ہو جاتے ہین جسکے قول کو موافق سنت پاتے ہین دیکھو سلف ائمہ سے امام طحاوی نے جو حنفی مشہور ہے کیا

کہا ہے۔ کہ مین ہر بات مین امام ابوحنیفہ کا مقلد نہین ہون۔ اور اسکے موافق شرح معانی الآثار مین کیسا عمل کر دکھایا ہے کہ جہان امام ابوحنیفہ رح کا قول سنت کے مخالف پایا وہان۔ فما قال ابوحنیفۃ باطل صاف سنا دیا۔ قاضی ابوعلی و قاضی حسین و قفال وغیرہ نے بہی کیا صاف صاف کہدیا ہے۔ کہ ہم امام شافعی کے مقلد نہین۔ بیہقی وغیرہ علماء نے کئی مسائل مین امام شافعی کا تخالف کیا ہے۔ انکے افعال و مقالات کی تفصیل کتب متقدمین و متاخرین مین موجود ہے۔ جسکی کسیقدر نقل اشاعۃ السنہ و ضمیمجات اشاعۃ السنہ خصوصًا (نمبر ۲ جلد ۱۳) بہی ہو چکی ہے۔ متاخرین حنفیہ شیخ ابن الہمام جسپر حنفی مذہب کی تقلید و تائید کا زیادہ گمان کیا جاتا ہے۔ بہتیری جگہہ فتح القدیر مین حنفی مذہب سے الگ ہو گیا ہے۔ دیکہو مسئلہ آمین بالجہر مین اسنے حدیث اخفاء آمین کو چار دلائل سے ضعیف بتا کر حدیث جہر سے اس کی تطبیق و موافقت کی اسیطرح بیان کی ہے۔ جسمین اصل جہر کی تسلیم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ کہا ہے۔ اگر اسباب مین میرے کچہہ اختیار ہو تو مین دونون حدیثون جہر و اخفاء کو یون باہم متفق کر دون کہ آہستہ کہنے سے یہہ مراد ہے کہ بہت نہ چلائے۔ اور جہر سے یہہ مراد ہے کہ سینے سے نکلنے والی گونجنے والی آواز سے کہتے۔

ولوکان الیّ فی ہذا شیٔ لوفقت بان روایۃ الخفض یراد بہا عدم القرع العنیف وروایۃ الجہر بمعنی قولہا فی زیر الصوت (فتح القدیر)

اور مسئلہ عورتون کی امامت و جماعت مین روایت کراہت تحریمی کا خلاف کیا۔ اور صاف کہدیا ہے۔ کہ جو صاحب ہدایہ نے حدیث امامت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی منسوخ ہونے دعوی کیا ہے یہہ ثابت نہین۔ اور اگر حدیث ابو داؤد وغیرہ

و لکن یبقی الکلام بعد ہذا فی تعیین الناسخ اذ لابد فی ادعاء النسخ منہ ولم یتحقق فی النسخ الا ما ذکر بعضہم من امکان کونہ ما فی ابی داؤد و صحیح ابن خزیمۃ صلوۃ المراۃ فی بیتہا افضل من صلوتہا فی حجرتہا وصلوتہا فی مخدعہا افضل من صلوتہا

فی بیتها یعنی الخزانة التی تکون فی البیت وروی
ابن خزیمة عنه علیه الصلوة والسلام ان
احب الصلوة المرأة الی الله فی اشد مکان فی بیتها
ظلمة وفی حدیث له ولابن حبان واقرب ما تکون
من وجه ربها وهی فی قعر بیتها ومعلوم ان المخدع
لا یسع الجماعة وکذا قعر بیتها واشد ظلمة ولا یخفی
ما فیه وبتقدیر التسلیم فانما یفید نسخ السنیة
هو لا یستلزم ثبوت کراهة التحریم فی الفعل بل التنزیه
ومرجعها الی خلاف الاولی ولا علینا ان نذهب الی ذلک
فان المقصود اتباع الحق (فتح القدیر مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۳۵)

— سے (جس میں یہہ بیان ہے کہ عورت
کی نماز اندھیری کوٹھری میں افضل ہے)
اسکا منسوخ ہونا مان بھی لیا جاوے
تو اس سے صرف جماعت کی سنت
ہونیکا نسخ معلوم ہو سکتا ہے — اسکا
مکروہ تحریمی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نہایت
یہہ کہ اولیٰ نہو۔ آخر کہا ہے۔ کہ ہم پر اس
مذہب پر چلنا واجب نہیں ہے۔
مطلب اتباع حق سے ہے خواہ کہیں
ہو۔

ہمارے زمانہ کے مشہور حنفی مولوی **عبدالحی** صاحب لکھنوی نے جو اس باب میں فرمایا ہے وہ
بھی ضمیمہ اشاعۃ السنہ (نمبر ا جلد ۲) میں منقول ہوچکا ہے۔ اس مقام میں ایک اور قول انکا نقل کیا جاتا ہے
آپ رسالہ **فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ میں فرماتے ہیں** — ائمہ اربعہ کے مقلد

واعلم ان مقلدی الائمة الاربعة اشتهروا
بالانتساب الی حضرات متبوعیهم العلیة کالحنفیة
والشافعیة والمالکیة والحنبلیة لیحصل التمییز
بینهم ویتفرقوا اسمهم عن ثانیهم وفی الحقیقة کل
طائفة منهم محمدیة فان تقلیدهم اشتهم و
السلوک علی مسلکهم سلوک علی طریق النبی صلی الله
علیه وسلم واغتراف بذلک المنبع الاعظم

اماموں کی طرف منسوب ہونے سے اس لیے
مشہور تھے۔ کہ ان میں اس نسبت میں تمیز
ہو۔ اور ایکدوسرے سے علیحدہ ہو کر پہچانا جاوے
اور حقیقت میں وہ سب محمدی ہیں۔ کیونکہ
اماموں کی تقلید کرنا اور انکی راہ پر چلنا بعینہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنا ہے
اور اسی چشمہ سے چلو بھرنا۔

ایسے شخصوں کے حنفی یا شافعی کہلانے کو کون بدعت کہہ سکتا ہے۔ اور انکا شرک ہونا تو کیونکر یہی معنے

نہین رکھتا۔

ہان بعضے ایسے ضدی متعصب حنفی و شافعی بھی ہین جو ہر شخص پر (عالم کیون نہو) امام ابو حنیفہ یا شافعی کی تقلید خدا کیطرف سے فرض سمجھتے ہین اور اسی اعتقاد اور معنے سے حنفی و شافعی کہلاتے ہین۔ اور اس تقلید کی پابندی سے وہ صریح نصوص کتاب و سنت کو جو اُنکے ائمہ کے اقوال سے مخالف ہین قبول نہین کرلیتے اور اُنکے ردّ و جواب مین صاف کہدیتے ہین۔ مارا بحدیث چہ کار۔ قول امام بباید۔ ایسے متعصب حنفیون اور شافعیون کو تو خود محقق و منصف حنفی بھی اچھا نہین سمجھتے چنانچہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ (نمبر ا جلد ۳) مین منقول ہو چکا ہے و لیکن ان معدودی چند نام کے علماء یا اکثر جہلاء کی نظر سے ہمکو یہہ نہین پہنچتا کہ ہم سب حنفیون اگلون اور پچھلون کو برا جانین۔ اور جہان کسی پر حنفی یا شافعی کا نام آیا اُسکو اُن ہی مین شمار کرین۔ +

اب دوسرے **علائی بھائیون حنفیون شافعیون** کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اہلحدیث کے حنفی یا شافعی نہ کہلانے صرف مسلمان یا محمدی کہلانے پر اکتفا کرنے سے بُرا نہ مناوین۔ اور یہہ خیال نفرماوین کہ انکی مسلمان یا محمدی کہلانے سے یہہ نیت ہے کہ انکے سوا اور لوگ (جو حنفی شافعی کہلاتے ہین) محمدی یا مسلمان نہین ہین۔ یا یہہ کہ وہ امام ابو حنیفہ و شافعی کو بزرگ نہین جانتے۔ اسلیئے اونکی طرف منسوب ہونے اور حنفی شافعی کہلانے کو برا سمجھتے ہین۔ حاشا و کلا۔ **انکے مسلمان و محمدی** کہلانے کی **وجہ صرف** یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس مشترک اسلام و محمدیت پر پاتے ہین جو سب اہل مذاہب مین متحقق ہے۔ اور وہ کسی خاص امام یا مذہب سے کچھ خصوصیت نہین رکھتے وہ امام ابو حنیفہ کے اصول و اقوال موافق سنت کو ویسے ہی مانتے ہین جیسے امام شافعی کے اقوال موافق سنت کو۔ اسلیئے وہ کسی خاص مذہب یا امام کیطرف منسوب ہونیکی کوئی وجہ نہین دیکھتے اور اپنا لقب بجز عام و مشترک مسلمان یا محمدی کچھہ مقرر نہین کرسکتے **ہمارے**

+ علائی کہنے کی وجہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۳ مین بیان ہو چکی ہے۔

علاقی بھائی حنفی و شافعی **انصاف** کرین تو ضرور مان لین کہ اس اہلحدیث کے محمدی یا مسلمان کہلانے مین کوئی تفاخر بیجا و طعن ناروا اور کسی امر حق سے انکار اور ناحق پر اصرار پایا نہین جاتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سب کوئی مسلمان (جو محمدی کا ٹہیک ہم معنے ہے) کہلاتا بلکہ یہ نام تو حضرت ابراہیم علیہ السلام زمانہ سے چلا آتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارا نام مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے سے رکھدیا ہے۔

ھو سماکم المسلمین من قبل
(الحج ۱۰)

انمین کوئی ایک بہی ایسا نہ تھا جو کسی خاص امام یا پیشوا کیطرف منسوب ہوتا۔ اور بلحاظ مذہب صدیقی یا عمری یا عثمانی یا علوی کہلاتا۔ دور کیون جاوین ائمہ مذہب کو کیون نہ دیکہین۔ انمین کون تہا کہ وہ جن استادون اور پیشواؤن کے اصول پر چلتا بلحاظ مذہب اپنے آپ کو انکی طرف نسبت کرتا ہو۔ امام ابوحنیفہ نے (جو ابراہیم و علقمہ تابعیون و ابن مسعود صحابی کے زیادہ پیرو تہے) ابراہیمی یا علقمی یا مسعودی کہلایا ہے۔ امام شافعی جو امام مالک کے بڑے صحبتی و شاگرد تہے۔ مالکی کہلایا ہے و علیٰ ہذا القیاس۔ **اگر کہو** کہ وہ مجتہد تہے اسلئے وہ کسی دوسرے مجتہد کیطرف منسوب نہوئے تو **اُسپر یہہ سوال** وارد ہوتا ہے کہ آخر مجتہد ایک وقت معین پر بعد حصول کمال ہوئے۔ اُسوقت اور کمال سے پہلے تو صدیقی یا مسعودی یا ابراہیمی کہلایا ہوتا۔ اس تعامل سلف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مقتدا یا امام کی طرف منسوب ہونا اون زمانون مین داخل دین نہین سمجہا گیا۔ یہی امر اگر اہل حدیث زمانہ متاخرین پا گیا اور انہون نے حنفی یا شافعی نہ کہلایا تو کیا گناہ ہوا۔

شاید **اسپر یہہ سوال** وارد ہو۔ کہ تقرر مذاہب سے پہلے تو بیشک صرف مسلمان یا محمدی کہلانا معمول و مروج تہا۔ تقرر مذاہب کے بعد کون ایسا ہوا ہے جسنے باہمی تخاطب مین محمدی کہلایا ہو۔ **اسکا جواب** یہہ ہے کہ اہلحدیث سبہی سوا چند متاخرین کے صرف محمدی کہلاتے اور حنفی و شافعی کے لقب سے نامزد نہ تہے۔ **ابن شاہین** محدث جو چوتہی صدی مین

(بقیہ مضمون القاب مذہبی)

گذر چکے ہین - اور تقرر مذاہب کے پیچھے ہوئے ہین - جب اونکے پاس کوئی مذہب کا ذکر کرتا تو صاف فرماتے

وکان اذا ذکر له مذهب احد یقول انا محمدی [illegible] المذهب مات فی ذالحجة سنة خمس وثمانین وثلاثمائة

کہ مین محمدی مذہب ہون چنانچہ **ملخص طبقات ذہبی** مین بہ اُنسے منقول ہے

اب رہا - اس سوال کا جواب کہ مذہب تو اوس طریق اجتہادی وظنی کا نام ہے جو اجتہاد سے نکالا جاتا ہے - اور وہ محتمل خطا و صواب ہوتا ہے - پس دین اسلام کو جو منصوص اور قطعی ہو کیونکر مذہب کہا جا سکتا ہے سو یہہ ہے - کہ یہہ معنے مذہب کے ایک خاص اصطلاح کے موافق ہین - اور کسی کی اصطلاح مین کچھہ جھگڑا نہین ہو سکتا چنانچہ لا مناقشة فی الاصطلاح مسئلہ مشہور ہے اس معنی اصطلاحی کی نظر سے دین اسلام کو کوئی مذہب نہ کہے، تو اس سے بحث نہین ہے مگر مذہب کے معنے لغت اور عرف عام مین تو نہایت وسیع ہین - لغت وعرف عام مین ہر ایک روش اور طریق کو قطعی ہو خواہ ظنی ہو نصی ہو خواہ اجتہادی مذہب بولا جاتا ہے - چنانچہ **قاموس و صراح و غیاث وغیرہ** کتب لغات عربی و فارسی مین مذہب کو ایسے ہی عام معنے سے تفسیر کیا ہی **قاموس** مین لکھا ہے کہ مذہب اوس اعتقاد کا نام ہے جسکی طرف کوئی گیا ہو (یعنی قطعی ہو خواہ ظنی نصی ہو خواہ اجتہادی)

المذهب المعتقد الذی یذهب الیه والطریقة والاصل (قاموس)

اور راہ اور اصل کو بھی کہتے ہین - اور ایسا ہی صراح مین ہی - اور غیاث اللغات مین لکھا ہے مذہب بالفتح بر وزن مکتب جای رفتن و راہ مجازاً دین و آئین - انہین معنے اور محاورہ عام سے بڑے بڑے اساطین دین ائمہ مجتہدین نے حدیث کو باوجودیکہ وہ نص ہے - مذہب کہا ہے - چارون اامون سے منقول ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو ہمارا وہی مذہب ہے - چنانچہ امام شعرانی اور شیخ محی الدین ابن عربی نے انسے نقل کیا ہے - اور خصوصاً امام شافعی سے بیہقی و حاکم وغیرہ نے -

وقد تقدم قول الائمة کلهم اذا صح الحدیث فهو مذهبنا - میزان کبرانی شعرانی صفحہ ۷۲ -

جب لغت و عرف کی نظر سے **اکابر ائمہ** دین نے نصوص اسلام کو مذہب کہا ہے تو پھر اگر کوئی اس معنے کر دین اسلام کو مذہب کہے - اور محمدی المذہب کہلا دے تو اُسکو کافر

کیونکر کہا جا سکتا ہے - اس ملک ہند مین سب سے پہلے کھلم کھلے طور پر مولوی محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ نے محمدی کہلایا ہے - اور حنفی شافعی کہلانے پر اسکو ترجیح دی ہے آپ کی تقریر ترجیح سے بہی ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی اور یہہ بات نکلتی ہے کہ حنفی شافعی کہلانے کو وہ بہی برا نہ سمجھتے ان مذاہب کو وہ چشمہ شریعت کے حوض سمجھتے ہا - اور ان مذاہب کے ناموں کو وہ نا سیان شریعت خیال کرلے - پر انکی طرف منسوب ہونے اور حنفی و شافعی کہلانے کو ایسا ضروری نہ سمجھتے - جیسے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طرف منسوب ہونے اور محمدی کہلانے کو سمجھتے انکا کلام بلاغت نظام اہلحدیث کے نزدیک تو مسلم ہی ہے اہل تقلید بہی اگر سوءظن سابقہ کو یکطرف کرکے غور وانصاف سے اسکو پڑہینگے بے چون وچرا اسکو مان لینگے - اسلئے اسکا نقل کرنا اسمقام مین فائدہ طرفین سے خالی نہین - آپ کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۵۴ مین فرماتے ہین - بلیس باید دانست کہ حضرت مالک علے الاطلاق وملک بالاستحقاق جلت قدرتہ بنا بر نظم ونسق ملت حنیفہ دو کارخانہ عظیم قائم فرمودہ اول آنست کہ مدار شیوع ملت برانست وآن کارخانہ ہست کہ بشان ملکیت تعلق دارد یعنی تکلیف بندگان خود بسوی اطاعت خود بطریق جبر والزام کہ چار ونا چار آنرا قبول باید کرد وطوعا وکرہا ربقہ اطاعت درگردن خود باید انداخت ومرکز این کارخانہ منصب رسالت ست وفروع آن مناصب اولی الامر ست از خلفاء راشدین وائمہ عادلین وقضات امصار مسلمین ونواب ایشان از مصدقین ومحتسبین پس قرآن عالیشان یعنی قرآن واضح البیان وبیروانجات علیہ واشتہارات جلیلہ از احادیث قدسیہ اولاً بسوی رسول مقبول خود وحی فرمود وقوانین وآئین بنا بر ایضاح مضامین فرامین کہ مسمے بسنت نبویہ ہست در دل ہدایت منزل او الہام نمود وثانیاً بمساعی نائبین مذکورین دربہہ اقطار واکناف عالم شایع وذایع گردانید وہمہ بندگان خود را باطاعت او وبنایبان او مکلف گردانید و کارخانہ ثانی بمثابہ متممات اول ومکملات اوست وآن کارخانہ است کہ بشان ربوبیت تعلق دارد یعنی مہیا کردن امور یکہ بندگان را درباب امتثال احکام الہیہ واتباع

سنت نبویه بآن احتیاج پیش می آید و مرکز این کارخانه منصب حکومت ست و فروع آن مناصب
علما و اولیاست از قرّاء و محدثین که احکام الٰهیه و احادیث نبویه بجمیع امت میرسانند و مجتهدینِ
شریعت که احکام قیاسیه استنباط می نمایند و شیوخ طریقت که بنا بر نظر بمصالح وقت تدبیری
برای اجرای سنت استخراج میفرمایند و ائمهٔ لغت و تفسیر و عربیت که نکات محاورات و قوانین
زبان دانی ایضاح می نمایند و واضعین کتب فقه و جامعین فتاوی و مصنفین رسائل سلوک
و مؤلفین کتب عربیه که احکام مجتهدین و تخریجات مقلدین و کلمات مشائخ و اقوال علماء عربیه
را مرتب کرده در دفاتر مبسوطه محرر می نمایند پس اول را کمال خلافت و امامت میگویند و ثانی
را کمال علم و ولایت و هرچند منشأ این هر دو کمال توجه عنایت الٰهیه ست به تربیت بندگان خود
و محیط اصلی آن هر دو قلوب انبیاست علیهم الصلوٰة والسلام امّا اول نوریست قوی الاشراق که
از آفتاب سلطنت الٰهیه بر مرآت رسالت پرتو انداخته و از آن بطریق انعکاس تمام عالم را فرا
گرفته و شب کفر و فساد را متلاشی گردانیده و روز اسلام و نظام دارین را جلوه گر نموده و ثانی
آب زلالیست که از ابر ربوبیت باریده و از فواره حکمت انبیا بجوش زده و از آن بحیاض قلوب خواص
مجتمع شده و بکام تشنگان آب طلب بحسب مدارج ایشان رسیده پس لابد مزیت اول را
بر ثانی محفوظ باید داشت و اهتمامیکه باول باید کرد بثانی نباید گماشت مثلاً هر فردی را از افراد
انسان خواه عالم باشد خواه جاهل خواه عاقل باشد خواه سفیه خواه کاتب باشد خواه امی تفتیش
مضامین ظاهر کتاب و سنت و تحقیق آن خواه بفکر خود خواه باستفسار آن از دیگری لازم آمد و التزام
اطاعت انبیا و اولی الامر بالتعیین از اول امر بر جمیع امت واجب شده و مجاهدت باکتساب
خود باتیان ضروریات و احتراز از تشبه بکفار و اختلاط بمبتدعین و مشارکت بغاة از ارکان
دین شمرده شد و اشاعت ظاهر کتاب و سنت و نشر آن در جمیع قری و بلدان از ارکان دین معدود
شد و تعیین وعّاظ که در جمیع مجامع و مساجد بر سر منابر باواز بلند بسوی آن دعوت نمایند و
تعیین محتسبین که در هر کوچه و بازار بجبر و قهر بسوی آن کشند از افضل عبادات معدود کرده شد تجلیات

قسم ثانی که هر کس را تحقیق احکام قیاسیه و اشغال صوفیه و قوانین عربیه ضرور نیست و اراده و تقلید
شخصی معین از مجتهدین و مشائخ در ارکان دین لازم نی بلکه همین قدر کافیست که وقتی که حاجتی
پیش آید از کسی از ایشان استفسار کرده شود نه آنکه اراده و تقلید هم مثل ایمان بالانبیا از ارکان
شمرده شود و لقب حنفی و قادری همتا به لقب مسلمان و سنی اظهار کرده شود و امتیاز از شافعیان
و چشتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم دین شمرده شود و انتقال را از مذهبی بمذهبی
یا طریقه بطریقه مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و هتک عهد و کرده شود یا دعوی
اجتهاد و ولایت را مثل دعوی نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث قتال
و اهانت قرار داده شود آیا نمی بینی که با طاعت قاضی جبر کردن میرسد نه بر طاعت مجتهد که رد
حکم قاضی واحد قاضی دیگر را هم نمیرسد چه جای احاد رعایا را بخلاف حکم مجتهد که بر هر کسی قبول
آن واجب نیست لاسیما وقتیکه آنکس خود مجتهد باشد که او را تقلید مجتهد اول اصلا جائز نیست و
بغی بر امام حق اگر چه آن باغی لیاقت امامت داشته باشد اصلا جائز نیست به خلاف دعوی
اجتهاد که وقتیکه ملکه اجتهاد حاصل شود لابد دعوی اجتهاد باید کرد و تقلید را از گردن خود دور
باید انداخت بالجمله غرض ازین کلام آنکه اشتغال به تفتیش ظاهر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن
خواه بخواندن باشد خواه باستماع مضامین آن و سعی در اشاعت آن از جنس اکل و شرب و
لباس است که مدار زندگانی بر آنست و اشتغال باحکام فقهیه معتبره و اشغال صوفیه
نافعه از قبیل ادویه و معالجه است که عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد از آن
بکار عملی خود مشغول باشند و عنوان و شعار خود محمدیه خالصه و سنن قدیم باید داشت
نه تمذهب بمذهب خاص و انسلاک در طریقه مخصوصه بلکه مذاهب و طرق را مثل دکاکین عطارین
باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی پس چنانکه سپاهیان را عنوان سپه گری شعار
است و اعلاء کلمه سلطانی کار و بار و وقتی که بدوای محتاج میشوند از هر دوکانی که بدست
آید میگیرند و بقدر حاجت بعمل می آرند و باقی را برای وقت ضرورت نگاه میدارند و

وبکار وبار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیت خالصہ را شعار خود باید کرد و اقامت ظاہر سنت را کار و بار خود باید داشت و احکام فقہیہ صحیحہ را و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زاید از حاجت بآن توغل نباید کرد
بالجملہ محمدی یا مسلمان تو اہل اسلام کا اصلی و قدیمی نام ہے۔ حنفی و شافعی کہلانا بہی حرام و مطلقا برا کام نہین ہے۔ فریقین اس لفظی جھگڑون سے دست بردار ہوجاوین۔ جو چاہین (محمدی یا حنفی) سو کہلاوین۔ ایک دوسرے کو اپنا بہائی تصور فرماوین۔ اور اپنی ضعف حالت پر ترس کہاوین اور باہمی تفرقہ و تباغض سے باز آوین۔ اور سب آپسمین ملکر دینی اور قومی کامون کی رونق بڑہاوین۔

مین پہر کہتا ہون (گو میرے دوست برا مناوین اور میری اس غیرت آمیز عبرت خیز مثال کو اقوام غیر کی خوشامد خیال فرماوین) ہمارے مسلمان بہائی عیسائیون اور ہندؤن کی طرف دیکھکر ہی کچہہ شرماوین کہ وہ باوجودیکہ اصول مذہب مین باخود بسخت مخالف ہین۔ عیسائیون کے بہت سے فرقے (رومن کیتھلک۔ پروٹسٹنٹ۔ یونی ٹیرین۔ وغیرہ) باہم ایسے مخالف ہین۔ کہ ایک دوسرے کو دین عیسائی سے خارج سمجھتے ہین۔ ایسے ہی ہندؤن کے مختلف فرقے۔ آریہ۔ برہمو۔ وغیرہ آپس مین ایسے مخالف ہین کہ ایک دوسرے کو نجات و ہدایت پر نہین سمجھتے **تیر بھی** وہ اون کامون مین جو سب مین مشترک ہین ایکدوسرکے مددگار ہوجاتے ہین۔ اور ہر فرقہ کے مخصوص کامون مین ایکدوسرے کے خلل انداز نہین ہوتے۔ رومن کیتھلک کا چرچ یا سکول قائم ہونے لگے تو پروٹسٹنٹ اسمین کوئی رخنہ نہین ڈالتے۔ وہ انکے چرچ و سکول مین رخنہ اندازی نہین کرتے۔ جیسا کہ مسلمانون سے ایک فریق کوئی مسجد یا مدرسہ بنانا چاہے تو فریق مخالف جسقدر ہوسکے زر زور و عدالت سے خانہ جنگی سے خلل اندازی کو مستعد ہوجاتا ہے **اسی وجہ سے**

وہ اقوام دن بدن اپنی دینی و دنیاوی کی ترقی کر رہے ہیں - اور ہماری قوم دن بدن اپنے دنیا و دین میں پس پا ہوتی جاتی ہے

شاید آپ پر یہہ **اعتراض** ہو کہ اقوام غیر تو مداہنت و بیدینی کرلیتے ہیں جو ایک دوسرے کے بڑے کام میں مزاحم نہیں ہوتے - اہل اسلام دیندار و پرہیزگار ہیں لہذا وہ بحکم دین ایک دوسرے سے للہ بغض رکھتے ہیں - اور اونکے بڑے کاموں میں للہ مزاحمت کرتے ہیں پھر ہمیں تباہ و بربادہی کیون نہو جائیں اور اونکو ایسا ہی ہوتا اور رہنا چاہیے **اسکا جواب** کچھ تو اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۴ کے ضمیمہ میں جو انجمن ہمدردی کا بانی مبانی ہے - دیگیا ہے - اور مفصل جواب آیندہ ایک مستقل مضمون (بغض للہ) میں دیا جاویگا - اسمقام میں اسقدر کہنا کافی ہے کہ ان باہمی بغض میں مسلمان دیندار و حکم شریعت کے تابعدار تب ہو سکتے ہیں - جبکہ ہمیں مراتب درجات معروف و منکر کی رعایت کریں امر اہم کو پھر جو اُسکے بعد اہم ہو ملحوظ رکھیں - توحید اسلام کو مستحبات سے مقدم سمجھکر مستحبات کی اقامت میں ایسے طور پر کوشش کرین جسمین توحید و اسلام ہاتھہ سے جاتا رہے - کفر و شرک کو ادنی مکروہ سے برا سمجھکر مکروہ کی اماتت میں اسطرح سے سعی کرین کہ ہمیں کفر و شرک کی ترویج کو مدد نہ ملے - مگر یہاں یہہ امر نہیں پایا جاتا - ایک سنی حنفی رفع یدین و آمین سے روکنے اور جس مسجد میں ان افعال کے لوگ نماز پڑہیں اسکے بند کرنے میں ایسی کوشش کرتا ہے جسمین نماز چھوٹ جاوے - اور مسجد کی جگہہ چرچ بن جاوے ایک سنی اہلحدیث رفع یدین کے جاری کرنے کے لیے یہہ حکم لگاتا ہے - کہ رفع یدین نکرین تو نماز نہ پڑہیں وہ نماز ہی کیا ہے جسمین رفع یدین نہو - ہمارے بہائی انصاف کرین کہ بغض للہ کی یہی صورت ہے - اور دینداری و پرہیزگاری امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے یہی معنے ہیں جو یہہ کر رہے ہیں - بہائیو خدا کے لیئے اب بہی ہوش سنبہالو اور اس افراط و تفریط سے اپنے آپ کو نکالو محمدی حنفی شافعی اہلحدیث اہل تقلید سبہی بموجب انما المؤمنون اخوۃ ایک دوسرے کے بہائی ہو جاؤ اور آپسمین بحکم واعتصموا بحبل اللہ جمیعا خدا کے دین کو پھیلاؤ اور اپنی عزت کو بڑہاؤ - وما علینا الا البلاغ -

پیری و مریدی

جیسے اس زمانہ کے دیندار و پرہیزگار مسلمانون مین تلقین امتحان اسلام کیوقت وہ مین سوال ہوتے ہین جنکا بیان مضمون سابق "القاب نہیں" مین ہوچکا ویسے ہی ایک سوال یہہ بہی ہوتاہے۔ کہ تم کسکے مرید ہو؟۔ پھر اگر مسئول عنہ (جس سے سوال ہوا) نے جواب مین کسی پیر کا نام لیا تو وہ پکا اور سچا مسلمان سمجھا گیا۔ ورنہ اسپر نقصان اسلام کا الزام آیا عام لوگون کا یہہ خیال ہے کہ جسکا کوئی پیر نہین اسکا پیر شیطان ہے۔ اور اسلیئے اکثر لوگون کے اعتقاد مین پیر و مرشد پکڑنا ایسا جزو ایمان سمجہا جاتا ہے جیسے خدا و رسول پر ایمان لانا۔

جہلا کا ذکر نہین اکثر علما، دیندار پرہیزگار جب علم کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوتے ہین تب مرشد کی تلاش مین پڑتے ہین جب تک کسی کو مرشد نہ بنالین اپنے ایمان کو کامل و مصئون و مامون نہین سمجہتے۔ اور نہ عام لوگ انکی اسقدر عزت و اعتبار کرتے ہین جسقدر اون علما کی عزت و اعتبار کرتے ہین جو مرشد والے اور صاحب ارشاد ہوتے ہین۔

انکے مقابلہ مین ایسے لوگ بہی ہین جو بیعت کرنے کو شرک و بدعت کی جڑہ سمجہتے ہین۔ اور اگلے پچھلے مشائخ عظام و اولیاء کرام کو دوکاندار و خطا کار جانتے ہین۔ اور جو اذکار و وظائف وہ اپنے مریدون کو بتلاتے ہین انکو بدعت و ضلالت سمجہتے ہین۔

ان دو جماعتون کے تفرقہ و باہمی فساد اور اسکے نتائج بہی اس تفرقہ و فساد اور اُسکے نتائج سے کم نہین جو پہلے دو فرقون مین (جن کا ذکر مضمون سابق مین گذرا) پائے جاتے ہین۔

طرفہ تر یہہ کہ ہماری دیار پنجاب مین یہہ تفرقہ و فساد خاص ایک اُس جماعت مین (جو بڑے دیندار و پرہیزگار و موحد و متبع سنت کہلاتے ہین) موجود ہے۔

ایک فریق بیشک گو عوام کیطرح پیری و مریدی کو فرض و واجب نہین جانتا اور نہ اسمین

بہت قیود لگاتا ہے جو عوام لگالیتے ہین۔ گروہ اسکی ترویج والتزام مین ایسا سرگرم ہے اور اسمین بعض رسوم پیری و مریدی کے ایسا پابند ہے جو اعتراض کا محل ہے۔

پہلو چونکہ اہل اسلام کا باہم استیام مد نظر ہے۔ اسیلئے ہم اس مضمون مین اس اختلاف کی نسبت ایک منصفانہ رای اور بیچ کی راہ بیان کرتے ہین۔ شاید فریقین اس سے نفع اوٹھاوین اور اسکو دیکھکر افراط و تفریط سے باز آوین۔ اور اس باہمی تفرقہ کو چھوڑکر اتحاد و اتفاق اختیار کرین۔

پس پہلے عام مسلمانون کے دو مختلف جماعتون کے اختلاف کی نسبت کچھہ عرض کرتے ہین پھر خاص جماعت سوحدین و متبعین کی خدمت مین کچھہ گذارش کرینگے۔

عام لوگون سے فریق مثبت کی خدمت مین التماس ہے کہ بیشک بیعت تو بہ سنت اور شرف و تاثیر صحبت ثابت ہے۔ چنانچہ بمقابلہ فریق ثانی اسکا کافی ثبوت دیا جاویگا مگر رسمی پیری و مریدی اور اس امر مسنون مین بہت فرق ہے۔

مسنون تو صرف یہی امر ہے (چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جو آیندہ مذکور ہوگا معلوم ہوتا ہے) کہ کسی متقی صالح کے ہاتھ پر کوئی گناہون سے توبہ کرے اور اسکے روبرو اسپر قائم رہنے کا عہد و اقرار کرے۔ اسمین وہ قیدین نہین ہین جو رسمی پیری مریدی مین لوگ لگالیتے ہین۔ اور نہ اس سے وہ لوازم و نتائج پیدا ہوتے ہین جو لوگ رسمی پیری مریدی سے نکال لیتے ہین۔

(۱) مثلاً جو لوگون سے بیعت لے وہ خود کسی کا مرید ہو چکا ہو۔ اور اسکو مرید بنانے کی اجازت ہو۔

(۲) جو بیعت لے وہ پیر و مرشد کہلاوے۔ اور جو بیعت کرے وہ مرید اس مرشد کے سوائے اور علما و پیشوا خواہ اسکو کتنی ہی ہدایت و تعلیم ارشاد مسائل حقہ کر چکے ہون اسکے مرشد نہ کہلاوین۔ اور نہ اسکو انکا مرید کہا جاوے۔ اور نہ اور لوگ جنکو اس پیر نے بعلان بیعت

لینے کے حق کی راہ بتائی ہے اسکی مرید کہلاوین -

(۳) جب تک کسی کی بیعت نہو تب تک اُسکی صحبت سے فائدہ نہین ہوتا -

(۴) بیعت کے سوائے توبہ کا اثر نہین ہوتا اور نہ دل صاف ہوتا ہے -

(۵) باپ مرشد ہو تو بیٹا بھی مرشد ہو جاتا اور یہہ حق مرشدی و پیری نسلاً بعد نسل جاگیر یا پینشن کی طرح جاری رہتا ہے -

(۶) پیر ایک ہی شخص کو بنانا چاہیئے - اسی خیال سے کہا ہے جسنے کہا ہے -

دوئی بمذہب عشاق معنوی کفرست ✲ خدا یکے و محمدؐ یکے و پیر یکے ✲

(۷) پیر پر اعتقاد کر لینا کافی ہے اُسکے قول و عمل کو دیکھنا ضروری نہین ہے اسی خیال سے کسی نے کہا ہے - پیر من خس ست - اعتقاد من بس ست - اسی اعتقاد سے اکثر لوگ خاندانی و موروثی پیرون کے مرید بنتے ہین گو انکے افعال کیسے ہی بد ہون - شراب پیئین - ناچ رنگ دیکھین - صوم و صلوٰۃ کا نام نہ لین - چنانچہ اسوقت ہمارے ملک پنجاب مین ایسے کئی خاندان ہین - جنکے سجادہ نشین رات دن شراب مین مخمور رہتے ہین - نماز روزہ کے پاس نہین پھٹکتے - پھر ہزارہا لوگ (جنمین پڑھے لکھے بھی شامل ہین) انکے مرید ہوتے ہین - اور وہ یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ لوگ اولیاء اللہ ہین انکو ظاہری شریعت کی پابندی معاف ہے اور انسے عبادت کی تکلیف اُٹھائی گئی -

(۸) پیر جنسے بھی مرید عورتون کا محرم ہو جاتا ہے - اس سے انکو پردہ و حجاب ضروری نہین رہتا - اس خیال سے بڑے بڑے نامی خاندانون کے سجادہ نشین عورتون سے ہاتھ مین ہاتھ لیکر بیعت لیتے ہین پھر مرید ہو جانے کے بعد وہ خلوتون مین انکی پیش خدمت رہتی ہین انکے ہاتھ پاؤن چومتی ہین - مٹھی چاپی کرتی ہین - بعض بعض نامی خاندانون مین ایسا بھی ہوتا ہے - کہ اس خلوت مین انکو اور بھی بعض باطنی پیچ بتایا جاتا ہے - جسکا نتیجہ اکثر برملا ظاہر ہوتا رہتا ہے - اور لوگون کے مشاہدہ مین آتا ہے - کہا کرون تہذیب مانع ہے ورنہ ایک ایک کا

نام لیکر بتاتا - اور انکے اس سیقل باطنی کی صداقت ظاہر کرسکتا تا - وہ عمل بتلا الغرض یہ سب قیود و نتائج ہین جو بعض خواص علما مین اور کثیر عوام جہلا مین اس پیری مریدی کے ساتھ پائے جاتے ہین -

فریق مثبت خود ہی انصاف کرے کہ یہہ سب باتین اُس بیعت مین جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے یا اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے پائے جاتے ہین ؟ - یا اور کہین کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین ان باتون کے وجود و ثبوت پر کوئی شہادت ہے - ؟

جہانتک کتاب وسنت وعمل درآمد زمانہ حضرت رسالت کو تفحص کیا جاتا ہے - ان باتون کا کہین پتہ نہین لگتا - بلکہ بعض باتون کا تو کتاب وسنت مین صریح خلاف پایا جاتا ہے یہہ مضمون ان سب باتون کی تفصیل کا محل نہین ہے - اسلیئے بطور **تمثیل بعض** باتون کا خلاف شریعت ہونا بیان کیا جاتا ہے -

(منیر) مین جو کہا گیا ہے کہ پیر مرید عورت کا محرم ہوجاتا ہے - اور بنا ؑاعلیہ پیر بوقت بیعت مریدنی کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہین اور اونکو خلوت مین لیجاکر اون سے خدمت کراتے اور فسیقی سمجھاتے ہین - بہت احادیث وآیات کے صریح مخالف ہے -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سبھی مسلمان مرد و عورتون کے حقیقی مرشد اور واقعی پیر ہین جب کسی عورت سے بیعت لیتے تو ہاتھ سے ہاتھ نہ ملاتے - اور نہ کبھی اُس سے خلوت کرتے - چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنیوالی عورتون کا اس ارشاد خداوندی سے - کہ اے نبی جب تیرے پاس عورتین ان باتون پر بیعت کرنے کو آوین کہ شرک نکرینگی اور زنا اور قتل اولاد نکرینگی اور کسی پر تہمت نرکھین گی - اور اچھی بات مین تیرے حکم کا خلاف نکرینگے تو اون سے

عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمتحن من ہاجر الیہ من المؤمنات بہذہ الآیۃ بقول اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک الی قولہ

غفور رحیم قال عروة قالت عائشة فمن
اقر بهذا الشرط من المؤمنات قال لها رسول الله
صلی الله علیه وسلم قد بایعتک کلاما و
الله ما مست یده ید امرأة قط فی المبایعة
ما بایعهن الا بقوله قد بایعتک علی ذلک
رواه البخاری ص ۷۲۶ -

بیعت لی لی) امتحان کرلیتے پس جو عورت اس
شرط کی مقر ہوتی اسی (صرف زبانی) فرما دیتے
کہ ہمنے تیری بیعت لی - خدا کی قسم ہے (بی بی
عائشہ رض کہتے ہین) کسی عورت کے ہاتھ کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ نہین لگایا اور بجز اس
اس زبانی بات کے کہ مینے تجھہ سے بیعت لی
کبھی بیعت نہین کی -

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین تھے آپ کے حرم محترم حضرت صفیہ آپ کی زیارت کو ان

عن علی بن حسین ان صفیة زوج النبی صلعم
اخبرته انها جاءت الی رسول الله صلی الله علیه
وسلم تزوره فی اعتکافه فی المسجد فی العشر الاواخر
من رمضان فتحدثت عنده ساعة ثم قامت
تنقلب فقام النبی صلی الله علیه وسلم معها یقلبها
حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمة
مر رجلان من الانصار فسلما علی رسول الله صلی الله
علیه وسلم فقال لهما النبی صلی الله علیه وسلم علی رسلکما
انما هی صفیة بنت حیی فقالا سبحان الله یا رسول الله
وکبر علیهما فقال النبی صلعم ان الشیطان یبلغ من الانسان
مبلغ الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا
بخاری ص ۲۷۳ -

آئین - جب آپ انکی رخصت کے وقت
مسجد کے دروازہ تک تشریف لیگئے
تو دروازہ کے پاس دو آدمی انصار
سے ملے - آپنے اونکو یہہ فرما دیا
کہ یہہ صفیہ ہے - انہون نے عرض کیا
یا رسول اللہ سبحان اللہ (یعنی کیا ہم آپکے
پاس اجنبی عورت کے آنیکا گمان کرسکتے
ہین) - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شیطان انسان کے اندر خون کی جگہہ پہنچ
جاتا ہے - مین ڈرا کہ شیطان تمہارے
دل مین کچھہ خیال بد ڈالدے -

(۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی کو (جو بہت سے مومن عورتون کے اصلی بیٹے

کر مرشد و رہبر تھے) ارشاد فرمایا کہ ای علی اگر تیری ایک نظر کسی اجنبی عورت پر پڑ جاوے تو دوسری نگاہ اس پر نکر لیو۔ اور حضرت جریر بن عبد اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ (رواہ احمد)

وعن جریر بن عبد اللہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نظر الفجاءۃ فامرنی ان اصرف بصری۔ (رواہ مسلم)

وسلم سے اجنبی عورت پر ناگہان نظر پڑجانے کا حکم پوچھا تو آپ نے نظر کو پھیر لینے کا حکم دیا۔

(۴) اور اللہ تعالیٰ نے عام مرد اور عورتوں کو جنمین پیر و مرید بھی شامل ہین ان عام الفاظ سے نگاہون کے بچانے اور زینت کے چھپانے کا ارشاد کیا ہے۔ ای نبی مومنون کو کہدے کہ اپنی آنکھون کو

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون۔

(اجنبی عورتون پر نظر کرنے سے) بند رکھین اور اپنے شرمگاہون کو بچا کر رکھین۔ یہہ بہت پاکیزہ امر ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو یہہ کرتے ہین۔

اور فرما مومن عورتون کو (بھی) کہدے۔ اپنی آنکھون کو (اجنبی مردون پر نظر کرنے سے) بند رکھین

وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون

اور اپنے شرمگاہون کو بچا کر رکھین۔ اور اپنی زینت (عمدہ اور اندرونی لباس زیور وسنگار) کو ظاہر نکرین بجز اسکے جو ظاہری لباس ہے (اور وہ زینت وخوبصورت نہین ہے) اور اپنے گریبانون پر اوڑہنیان ڈالا لین۔ اور اپنی زینت بجز اپنے خاوندون یا باپون یا خاوندون کے باپون کے یا اپنے بیٹون یا خاوندون کے بیٹون کے یا اپنے بھائیون یا بھتیجون یا اپنی دین عورتون کے یا اپنے غلامون کے یا ان اتباع کے جنکو عورتون کی خواہش نہین ہوتی۔ یا ان (ناہوشیار) لڑکون کے جنکو عورتون

لعلکم تفلحون (سورہ نور ع ۴)

چھپی باتون پر منوز اطلاع نہین کسی پر ظاہر نہین اور اپنا پاؤن زمین پر مار کر نہ چلین تاکہ انکی چھپی زینت (خلخال وغیرہ) ظاہر ہو۔ اور مسلمانو اگر تم نے یہہ کام کئے ہین تو اب سب کے سب توبہ کرو تاکہ تم چھٹکارا پاؤ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا آنکھون کا زنا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العینان زناهما النظر والاذنان زناهما الاستماع واللسان زناه الکلام والید زناها البطش والرجل زناها الخطا والقلب یهوی ویتمنی ویصدق ذلک الفرج ویکذبه — (رواہ مسلم)

اجنبی کی بات باتین سننا کانون کا زنا ہے اس سے بات کرنا زبان کا زنا ہے۔ ہاتھ لگانا ہاتھ کا زنا۔ اسکی طرف چلکر جانا پاؤن کا زنا اور دل مین خواہش اور شہوت ہوتی ہے آخر کو شرمگاہ ان سب زناؤن کو سچا کر دیتا ہے اگر شرمگاہ سے زنا واقع ہوگیا یا انکو جھوٹا کرتا ہے اگر اس سے بچ کر سب سے تائب ہوا۔

ایسا ہی جو نمبر ۲ مین کہا گیا ہے سراسر مخالف شریعت ہے۔ جو خود گمراہ ہے وہ دوسرے کا رہنما کیونکر ہو سکتا ہے۔ ۵ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند + **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے**

افمن یهدی الی الحق احق ان یتبع ام لا یهدی الا ان یهدی فما لکم کیف تحکمون (یونس ع ۹)

تو کہا ہے کہ جو حق کی طرف رہنمائی کرے وہ لائق اتباع ہے۔ یا خود راہ نہ پاوے جب تک اسکو کوئی راہ نہ بتا دے — اور یہہ بھی فرما دیا کہ کیا

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (بقرہ ع)

تم لوگون کو اچھی باتون کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلاتے ہو۔

اور **حدیث** شریف مین ایسے شخص کے حق مین جو اورون کو اچھی بات کہے اور خود اس سے نہ بچے سخت وعید وارد ہے۔ اور یہہ کہنا کہ اولیاء اللہ کو پابندی شریعت اور تکلیف عبادات معاف ہے سخت کفر و الحاد ہے۔ **ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین** +

+ [illegible] ۲۱۰

فرماتے ہیں کہ بندہ جبتک عقل و ہوش میں ہوتا ہے وہ ایسے مقام میں کبھی نہیں پہنچتا جسمیں اس سے

ان العبد مادام عاقلا بالغا لا یصل المقام
یسقط عنه الامر والنهی لقوله تعالی واعبد
ربك حتی یأتیك الیقین فقد اجمع
المفسرون علی ان المراد به الموت وذهب
بعض اهل الاباحة الی ان العبد اذا بلغ
غایة المحبة وصفا قلبه عن الغفلة
واختار الایمان علی الکفر سقط عنه الامر
والنهی ولا یدخله الله النار بارتکاب الکبائر
وذهب بعضهم الی انه یسقط عنه العبادات
الظاهرة ویکون عبادته التفکر وتحسین
الاخلاق الباطنة وهذا کفر وزندقة
وضلالة وجهالة (شرح فقه اکبر)

امر ونہی اوٹھ جاوے۔ کیونکہ خدا تعالی نے قرآن
میں فرمادیا کہ خدا کو یہانتک پوجتے رہو کہ تمکو
موت آجاوے۔ اس آیت میں لفظ یقین سے
باتفاق مفسرین موت مراد ہے۔ بعض قائلین
اباحت یہہ کہتے ہیں کہ جب بندہ کمال محبت کو
پہنچتا ہے۔ اور اسکا دل غفلت سے پاک ہوجاتا ہے
اور وہ کفر سے ایمان کو مقدم کرلیتا ہے تو اس سے
امر ونہی ساقط ہوجاتا ہے پہر اسکو خدا کبیرہ
گناہوں کے سبب عذاب میں داخل نہیں کرتا۔
بعض یوں کہتے ہیں کہ اس سے ظاہری عبادتیں
ساقط ہوجاتی ہیں۔ اور اسکی عبادت فکر اور
اخلاق کو درست کرنا ہوجاتی ہے۔

یہہ باتیں کفر وچہپی مرتد ہونا اور گمراہی وجہالت ہے۔
ایسا ہی بہت سے علما خصوصًا اجلہ صوفیہ نے فرمایا ہے **امام حجۃ الاسلام غزالی** نے
ایسے شخص کو جو اولیا کو عبادت و تکالیف شرعیہ سے بری سمجھتا ہے تمام کافروں سے بدتر
کہا ہے۔

حضرت **شیخ عبد القادر جیلانی** رح نے فرمایا ہے کسی مومن کو کسی حال

المقالة الاولی لا بد لکل مؤمن فی سائر احواله
عن ثلثة اشیاء امر یمتثله ونهی یجتنبه وقدر
یرضی به [illegible] الوصول الی الله عز وجل

میں خدا کے حکم بجا لانے اور اوس کی نہی سے
بچنے اور اوس کی تقدیر پر راضی رہنے
سے چارہ نہیں اور فرمایا کہ خدا کی طرف

عن الخلق والهوى والارادة والتمني وا النبوة مع فعله واراد تم من غير ان يكون منك حركة فيك ولا في خلقه بل بك بحكمه وفعله (فتوح الغيب مقاله ١٧)

واصل ہوجانیکے یہہ معنے ہین - کہ تو مخلوق وخواہش نفس اورارادہ سے باہر ہوجاوے خدا کے امرونہی کی متابعت مین رہے - اس مین تو اپنی کچہہ حرکت نکرے -

قال ابو القاسم الجنيد علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة فمن لم يقرأ القرآن ولم يكتب الحديث لا يصلح ان يتكلم في علمنا ولا يقتدى به (الفرقان بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان)

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ ہمارا علم سلوک کتاب اللہ سے مقید ہے جو کتاب اللہ وسنت نہ جانتا ہو اوسکو لائق نہین ہے کہ اس علم مین کچہہ بولے یا ہمارا اسکی پیروی اختیار کرے -

خداوند تعالی نے اپنے اولیا کی صفت مین خود فرمایا کہ خدا کے ولی وہ ہین جو خدا پر

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون (سورۂ یونس)

ایمان لائے ہین - اور متقی ہین یعنی اسکے گناہون سے بچتے ہین -

حدیث قدسی مین آیا ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ میرا بندہ میری طرف نوافل سے

ولا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فبي يسمع وبي يبصر وبي يبطش وبي يمشي - (صحيح البخاري)

قرب حاصل کرتا ہے یہانتک کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون جب مین اسکو دوست رکھتا ہون اسکا کان جس سے سنتا ہے نگاہ جس سے دیکھتا ہے ہاتھہ جس سے وہ پکڑتا ہے پاون جس سے وہ چلتا ہے - مین ہوجاتا ہون وہ میرے ساتھہ چلتا ہے میرے ساتھہ دیکھتا ہے میرے ساتھہ پکڑتا ہے - میرے ساتھہ سنتا ہے یعنی اسکے کان آنکھہ ہاتھہ پاؤن سب میرے حکم ورضا کی تابع ہوجاتے ہین -

ان نصوص کے لحاظ سے علماء اسلام نے کہا ہے کہ ولی وہ شخص ہے جو طاعت

الولي واصر على الطاعات ولم يرتكب شيئا من المحرمات

(شرح فقه اکبر)

وتجد كثيرا من هؤلاء عمدتهم في اعتقادهم كونه ولي الله انه قد صدر عنه مكاشفة في بعض الامور او بعض الخوارق للعادة مثل ان يشير الى شخص فيموت او ان يطير في الهوى الى مكة او الى غيرها او ان يمشي على الماء احيانا او يملأ ابريقا من الهوى او يأكل بعض الاوقات من الغيب او ان يختفي بعض الاحيان من اعين الناس او ان بعض الناس استغاث به وهو غائب او ميت فرآه قد جاء فقضى حاجته او يخبر الناس بما سرق لهم او بحال غائب لهم او مريض او نحو ذلك من الامور وليس في شيء من هذه الامور ما يدل على ان صاحبها ولي الله بل قد اتفق اولياء الله على ان الرجل لو طار في الهوى او مشى على الماء لم يغتر به ما لم ينظر متابعته لرسول الله صلى الله عليه وسلم وموافقته لامره ونهيه وكرامات الاولياء اعظم من هذه الامور وهذه الامور وان كان قد يكون صاحبها ولياً لله فقد يكون عدواً لله فان هذه الخوارق تكون لكثير من الكفار والمشركين ۔ (الفرقان)

[illegible] اور گناہ [illegible] نکرے [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] پر [illegible] بیٹھا جاوے اور ایسے ہی خوارق ظاہر کرے پر وہ امر و نہی کا پابند نہو تو وہ خدا کا ولی نہیں ہے - اور ایسے کے ایسے افعال کرامات نہیں بلکہ ایسے افعال خدا کے منکروں اور کافروں سے بھی ظہور میں آ جاتے ہیں جو استدراج کہلاتے ہیں -

بقیہ نمبر ۱ از ۱ سے ۶ تک) میں جو لکھا گیا - اسمین ہم اسمقام میں اس سے زیادہ نہیں کہنا چاہتے کہ حدیث بیعت یا اور کسی حدیث و آیت میں ان قیود و لوازم کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے ثبوت دونو فریقین مثبتین و نافین کی مصنفات ہمارے پیش چشم ہیں ۔ ہم مثبتین کی تصانیف میں ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں پاتے کہ ایک سے زیادہ پیر کی بیعت نہ کیجاوے ۔ باپ پیر ہو تو بیٹا اسکی جگہہ پیری کی گدی پر بٹھایا جاوے رگو اس سے بڑھکر اس پیر کے متبعوں سے لائق

و فائق صاحب ارشاد و ہدایت موجود ہون) وعلی ہذا القیاس - آس باب مین ہم بمقام خصوصیت خطاب موحدین مین کچھہ کہینگے - یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگران قیود کا جو نمبر ا سے ۶ تک بیان ہوئی ہین حدیث بیعت یا کسی اور حدیث و آیت مین ثبوت نہین ہے - تو تم ان قیود کی تجویز و ترویج پر کیا فتوی لگاتے ہو - اسکا جواب یہہ ہے کہ جو شخص ان قیود کو دین سمجھے یا امور دین کی طرح انکی محافظت والتزام کرے اور انکی ترک پہ ملامت وانکار عمل مین لاوے اس نے دین مین ایک نئی بات نکالی جو اسمین نہ تھی اور جو انکو دین نہ سمجھے عارضی عذرون ضرورتون کے سبب انکی رعایت و محافظت کرے جیسے کسی شخص کو دیندار و پرہیزگار ایک ہی شخص نظر و میسر آیا ہے اسلیئے اسنے اسکی بیعت کی ہے - اور وہ اسکی طرف منسوب ہونے اور اسکا مرید کہلانے کو داخل دین نہین سمجہتا - صرف پہچان کے لیئے (جیسے ہندی عربی حنفی شافعی کہلاتا ہے ویسا ہی چشتی یا قادری کہلاتا ہے - اس شخص پر ان قیود کے اختیار کرنے مین کوئی اعتراض نہین ہے - ہمارا اور ہر منصف و محقق کا دلی یقین ہے کہ صالحین و متشرعین مشائخ طرق نے جو ان قیود کا لحاظ کیا ہے وہ اسی صورت سے کیا ہے اس باب مین جو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا ہے (جو مضمون القاب مذہبی مین (صفحہ نمبر ۱۳۱) ان سے منقول ہوچکا ہے) وہ مثبتین و نافین دونون کے تسلیم کی لائق ہے - ایسا ہی اونہون نے صوفیہ کے اور خصوصیات کی نسبت فرمایا ہے جو اسمقام مین نقل کرنا تائید و فائدہ سے خالی نہین ہے - آپ صفحہ ۲۴ کتاب **ایضاح الحق** مین فرماتے ہین - تعیین اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات و تعیین اوضاع اذکار از جہر و اخفا و ضربات و اعداد و مراقبات برزخیہ والتزام طاعات شاقہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است بہ نسبت اکثر طلاب کہ آن را اصل کمال شرعی یا از مکملات می دانند اما بہ نسبت خواص کہ آن را محض از قبیل وسائل دانستہ در تعلیم و ترویج آن سعی میکنند پس از قبیل بدعات حکمیہ یا شاید کہ اخص الخواص کہ محض بنا بر ہدایت چندی از اغبیاء کہ نفوس

ایشان در مرتبہ قصوری از غباوت یا عصیان واقع شدہ اند اگر تعلیم امور مذکورہ کردہ باشند
و ایشان را بنمایش این باغ سبز بسوئی دام اطاعت حق کشیدہ باشند و صرف بنابر صلاح
استعداد ناقصہ ایشان بقدر حاجت ضرورت بطور وسائل بے التزام و ترویج و اہتمام بکار
بردہ باشند و وقت حصول مقصود آن را ترک دادہ باشند پس ہر چند تعلیم امور مذکورہ
کہ ایشان در بعضی احیان بہ نسبت بعضے از ہان بحسب اتفاق و رعایت مصلحت وقت
بوجود آمدہ بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات نباشد۔ اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمان ست
کہ آن مثل شریعت مستمرہ و طریقہ مسلوکہ می شناسند۔ یہہ مثبتین کی خدمت مین التماس ہے

اب نافین کی خدمت مین گذارش کی جاتی ہے کہ جو آفات و بدعات و
منکرات اس بعیت و پیری و مریدی سے عموماً عالم مین پیدا ہو رہی ہین۔ انکی برائی مین کیا شک
ہے۔؟ مگر بلحاظ ان آفات و بدنتائج کے ہمکو یہہ نہین پہنچتا کہ ہم اصل بعیت کو مٹیا تیل کر دین
اور جن اکابر مشائخ و اولیا اللہ مین اس قسم کی بعیت جاری رہی ہو اُنپر بھی ان آفات و منکرات کے
عمل مین لانے کا گمان بد کرین۔

امر اول (یعنے بعیت کو مٹیا تیل نکرنے) کی وجہ یہہ ہے کہ بعیت تو بہ نص قرآن و عمل حضرت
رسالت صلعم مشروع و مسنون ہو چکی ہے۔ اور ایک امر مشروع و مسنون کا ازالہ و ابطال بلحاظ
نتائج و بمقتضاء تبدل علل و اسباب جائز نہین ہے

ثبوت مقدمہ اولیٰ (بعیت کے مشروع و مسنون ہونے) پر بہت سی آیات و احادیث
کی استشہادت پائی جاتی ہے مگر اس مقام مین از انجملہ ایک آیت اور ایک حدیث کے ذکر پر
اکتفا کیا جاتا ہے۔

خداوند تعالیٰ سورہ **ممتحنہ** مین فرماتا ہے اے نبی جب تیرے پاس مومن عورتین ان باتون

یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علیٰ	پر کہ شرک نکرینگی چوری نکرینگی زنا نکرینگی اپنی اولاد
ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین	کو نہ مارینگی بہتان نہ لائینگی جسکو اپنے ہاتھون

ولا یقتلن اولادھن ولا یأتین ببھتان یفترینه بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینك فی معروف فبایعھن واستغفر لھن ان الله غفور رحیم (ممتحنه ع ۲)

اور پاؤن کے بیچ سے ناحق نکالین اور اچھی بات مین تیری نافرمانی نکرین گے تجھسے بیعت کرنیکو آوین تو اون سے بیعت لے اور انکی لیئے خدا سے بخشش مانگ خدا بخشش کرنیوالا مہربان ہے۔

عامہ تفاسیر مین لکھا ہے کہ اس آیت کے موافق آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے فتح مکہ کے دن بیعت کی۔ امام **ابن الجوزی** نے فرمایا ہے کہ اُسدن جن عورتون نے

قال ابن الجوزی وجملة من احصی من المبایعات اذ ذاك اربعمائة وخمسون امرأة ولم یصافح فی البیعة امرأة وانما بایعھن بالکلام بھذه الآیة۔

نے بیعت کی ہے اُنکی تعداد چارسو پچاس ہوئی ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے زبانی اقرار لیا ہاتھ سے ہاتھ نہین ملایا۔

صحیح **بخاری** مین عبادہ بن صامت رض سے حدیث ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ان عبادة بن الصامت وکان شھد بدرا وھو احد النقباء لیلة العقبة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه بایعونی علی ان لا تشرکوا بالله شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تأتوا ببھتان تفترونه بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفی منکم فاجرہ علی الله ومن اصاب من ذلك شیئا فعوقب فی الدنیا فھو کفارة له ومن اصاب من ذلك شیئا ثم ستره الله فھو الی الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبایعناه

نے اصحاب کو جو اونکے گرد بیٹھے تھے فرمایا مجھسے ان باتون پر کہ خدا سے شرک نکرو زنا نکرو اور اولاد کو قتل نکرو بہتان نہ باندھو جسکو اپنے جی سے بناؤ اچھی بات مین نافرمانی نکرو بیعت کرو پھر جسنے اس بیعت پر وفا کیا اسکا اجر خدا پر رہا۔ جوان کامون سے کسی کام کا مرتکب ہوا۔ اور اوسکو دنیا مین اسپر عذاب ہوا تو وہ اسکا کفارہ ہوگیا۔ اور جسنے کوئی ایسا کام کیا پھر خدا نے اسپر پردہ ڈالدیا تو وہ خدا کی سپرد ہے چاہے معاف کرے چاہے اسپر عذاب کرے۔ پس ہمنے (عبادہ

علیٰ ذلك - (صحیح بخاری ص۷) بن صامت کہتے ہین) آپ سے ان باتون پر بیعت کی -

ان آیات و احادیث سے بیعت توبہ کی مشروعیت تو صاف ثابت ہے - مگر انکے جواب مین فریق ثانی سے بعض تو یہہ کہتے ہین - کہ یہہ وہ بیعت نہین ہے جو صوفیون نے نکالی ہے - اور ان مین مروج ہے - انکے جواب مین ہم اس سے زیادہ کچھ نہین کہہ سکتے ہین - کہ گو بعض صوفیون نے اس بیعت پر بہت کچھ زیادتیان کی ہین - اور بعض نے تو اسکی صورت ہی بدل دی ہے - مگر بعض صوفیون مین صرف اسی قدر ثابت و مسنون کا ہی رواج ہے - آؤ اسی کو مانو قدر زائد کو جانے دو - اور خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرو بعض ان آیات و احادیث کے جواب مین یہہ کہتے ہین کہ جس بیعت کا ان آیات و احادیث مین ذکر ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص اور آپکا خاصہ ہے عموماً مشروع نہین ہے - اور یہہ بھی وہ کہتے ہین کہ مشروع تو تھی مگر پیچھے کر منسوخ ہو گئی ہے انکے جواب مین (بوجہ محض فہمایش نہ بطور مباحثہ) ہم کہتے ہین کہ آپکے یہہ دونون دعوی (دعوی نسخ و دعوی خصوصیت) ایسے متنافی و باہم متخالف دعوے ہین کہ ایکدوسرے کا جواب ہو سکتا ہے - دعوی نسخ دعوی خصوصیت کا یون جواب ہو سکتا ہے - کہ منسوخ کہنا سابق مشروعیت عام کا اقرار کرنا ہے کیونکہ جو امر کہ مشروع نہو وہ عموماً منسوخ نہین ہو سکتا - اور یہہ عین دعوی خصوصیت کا ابطال اور صاف اقبال ہے کہ وہ امر جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہا گیا ہے آنحضرت صلعم سے مخصوص نہ تھا بلکہ عام تھا -

دعوی خصوصیت دعوی نسخ کا یون جواب ہو سکتا ہے کہ ایک فعل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کہنا اسکے عام مشروعیت سے انکار کرنا ہے - اور یہہ اسکے عین عدم منسوخیت کا اقرار کرنا ہے - منسوخ تب ہوتا - جب اسکو عام مشروع مانا جاتا - اور خاص آنحضرت صلعم کے حق مین تو اسکے نسخ کا دعوی ہی نہین کیا گیا - عام لوگون کے حق مین منسوخ بتایا گیا ہے -

میرے بھائی ثانی انصاف کرین تو اسی اپنے تناقض کے سبب اپنے دعاوے سے دست بردار ہو جاوین۔ اور ایک دعوی کو دوسرے کا جواب سمجھ لین **ثانیاً** اس دعوی نسخ و خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی۔ اسلئے باتفاق امت محمدیہ جب تک کسی امر مشروع کے نسخ و خصوصیت پر کوئی دلیل ثابت نہو۔ اسکی عام مشروعیت سے انکار کرنا اور اسکو مخصوص یا منسوخ کہنا جائز نہین ہے۔ مدعی نسخ و خصوصیت اپنے مخالف کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ عدم نسخ و عدم خصوصیت پر وہ کوئی دلیل پیش کرے۔ اس لیئے کہ باتفاق علماء اسلام بلکہ سائر ادیان اصل نصوص شرعیہ مین عدم نسخ ہے۔ اور نسخ ایک امر عارضی و طاری ہے جسکا ثبوت دلیل پر موقوف ہے ایسا ہی عدم خصوصیت احکام شرعیہ مین اصل ہر کسی امر کی خصوصیت ثابت ہونے کے لیئے دلیل مستقل ہونا ضروری ہے چنانچہ **قسطلانی وغیرہ** علماء نے بتصریح بہت جگہہ اپنی تصانیف مین بیان کیا ہے کہ عدم خصوصیت اصل ہے اور خصوصیت دلیل ثابت ہوتی ہے۔

الاصل عدم الخصوصية (قسطلانی صـ ۴۳ ہ)
الخصوصية لا تثبت الا بدليل " صـ ۹۶ ـ ۲

الحاصل اس باب مین بار ثبوت مدعی نسخ و خصوصیت پر ہے۔ مدعی عدم نسخ و عدم خصوصیت کے لیئے کسی امر مین ورود نص کافی دلیل ہے۔ فریق ثانی ہمارے ان قواعد کو مانتے نہین۔ اسلیئے وہ اپنے دعاوے نسخ و خصوصیت پر کچھہ کچھہ دلائل پیش کرتے ہین۔

انکی عمدہ اور قوی **دلیل** (جس سے وہ کبھی نسخ نکالتے ہین کبھی خصوصیت ثابت کرلیتے ہین) یہ ہے۔ کہ یہہ بیعت توبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوای خلفاء راشدین وغیرہ صحابہ و تابعین نے نہین کی

ایک دلیل انکی (جس سے وہ صرف خصوصیت نکالتے ہین) یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو اپنے اس فعل کی ترغیب نہین دلائی۔ اور اس باب مین قولی حدیث نہین آئی جسمین یہہ بیان ہو کہ خلفاء راشدین وغیرہ صالحین لوگون سے بیعت توبہ لیا کرین۔

یہہ دلیل تو محض بنکی ہے چندان لائق بحث و جواب نہین ہے۔ کیونکہ اس دلیل کی

بنا ان اصول پر ہے کہ فعل نبوی کوئی اقتدا نہیں جب تک کہ اسکے ساتھ قول بھی شاہد و مؤید نہو ۔ سنت نبوی (جو واجب الاتباع ہے) کی تقسیم قولی ۔ فعلی ۔ تقریری تینوں بھی حیثیت ہے ۔ اور یہہ اصول کافہ علماء اسلام محدثین و اصولیین کے مخالف ہین ۔ اور صریح نصوص کتاب و سنت اسکے مکذب ہین ۔

پہلی دلیل کا جواب فریق مثبت یہہ دیتا ہے کہ خاص بیعت توبہ و تقوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین نے بھی لی ہے ۔ یہہ جواب صحیح ہو تو پھر کوئی جھگڑا باقی نہین رہتا ۔ مگر مین اس جواب کو صحیح نہین سمجھتا چنانچہ بمقام خطا صدیق اسکی تفصیل کرونگا ۔ اس لیئے میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے قول یا فعل ثابت ہوجانیکے بعد ہمکو اس امر کی حاجت نہین ہے ۔ کہ ہم اسکے موافق کسی کا عمل تلاش کرین آنحضرت صلعم کا قول و فعل بنفس خود حجت ہے ۔ جو امر آنحضرت صلعم کے قول یا فعل سے ثابت ہو ۔ جب تک کوئی دلیل (جو ثبوت و دلالت مین اسکے مساوی ہو) اسکے نسخ و خصوصیت پر قائم نہو وہ واجب العمل ہے ۔ گو اسپر عمل کرنیوالا مشرق و مغرب مین کوئی نظر نہ آوے اور ہمکو وہ متروک و مہجور معلوم ہو ۔ اسمین ہمکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ نفس الامر مین ضرور کوئی نہ کوئی اس سنت کا قائل و عامل ہوگا گو ہمکو اس کا علم نہین ۔

امام نووی نے شرح مسلم مین حدیث صیام ستہ شوال کی شرح مین فرمایا ہے ۔

ودلیل الشافعی وموافقیہ ہذا الحدیث الصحیح الصریح واذا ثبت السنہ لا تترک لترک بعض الناس او اکثرہم او کلہم (شرح مسلم)	امام شافعی اور اسکے ہم خیالون سے ۔ (جو صیام ستہ شوال کے قائل ہین) یہہ حدیث دلیل ہے اور جب حدیث صحیح ہو تو اسکو بعض لوگون یا تمام لوگون کے ترک کر دینے سے چھوڑا نجاوے

اور حافظ **ابن القیم** نے فرمایا ہے چنانچہ **القاطین** منقول ہے کہ متابعت کا مصداق اسکا نام ہے کہ آن حضرت صلعم کے بات پر کسی کی بات اور رای کو مقدم نکیا جاوے

ان حقیقۃ المتابعہ ان لا یقدم علے ملجاۃ	کے بات پر کسی کی بات اور رای کو مقدم نکیا جاوے

به الرسول صلی اللہ علیه وسلم قول احد ولا لأنه کائنا من کان وما کان بل ینظر فی صحة الحدیث أولا فاذا صح نظر فی معناه ثانیا فاذا تبین له لم یعدل عنه ولو خالفه من بین المشرق والمغرب ومعاذ اللہ ان یتفق الامة علی ترك ما جاء به نبینا صلی اللہ علیه وسلم بل لا بد ان یکون فی الامة من قال به ولو خفی علیك فلا یجعل جهلك بالقائل به حجة علی اللہ تعالی ورسوله صلی اللہ علیه وسلم فی ترکه بل اذهب الی النص ولا تضعف واعلم انه قد قال قائل قطعا ولکن لم یصل الیك علم هذا مع حفظ مراتب العلماء وموالاتهم واعتقاد حرمتهم وامانتهم واجتهادهم فی حفظ الدین وضبطه - (ایقاظ)

کوئی بات ہو - او کیسی ہی ہو - بلکہ پہلے صحت حدیث کو دیکھا جاوے - پھر اگر صحیح ہو تو اُسکے معنے کو خیال کیا جائے - جب وہ معلوم ہو چکے تو اس سے عدول نکیا جاوے - اگرچہ مشرق سے مغرب تک کے لوگ اسکے مخالف ہوں - اور خدا کی پناہ ہے کہ تمام امت ترک حدیث پر اتفاق کرلے - یہہ کبھی نہوگا - بلکہ کوئی نہ کوئی امت میں اسکا قائل ہوگا - اگرچہ تجھپر اُسکا حال چھپا رہا - اور تیرا نہ جاننا اس قائل کو اللہ کے سامنے اس حدیث کے ترک کرنیمیں سند نہیں ہو سکتا ہے - پس حدیث کی طرف جا اور ہمت نہ ہار اور جان لے کہ کوئی نہ کوئی اسکا قائل ہوگا - اگرچہ تجھے اُسکا علم نہیں - اور باوجود تیرے اس عمل بالحدیث و ترک اقوال علماء کے ان علماء کی محبت و تعظیم مراتب اور انکی امانت و اجتہاد کا اعتقاد دور نہیں ہوتا -

اسکے مقابلہ میں فرقہ ثانی یہہ کہتا ہے - کہ اصول حدیث میں کسی حدیث کے خلاف پر اجماع پایا جانا اسکے منسوخ ہونیکی دلیل سمجھا گیا ہے - اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بات اس اجماع کی نسبت کہی گئی ہے - جو واقعی اجماع ہو - اور سند صحیح سے ثابت ہو - نہ ادعائی اور خیالی اجماع کی نسبت جسکا ہر کوئی محض اپنی لاعلمی سے مدعی ہو جاتا ہے - وہ جب کسی اپنے خیالی مسئلہ کی نسبت اپنے خیال کے مخالف کسیکو نہیں پاتا تو جھٹ اس مسئلہ میں کہدیتا ہے لم ادر فیه خلافا فصار اجماعا - یعنی اس مسئلہ میں کسی کا خلاف نہیں پایا پس یہہ اجماع ہوگیا - ایسے دعوی

اجماع تو قائل کی لاعلمی کی دلیل سمجھا جاتا ہے بنسخ حدیث کی دلیل اسکو کوئی محدث و اصولی نہین سمجھتا۔ حافظ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے (چنانچہ صالح بن محمد فلانی نے ان سے نقل کیا ہے)

وكانت فتاواه رضي الامام احمد مبنية على اصول خمسة احدها النصوص فاذا وجد النص اي الكتاب او السنة افتى بموجبه ولم يلتفت الى ما خالفه ولا من خالفه كائنا من كان الى ان ذكر امثلة لذلك ثم قال ولم يكن يقدم على الحديث الصحيح عملا ولا رأيا ولا قياسا ولا قول صاحب ولا عدم علمه بالمخالف الذي يسميه كثير من الناس اجماعا ويقدمونه على الحديث الصحيح وقد كذب احمد من ادعى الاجماع ولم يسغ تقديمه على الحديث الثابت وكذلك الشافعي ايضا نص في رسالته الجديدة على ان ما لم يعلم فيه الخلاف لا يقال له اجماع ولفظه ما لا يعلم فيه الخلاف فليس اجماعا وقال عبد الله بن احمد بن حنبل سمعت ابي يقول ما يدعي فيه الرجل الاجماع فهو كذب على من ادعى الاجماع فهو كاذب لعل الناس اختلفوا ما يدريه ولم ينته اليه فليقل لا نعلم الناس اختلفوا هذه دعوى

امام احمد کے فتوے پانچ اصول پر مبنی ہین۔ ایک نصوص۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی نص (آیت یا حدیث) کسی مسئلہ مین پالیتے تو اسکے موافق فتوے دیتے۔ اور اسکے مخالف قول اور اسکے قائل کیطرف کچھ التفات نکرتے۔ خواہ کوئی ہو۔ اور کیسی ہی بات اسنے کہی ہو۔ اسکے بعد حافظ ابن القیم نے چند مثالین (جنمین امام احمد نے اجلہ صحابہ (خلفاء راشدین وغیرہ) کے اقوال مخالفہ کا لحاظ نہین کیا۔ اور حدیث کے موافق فتوے دیا ہے) ذکر کین۔ اسکے بعد فرمایا ہے۔ امام احمد حدیث صحیح پر کسی عمل اور رای و قیاس کو مقدم نکرتے۔ اور نہ کسی صحابی کے قول کو اور نہ کسی کے عدم علم مخالف کو جسکا بہت لوگ اجماع نام رکھ لیتے اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کرتے ہین امام احمد نے اس شخص کو جو ایسے اجماع کا دعوے کرے اور اسکو حدیث صحیح پر مقدم کرتے یا زبان آوے جھوٹھا کہا ہے۔ ایسا ہی امام شافعی اپنے رسالہ جدیدہ مین تصریح بیان کیا ہے کہ اگر ایسین

يشر المريسي والاصم ولكن يقول ولكن لا نعلم
الناس اختلفوا او لم يبلغني ذلك هذا لفظه
ونصوص رسول الله صلى الله عليه وسلم
عند الامام احمد وسائر ائمة الحديث اجل
من ان يقدم عليها توهم اجماع مضمونه
عدم العلم بالمخالف ولو ساغ تعطلت
النصوص وساغ لكل من لم يعلم مخالفا في حكم
مسئلة ان يقدم جهله بالمخالف على النصوص
فهذا هو الذي انكره الامام احمد والشافعي
من دعوى الاجماع لا ما يظنه بعض الناس
انه استبعاد لوجوده - (ايقاظ)

کسی کو علماء کا اختلاف معلوم نہو - اسکو اجماع نہیں
کہا جاتا ہے - انکے بعینہ یہہ الفاظ ہیں ما لا نعلم
فیه الخلاف فلیس اجماعا (جسکا ٹھیک ترجمہ وہ ہے
جو ہم بیان کر چکے ہیں) امام احمد کے بیٹے عبد الله
نے کہا ہے - میں اپنے باپ (امام احمد) سے سنا
آپ فرماتے جو ایسے اجماع کا دعوی کرتا ہے
وہ جھوٹا ہے - شاید لوگون کا اسمین اختلاف
ہو جسکا علم اسکو نہیں پہنچا - اسکو یون بولنا چاہیے
مجھے معلوم نہیں - کہ لوگون کا اسمین اختلاف
ہے یہہ بشر مریسی اور اصم کا دعوی ہے - ولیکن
یون کہیں کہ لوگون کا اسمین اختلاف ہے - مجھے
معلوم نہیں ہے - یہہ امام احمد کے الفاظ ہیں - اور انکے اور باقی بھی اماموں کے نزدیک آنحضرت
صلی الله علیہ وسلم کی شان اس سے بلند تر ہے - کہ ایسے اجماع کے وہم و گمان کو جسکا مضمون صرف
مخالف کے حال سے لاعلمی ہے مقدم کیا جاوے - اگر یہہ امر جائز ہو - تو احادیث بیکار ہو جاوین
اور ہر ایک کو جو کسی کو اپنے خیال کے مخالف نپاتا ہو یہہ جائز ہو جاوے کہ اپنی لاعلمی کو احادیث
پر مقدم کرے - امام احمد اور شافعی نے اسی قسم کے اجماع کی تسلیم سے انکار کیا ہے - نہ یہہ کہ انہون
نے وجود اجماع کو بعید سمجھا ہے - جیسا کہ بعض لوگون کا خیال ہے -

امام ابن القیم فرماتے ہیں (چنانچہ فلانی نے نقل کیا ہے) کہ جب یہہ طریق (لاعلمی کو

ومن نشأت هذه الطريقة
تولدت منها معارضة النصوص
بالاجماع المجهول وفتح باب دعواه

اجماع بنا کر احادیث کے مقابلہ میں پیش کرنا) پیدا
ہوا - تو اس سے نامعلوم اجماعوں سے احادیث کا
مقابلہ شروع ہوا - اور اس دعوی کا دروازہ کھلا

وصار من لم یعرف الخلاف من المقلدین
اذا احتج علیه بالقرآن و السنة قال
هذا خلاف الاجماع وهذا هو الذی
انکره ائمه الاسلام وعابوا من کل
ناحیة علی من ارتکبه وکذبوا من
ادعاه۔ (ایقاظ)

جب مقلدین مذاہب کے سامنے قرآن و حدیث سے استدلال قائم ہوئے۔ تو وہ یہہ کہنے لگ گئے کہ یہہ حدیث تو اجماع کے مخالف ہے۔ یہی اجماع (خیالی و وہمی) ہے جس سے ایمہ اسلام نے انکار کیا ہے۔ اور ہر طرف سے اسکے دعوی کرنے والون پر انہون نے عیب لگایا۔ اور ان کو جھوٹا کیا ہے۔

شاید کوئی **فریق** ثانی یہہ **اعتراض** کرے۔ کہ عدم نقل و عدم ثبوت کو تو علماء نے بہت مواضع مین سند ٹھہرایا ہے۔ اور بہت سے احکام کی مشروعیت اس عدم النقل کی دست آویز سے منوایا ہے۔ (دور نجاؤ اپنے ہی اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۹ کو دیکھ لو۔ پھر تمنے عدم علم و ثبوت عملیت بعد حضرت رسالت صلعم کو کیون بے اعتبار کر دیا۔ اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اولاً تو یہہ دعوی عدم نقل و عدم ثبوت اس شخص سے زیبا ہے۔ جو ائمۂ نقل سے ہو۔ یا وہ جس زمانہ کا حال وہ بیان کرے اسکے قریب قریب ہو۔ جس شخص کو متون صحاح ہی عبور نہو اور وہ زمانہ صحابہ و تابعین سے بارہ سو برس پیچھے پیدا ہوا ہو۔ اسکا یہہ کہنا کہ فلان امر زمانہ صحابہ و تابعین مین ثابت نہین کیونکر لائق سند ہے۔

ثانیاً۔ اس عدم نقل کا اعتبار اس محل مین ہے۔ جہان صاحب شریعت سے کچھ ثابت نہو اور ایک امر کی مشروعیت و عدم مشروعیت کا حال نص سے معلوم نہو۔ اس محل مین جب کوئی دلیل مشروعیت نہین ملتی تو ناچار بحکم برائۃ اصلیہ عدم اصلی اور عدم نقل اور عدم ثبوت کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔

اور اس مقام مین (جہان بحث ہے) تو نص صریح مشروعیت پر موجود ہے۔ اور جس محل سے ہمکو اس مقام مین بحث ہے وہان نص صریح ایک امر کی مشروعیت پر پائی جاتی ہے۔ اس انکار ابطال و خلاف اس قاعدہ سے ثابت کرنا۔ اور اسپر عدم وجدان

و عدم نقل کو دلیل ٹھہرانا کب جائز ہے - یہان تو یہہ عدم نقل و عدم وجدان و عدم ثبوت ایک مثبت دلیل کے مقابل ہے - اور اسکے مفاد منشا کے برخلاف ہے - اسلیئے اس کا اعتبار جائز نہین ہے -

اس بات کو عام فہم طور پر یون بیان کیا جا سکتا ہے کہ علماء نے عدم نقل و عدم وجدان دلیل کا اعتبار تو کیا ہے - مگر اس محل مین جہان کوئی نص پائی نہ جاوے - اور اس باب مین کوئی حکم نص سے معلوم نہو - یہہ نہین کہا کہ کسی نص (قرآن و حدیث) پر عمل کرنا اس نص کے موافق کسی شخص کے عمل کرنے پر موقوف ہے - اور وہ عمل تلاش سے نہ ملے - تو یہہ نہ ملنا اسکے معدوم ہونے اور موجود نہونے پر کافی دلیل ہے - **بالجملہ** نص صریح کے خلاف اور مقابلہ مین عدم اصلی اور عدم النقل اور عدم وجدان - اور عدم ثبوت لائق اعتبار نہین ہے - اس **بات** کو بہی ہمارے بہائی ناقی سوچین - اور انصاف سے اسمین غور کرین - تو اس سے بہی جہگڑا طے ہو سکتا ہے -

اب میرے خیال مین اور نافین کی تصانیف مین ایسا کوئی عذر لائق لحاظ باقی نہین رہا - جس سے آیات و احادیث بیعت توبہ سے بیعت کی سنیت و مشروعیت ثابت ہونے مین کوئی شبہ پیدا ہو سکے - یہہ مقدمہ **اولی** کا ثبوت ہے - اب **دوسری** مقدمہ کا ثبوت دیا جاتا ہے

مقدمہ ثانیہ (بلحاظ نتائج وبمقتضائی تبدل اسباب و علل امر مشروع کو باطل نکرلینے) کے ثبوت پر دلیل یہہ ہے - کہ اگر بلحاظ نتائج وبمقتضائی تبدل علل و اسباب احکام مشروعہ باطل و بیکار کیا جاوے - تو شریعت محمدی مین کم سے کم ایک حکم بہی باقی نہین رہتا - جو اس تعطل و تبدیل کا معرض نہو - دور نجاؤ نماز و روزہ ہی کو دیکہہ لو - اس سے بہی باوجودیکہ یہہ عمدہ شعائر اسلام سے ہین بد نتائج پیدا ہو سکتے ہین - اور ہو رہے ہین -

بہت نمازی مین جو نماز سے بجز ریا و دکہاوا کچہہ مد نظر نہین رکہتے - جن کے حق مین

فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون الذین هم یراءون ویمنعون الماعون ۝	خدا تعالی نے فرمایا ہے اون نمازیوں کے لیئے خرابی یا جہنم ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں اور ریا کرتے ہیں۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہت روزہ دار ایسے ہیں جنکو اپنی روزہ سے بجز پیاس کچھ فائدہ نہیں ہوا) - اور بہت سے قائم اللیل (نمازی) ایسے ہیں۔ جنکو اپنے قیام سے بجز بیخوابی کچھ نہیں پہنچتا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظماء وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السہر۔ (دارمی)	

بہتیرے نمازی ایسے ہیں جو نماز کو چوری و بدکاری کا ذریعہ بناتے ہیں۔ مسجد میں اس لیئے جاتے ہیں۔ کہ جب امام اور اسکے مقتدی سجدہ کو جاوین تب وہ لوگوں کی جوتیاں اور کپڑے اٹھا کر لیجاوین۔ یا وہ مسجد میں جاکر کسی عورت کو جو نماز کے لیئے آوے یا مسجد کے کوئیں سے پانی بھرنے جاوے دام میں لاوین۔ اور ان نتائج کی برائی مخفی نہیں ہے۔

بہت نمازی ہیں جو نماز کو بیسے طور۔ اور خراب کرکے پڑہتے ہیں جسمیں وہ کئی گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں جیسے وقت مکروہ میں پڑہنا۔ رکوع سجود ایسا جلد و ناتمام کرنا۔ جسکی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم صاف آچکا ہے کہ ایسی نماز نماز نہیں ہے۔

پھر کیا ان بدنتائج اور خرابیوں کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ نماز پڑہنا۔ اور روزہ رکھنا موقوف کیا جاوے۔ کیونکہ لوگ اس سے بدنتائج نکالتے ہیں۔ اور انکو ایسے طور پر ادا کرتے ہیں جس طور سے وہ مشروع نہیں ہیں۔ میں نہیں جانتا کوئی مسلمان ایسے امر کو تجویز کرے۔ اور بلحاظ ان نتائج و تبدل صورت نماز کے موقوفی نماز کا حکم دے۔

اسی نظر سے علماء اسلام صحابہ کرام وغیرہ عظام نے بہت مواضع میں احکام شرعیہ کو نہیں بدلا۔ اور نہ اوٹھایا۔ باوجودیکہ ان احکام کا وہ حال نرہا تھا۔ جو ابتدا مشروعیت کے وقت انکا حال تھا۔ اور ان کا سبب مشروعیت۔ اور اسکا نتیجہ بھی بدل چکا تھا۔ آس کی

نظیرین بہت ہین - مگر ہم بخوف طوالت اس مقام مین دو مثالین کے ذکر پر اکتفار کرتے ہین -

اول مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ حکم ہے - کہ اگر عورتین جماعت کے لیئے مسجد مین جانا چاہین تو انکو نہ روکو - اس حکم کا سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھا - اور اسکا نتیجہ اسوقت کا امن تھا - زمانہ حضرت رسالت صلعم کے بعد نہ وہ سبب تہا - نہ وہ نتیجہ عورتون مین وہ بیدینی کی باتین مروج ہوگئین جو مسجدون مین جانے سے ان کو مانع تہین - اور مسجدون مین جانے سے نتیجہ فساد پیدا ہونے کا خوف پیدا ہوگیا - تب صحابہ کرام نے اس حکم کو بلحاظ اس بدنتیجہ کے نہ اوٹھایا - اور حضرت عائشہ نے صاف فرمادیا کہ اگر آنحضرت

لوان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رای ما احدثت النساء لمنعہن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل (مسلم صفحہ ۱۸۳)

صلے اللہ علیہ وسلم خود بذات شریف ہوتے اور عورتون کی ان باتون کو دیکہتے تو انکو مسجدون سے روک دیتے -

صاحب دراسات نے کہا ہے - کہ اس قول سے حضرت عائشہ نے جتایا ہے کہ ایک

افاذت ان الحکم ینبدل السنۃ عند زوال العلۃ مخصوص بالشارع صلے اللہ علیہ وسلم وانہ فی معنے النسخ فلا یقدم علیہا احد (دراسات صفحہ ۵۹)

امر مسنون کو اسکی وجہ بدل جانے کے سبب اوٹھا دینا شارع ہی سے مخصوص ہے - اور یہہ اس حکم شرع کو منسوخ کرنا ہے اپکے سوای اور کوئی شخص جرات نہین کرسکتا -

اس بیان کی زیادہ تفصیل بنقل احادیث و اقاویل ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۲ مین کرچکے ہین - اس لیئے اسمقام مین اسکا اعادہ نہین کرتے - اور نہ یہہ ہماری عادت ہے -

دوسری مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حج مین رمل کرنے کا حکم ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (جب آپ حدیبیہ کے دوسرے سال مکہ مین عمرہ کرنے کو آئے اور مکہ مین مشرکین تہے) فرمایا کہ بوقت طواف رمل کرو - یعنی پہلوانون کی طرح اکڑ کر اور زور دکھا کر چلو -

اس حکم کی وجہ یہہ تھی - کہ مشرکین مکہ (جو انکو بخار کے مارے ہوئے سمجہتے تہے) انکو حقارت سے نہ دیکہین - حضرت عمر کا وقت آیا تو انہون نے فرمایا کہ اب ہمکو اس رمل سے

قال عمر: ما لنا وللرمل وانما كنا رأينا المشركين وقد اهلكهم الله ثم قال صنعه رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا نحب ان نتركه

(البخاری ج۱ ص۲۱۸)

کیا کام ہے خدا نے مشرکین کو تو ہلاک ہی کر دیا ہے پہر فرمایا یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے ہم اسکو چہوڑنا پسند نہین کرتے

اس قول مین حضرت عمرؓ نے بہی یہی جتایا ہے کہ گو اس حکم کا سبب اور نتیجہ جو بوقت مشروعیت اس حکم کے پایا گیا تھا - اب پایا نہین جاتا - مگر ہم اس حکم کو اس لحاظ سے بدل اور اوٹھا نہین سکتے - اس مثال کی تفصیل احادیث و اقاویل اشاعۃ السنہ نمبر۱ جلد۲ مین ہو چکی ہے - ان دو مثالون سے امید ہے ناظرین کو یقین ہوگا کہ نتائج و اسباب کی نظر سے احکام مشروعہ کو بدلانا یا اوٹہانا جائز نہین ہے - اس بیان سے بیعت کی مشروعیت و سنیت کی دلیل قائم و ثابت ہوئی

اب دیا جواب فریق ثانی کی اس بدگمانی کا کہ اکابر مشائخ و اولیاء اللہ بہی اس بیعت مسنون پر نہ تھے - وہ سبہی خطا کار و گنہگار تہے - اور ان منکرات و زیادتیون کے مروج رہے جنکی برائی ثابت ہو چکی ہے - سو اس مقام مین ہم اس سے زیادہ نہین دے سکتے کہ یہہ عام بدگمانی بلا وجہ ہے ان مشائخ مین ایسے متبعین و متشرعین بہی گذرے ہین جو ان زیادتیون کے مروج نہین ہوئے - اور اگر کسی خاص شخص کے قول یا فعل مین کوئی امر زائد از سنت پایا جاتا ہے تو اسمین نیک گمان بہی ہو سکتا ہے کہ اسنے یہہ امر بحالت ضرورت اور ایسی صورت سے کیا ہے - جس سے اسپر الزام خلاف شریعت یا بدعت عائد نہین ہو سکتا چنانچہ مولانا محمد اسمعیل علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے - جو ص۲۲ مین منقول ہوا -

یہہ گذارش خدمت فریق ثانی مین آخر کلام ہے جس سے عام مسلمانون سے خطاب پورا ہوا -

اب خاص اس فرقہ اہل اسلام کی خدمت مین جو موحدین و متبعین سنت کہلاتے ہین

کچھہ گذارش کیا جاتا ہے

یہہ عام گفتگو جو بیعت پیری و مریدی کی نفی و اثبات مین بضمن خطاب عام اہل اسلام ہوئی اسکو بہی اس گروہ کی دونون فریق نافی و مثبت اپنے خطاب مین سمجھہ لین - اور سچ پوچھو تو اکثر باتین اس گفتگو کی ان ہی حضرات کی ہین -

علاوہ بران فریق نافی کی خدمت مین یہہ التماس ہے اگر ہمارے یہان اثبات سنیت بیعت سے انکی تسلی نہو - اور بیعت کے مسنون و مشروع ہونے مین انکو شبہ باقی رہتا ہے تو اس شبہ کا وہ موازنہ و اندازہ فرما دین - اور اسکے موافق ہمکو وقعت دین اگر وہ شبہ ثبوت و یقین مین نص (آیت و حدیث) بیعت سے ہموزن و مساوی ہے - تو وہ اس شبہ کو آیت و حدیث بیعت کا ناسخ یا لنسخ کی دلیل ٹھہرا دین - ورنہ یہہ انصاف فرما دین کہ ایک ضعیف و کمزور شبہ آیت یا حدیث کا ناسخ و مبطل عمل کیونکر ہو سکتا ہے -

ہمنے مانا کہ بیعت تو بہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صحابی یا تابعی سے پائی نہین گئی مگر یہہ امر اس بات کے یقین کا مثبت کہان ہو سکتا ہے - کہ وہ منسوخ ہو چکی تھی شاید ان عذرون اور سببون سے جو حضرت شاہ ولی اللہ نے قول جمیل مین بیان فرمائے ہین متروک ہوئی ہو - اور اگر وہ سبب سب کے سب ضعیف و نا قابل اعتبار ہین تو بہی ممکن ہے کہ اسکے متروک ہونے کا کوئی اور سبب قوی و لائق اعتبار ہو جسکو ہم اور آپ لوگ نہین جانتے -

کیا فریق نافی اس بات کا یقین رکھتے ہین کہ صحابہ و تابعین مین اس بیعت کے متروک ہونے کا بجز اسکے منسوخ یا آنحضرت صلعم سے مخصوص ہو جانے کے کوئی اور سبب نہ تھا - اور اس یقین پر وہ مباہلہ کر سکتے یا کوئی حلف مغلظ† اُٹھا سکتے ہین - جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنیت فعل بیعت پر مباہلہ کرنے اور حلف اُٹھانے کو ہم اور وہ حاضر ہین -

اگر وہ ایسا یقین نہین رکھتے جسپر وہ مباہلہ کر سکین یا حلف اُٹھا سکین تو پھر خدا کو اور رسول کو

† جیسے حلف بالطلاق جو محدثین صحیح بخاری کی صحت پر تجویز کرتے ہین -

اور روز قیامت کو سامنے رکھ کر کہین کہ اس یقینی و بی طمینانی پر انکا ایک حکم قرآنی (جسکا قرآن سے ثابت ہونا مانتے ہین) کو منسوخ کہنا حلال ہے؟ - اور نسخ شریعت شیہ سے جائز ہے - اور کیا انکے نقب بیا سبب کے (جنمین وہ اکثر اہل مذاہب کے مخالف ہین - اور ان کے سبب وہ عام مسلمانون سے علیحدہ ہوگئے ہین) بنا ر ایسے اصول پر قائم ہے؟ -

اور اگر وہ دل سے یقین سے اس بیعت کو منسوخ و مخصوص نہین جانتے - صرف ان آفات و بدعات کے سبب جو اکثر خاندانون - اور بیعت خانون مین اسوقت پائی جاتی ہین - اس بیعت سے منع کرتے ہین تو اسکے مقابلہ مین اس بات کو سوچ لین کہ ایک امر مشروع و ثابت کو بلحاظ ایسے نتائج کے مٹا دینا کرنا جائز ہے - کیا جو نتائج بد نماز مین نکلتے ہین جو اوپر بیان ہوئے انکی نظر سے نماز کو وہ روک سکتے ہین - اگر وہ ایسا ہی کرینگے تو انمین اور نجدیون مین کیا فرق ہے کا جو اکثر احکام و اخبار ثابتہ و محققہ کو (صرف اس نظر سے کہ لوگ اس سے بد نتیجہ کالینگے اور دین اسلام مین خرابی ڈالینگے) نہین مانتے - اور صاف کہتے ہین کہ یہہ حکم شریعت مین وارد نہین ہے یہہ تو مفسرین یا محدثین وغیرہ علماء اسلام نے از خود گھڑ لیا ہے -

اور فریق مثبت کی خدمت مین یہہ التماس ہے - کہ وہ اس سنت بیعت کو سنت مسواک کرنے یا آنکھ مین سرمہ لگانے یا اپنے آپ توبہ و استغفار کرنے پر فوقیت نہ دین اور اسکو مناط و مدار حصول احسان عبادت و کمال عرفان قرار نہ دین - اور اسکو ایسی سنت موکدہ و مستمرہ نہ ٹھہراوین - جیسے اذان - و اقامت - و جماعت مستمرہ چلی آتی ہے اور اسمین وہ خصوصیات نہ سمجھین کہ جو خاندانی پیرون مین چلی آتی ہین - جیسے باپ مرے بیٹے کو اسکی جگہہ گدی پہ بٹھانا - یا تمام خاندان مین کسی ایک کو پیر منان بنا کر بیعت کیے لیئے مخصوص کرنا - باوجودیکہ علم مین تقوے مین اس سے بڑھکر یا اسکے برابر اور بھی موجود ہون - اور لوگون کو ایسی بیعت و اطاعت کے لیئے اہتمام سے دعوت کرنا - جیسے خلیفہ وقت یا امام کی اطاعت کی طرف دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے رانی انید

صفحہ آیندہ لائق ملاحظہ شائقین اتباع سنت ہے جو اسکی ملاحظہ سے محروم رہا وہ خیر کثیر سے محروم رہا

اشاعة السُّنّة النبوّیة

على صاحبها الصّلوٰة والتحیّة

نمبر سوم — معہ — جلد ششم

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السُّنّة

بابت ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب قیمت: درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للعہ	سے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	عہ	ہے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسط	سے	۸ر
۴	رعایتی قیمت	کم وسط جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھیں اور رسالہ پیشگی داخل کریں	ہے	۱۲ر
۵	للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی نرکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	ثواب آخرت	دعائے خیر

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ نہ ملیگا (۳) خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے نام سے پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونی چاہئے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی کرکسی صورت سے نہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہوگا۔

اعلان عام

بعض خریداران اشاعة السنة سے بعض لوگ ہماری دوستی و رشتہ جتاکر قیمت اشاعة السنة وصول کر لیتے ہیں اور وہ ہمکو نہیں پہنچاتے اسلئے ہم عام اعلان دیتے ہیں کہ کسیکو (ہمارا بھائی کیوں نہ کہلاوے) ہمارا رشتہ یا نام سنکر کوئی ہمارا روپیہ نہ دے براہ راست ہمکو پہنچاوے۔ جو اس کا خلاف کریگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ وار ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعة السنة

(لاہور محلہ سید مٹھا)

جواب شکایت

ہمارے دوست شاکی ہین کہ مدت سے رسالہ اچھا نہین چھپتا اور نہ اچھا لکھا جاتا ہے اور نہ کاغذ اچھا لگایا جاتا ہے مین اِس شکائت کو بدل مانتا ہون اور اس سے زیادہ ان امور کا شاکی ہون مگر اسمین سخت مجبور و معذور ہون اکثر لوگون سے صدق و صفائی معاملہ اوٹھ گئی ہے جدھر دیکھو الا ماشاء اللہ جھوٹ و بدعہدی نظر آتی ہے ہمارے پُرانے کاتب و پرنٹر وعدہ خلافی و بدعہدی کرتے ہین تو دوسرے کاتب و پرنٹر ڈھونڈتے ہین پھر عین وقت پر اچھا کاتب و پرنٹر نہین پاتے لاہور کم سے کم (ہمارے علم مین) پچاس کاتب ہونگے مگر خوشخط انمین سے دو ہی شخص ہین مطبع بھی بہت ہین مگر اچھا چھاپنے والے اور معاملہ کے سچے کم ہین جب کاتب و پرنٹر ہمکو اچھا نہین ملتا تو ہم کاغذ بھی ویسا ہی ان ہی کا ہمجنس لگاتے ہین اسمین ہمکو کفائت شعاری ہرگز مدنظر نہین ہے آئندہ ہم اچھے پختہ انتظام مین کوشش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ بالفعل تو ناظرین صورت سے قطع نظر کرکے صرف معانی ہی کیطرف توجہ کرین اور یہہ دیکھین مضامین کیسے عمدہ مذہب و معاشرت کے مفید نکلتے ہین۔

شیخنا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی

اور

اتباع سنت

ہمارے دیار ہند مین اتباع سنت کا بیج تو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ نے بویا ہے۔ اور اسکو پانی حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ نے دیا جبکہ وہ درخت سرسبز و بارور ہوا تو بقیۃ السلف حجۃ الخلف شیخنا سید محمد نذیر حسین محدث (متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ) نے اسکا پھل اکناف عالم (ہند سندھ عرب عجم) مین تقسیم کر دیا۔ اب شائقین اتباع جا بجا وہ پھل کہاتے ہین اور ان محسنون کا شکر و احسان مانتے ہین۔

جناب شاہ صاحب کی تخم ریزی سے یہہ مراد ہے کہ آپنے اپنی بابرکت تصانیف (حجۃ اللہ البالغہ

(جسکی نظیر زمانہ خلف مین توکیا سلف مین بہی کم پائی جاتی ہے) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ انصاف۔ عقد الجید وغیرہ جنکی تعداد دوسو سے زیادہ ہی) مین مسائل اتباع سنت کو درج کیا جسکو چند علماء نے پڑہا اور محفوظ رکہا اور انسے اسکا اظہار و اشتہار عام نہو سکا۔

حضرت مولانا شہید کی آبیاری سے یہہ مراد ہے کہ اونہون نے ان مسائل کا عملاً و قولاً بذریعہ تصانیف ہندی و فارسی و مواعظ حضری و سفری شرقاً و غرباً اشتہار و اظہار عام کیا جب وہ درخت انکی آبیاری و تربیت سے نشو و نما پا کر بارآور ہوا تو حضرت شیخنا و مولانا السید السند نے اسکے پہل کو اکناف عالم مین تقسیم کر دیا جس سے مراد یہہ ہی کہ اون مسائل مندرجہ کتب شیخین کو ہندوستان و پنجاب وغیرہ بلاد کے گہر گہر مین پہنچایا اور ہزار ہا اشخاص سے عمل بالحدیث کرایا جنکے وجوہ کے وسائل اشاعت سے ایک تو شبانہ روزی اوقات مین درس و تقریر ہے جس سے صدہا علماء فیضیاب ہوئے اور ہوتے ہین اور وہ آگے اپنے بلاد و اوطان مین جاکر ان مسائل کو پہیلاتے ہین۔ دوسرے آپکا ان کتب و رسائل شیخین وغیرہ محدثین و اہل اتباع کو ہندی مین ترجمہ کرانا اور ان ہی کے اسلوب و اصول پر اور تصانیف جدیدہ خود کرنا اور اپنے شاگردون سے کرانا اور انکو کمال سعی و اہتمام سے خود چہپوانا اور عام لوگون مین شائع کرنا۔

آجکلون آپنے ایک کتاب* بحر زخار بجواب انتصار تالیف مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری جو بجواب معیار اونہون نے تالیف کیا تہا آپنے اخص تلامذہ سے تصنیف کرایا اور اسکو چہپوایا اور اسکے سوا کئی اور رسائل اجیسے رسالہ قرأۃ فاتحہ الامام خلف امام بخاری اور رسالہ رفع یدین امام بخاری اور کتاب التوحید محمد بن عبد الوہاب اور رسالہ طلاق ثلثہ وغیرہ) ترجمہ کرا کر چہپوائے ہین تہوڑے دن ہوئے کہ کتاب معیار الحق جو ملک ہند مین عمل بالحدیث کے عام اشاعت کا قوی سبب ہے آپکے اہتمام سے دوبارہ چہپکر شائع ہو چکی ہے۔

الغرض ان دنون آپکا اسی اہتمام تدریس و تقریر و تحریر و تشہیر مسائل اتباع سنت

---

*ط ۰ ھ ۱۲۵۲۱ صفحہ ۳۰ رہے

مین گذرتا ہے بڑا خوش نصیب ہی جو اُنکی صحبت سے فیضیاب ہوا۔ بہرہ جسنے آپکے انفاس قدسیہ و کلمات طیبہ سے فائدہ اوٹھایا۔ مبارک ہین جو انکی تمنائی جمال رکھتی ہین اور یہہ شعر ورد کرتے ہین۔ ع وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین۔ جنکی جمال کی نیکو انکھین ترستیان ہین۔ شائقین اتباع سنت سی جو استطاعت رکھین اونکی خدمت مین حاضر ہوکر اونسی بالمشافہ فیضیاب ہون۔ اور جو یہہ طاقت نہ رکھین وہ انکے مولفہ یا اُنکے زیر نظر اہتمام مطبوعہ کتب ورسائل کو خریدکر مطالعہ مین لاوین۔ وہ کتب ورسائل دہلی سے بذریعہ جناب ممدوح ملسکتی ہین۔

تفصیل قیمت مع محصول ڈاک

نام کتاب	قیمت	محصول	نام کتاب	قیمت	محصول
البحر الزخار	عصہ	۲/	رسالہ امام بخاری در قرائت، رسالہ بخاری رفع یدین	۶/	۱/
کتاب التوحید مع ترجمہ محمد بن عبد الوہاب	۴/	۱/	رسالہ طلاق ثلثہ	۳/	۱/

معیار الحق عہ/ مع محصول

فہرست تفصیل آمدنی زر قیمت وچندہ ممبران بابت ماہ ۲۲ تا ۲۹ سنہ ۶ء جسکا نمبر سابق مین عدد دیا گیا تھا

فہرست آمدنی کے پہلے چند امور کا تنبیہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہی (۱) اس فہرست مین ہر ایک کا (ممبر خواہ خریدار) وہ روپیہ دکہایا گیا ہی جو سنہ گذشتہ تک آیا خواہ اسمین آیندہ کی پیشگی بہی شامل ہو خواہ ہنوز گذشتہ کا روپیہ بہی رہگیا ہو۔ ناظرین تعجب نکرین کہ بعض ممبرونکا روپیہ کم کیون آیا ہے۔ اور بعض خریدارونکا ممبرون سے بڑہ کیون گیا۔ (۲) اس مقام مین ہم ہر ایک شخص کی آمدنی کی تفصیل اس سے زیادہ طے جو کہ چکے ہین کر نہین سکے جسکو اپنے روپیہ کی اس سے زیادہ تفصیل منظور ہو وہ بذریعہ خط درخواست کرے ہم اسکے روپیہ کی تفصیل کردینگے کس مہینے مین آیا اور کس مہینے کی بابت تہا اور اسکا رسید کیا تہا ایسے طور کہی بہیجا دی گئی (۳) متفرق ممبرونکی رقم متفرقات مین درج کی گئی اور جو ممبر آخر سنہ تک ممبر نہین رہی عام خریدار بنگئے انکی آمدنی عام خریدارونمین دکہائی گئی ہی (۴) خریدارونکی کم سے کم پانچروپیہ کی رقم کی تفصیل بتائی گئی ہی اس سے کم رقم ہر شہر کی متفرقات مین درج اور ایسا خریدار ایک شہر مین ایک ہی تہا اسکی رقم کل شہرون کی متفرقات مین دکہائی گئی ہے۔
اور جنکی خریداری حساب سنہ گذشتہ کے بعد بہی جاری ہے اونکا پانچروپیہ سے کم روپیہ بہی جو سنہ گذشتہ تک آیا دکہایا گیا ہے

فہرست اسامی وار چندہ و قیمت دہندگان

ممبران بلحاظ ردیف حروف تہجی

نمبر شمار	نام چندہ دہندہ	مقام	تعداد چندہ	تاریخ وصول	کیفیت
۱	شیخ غلام نبی صاحب تحصیلدار	وزیرآباد	[illegible]	۹۷ تا ۹۹	
۲	حافظ بہاؤالدین	لاہور	[illegible]	ایضاً	
۳	منشی لعل بادشاہ	〃	[illegible]	〃	
۴	منشی فضل دین	〃	[illegible]	〃	
۵	مولوی محمد غضنفر	〃	[illegible]	〃	
۶	منشی محمد اسحاق	〃	[illegible]	〃	
۷	منشی کرم الٰہی	〃	[illegible]	۹۶ تا ۹۹	
۸	سید جلال الدین	[illegible]	[illegible]	۹۷ و ۹۹	
۹	حافظ محمد یوسف	امرتسر	[illegible]	۹۷ تا ۹۹	
۱۰	مولوی محمد یسین	جبلپور	[illegible]	۹۸ و ۹۹	
۱۱	منشی عالم خاں صاحب اوورسیر	نامونکی	[illegible]	〃	اب چندہ یا ممبر نہیں
۱۲	مولوی محمد حسن	لودھیانہ	[illegible]	۹۸ و ۹۹	
۱۳	منشی سعد اللہ	〃	[illegible]	۹۷ تا ۹۹	
۱۴	منشی محمد کلارک	ملتان	[illegible]	۹۸ و ۹۹	
۱۵	حاجی عبدالرحیم سوداگر	انبالہ	[illegible]	۹۷	
۱۶	منشی محمد سعید نقشہ نویس	راولپنڈی	[illegible]	۹۷ تا ۹۹	
۱۷	منشی شہاب الدین اوورسیر	〃	[illegible]	〃	اب تک ممبر نہیں
۱۸	مرزا مبارک بیگ	لیلیانی	[illegible]	۹۷ و ۹۹	[illegible]
۱۹	مولوی بہادر علی	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]
۲۰	محمد ابراہیم داروغہ	[illegible]	[illegible]	〃	

خریداران بلحاظ ردیف حروف تہجی مقامات

نمبر شمار	نام قیمت دہندہ	مقام	تعداد قیمت	تاریخ وصول	کیفیت
		الف			
۲۱	شیخ محمد حسن مدرس	امرتسر	[illegible]	۹۷ تا ۹۹	[illegible]
۲۲	فتح علی شاہ	〃	[illegible]	〃	
۲۳ سے ۳۱	متفرقات	〃	[illegible]	۹۷ تا ۹۹	
۳۲	شیخ محمد حنیف سوداگر	اجمیر	[illegible]	۹۸	
۳۳	شیخ عزیز الدین	آگرہ	[illegible]	۹۷	
۳۴	مولوی محمد بشیر	اکبرآباد	[illegible]	۹۸	اب بھوپال میں ہیں
۳۵	محمد امام خان مالگذار	آرہ ضلع سیونی	[illegible]	۹۷	
۳۶	شیخ محمد بخش خان	انبالہ	[illegible]	〃	
۳۷	منشی عبداللہ مدرس	[illegible]	[illegible]	۹۷ تا ۹۹	
		ب			
۳۸	صاحبزادہ نورالحسن	بھوپال	[illegible]	۹۷ و ۹۹	
۳۹	حافظ سید محمد سورتی	〃	[illegible]	〃	
۴۰	حکیم محمد احسن	〃	[illegible]	۹۸	
۴۱	منشی عبدالکریم	بمبئی	[illegible]	۹۷	
۴۲	منشی حاکم علی	بہاولپور	[illegible]	〃	
۴۳	مرزا کرم علی	بنارس	[illegible]	۹۸ و ۹۹	
۴۴	نور محمد	[illegible]	[illegible]	۹۷	
۴۵	عبدالکریم موچی فروش	[illegible]	[illegible]	۹۷ تا ۹۹	
۴۶	منشی محمد عمر	〃	[illegible]	۹۸ و ۹۹	
۴۷	محمد جمیل	〃	[illegible]	〃	

۴۸ و ۴۹	متفرقات	ٹبالہ	صہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۵۰	محمد سعدی	بسپیر ضلع گوجرانوالہ	ے	سنہ ۷۸ء	
۵۱	جلال الدین	"	ے	"	
۵۲	الٰہی بخش	"	ے	"	
۵۳	مولوی عبد الرحیم	بھاکر ونشی ضلع چاندہ	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
		پ			
۵۴	منشی احمد حسن	پٹیالہ	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۵۵	حاجی کریم بخش	"	ے	سنہ ۷۹ء	انکا حساب ابتک جاری ہے
۵۶	حاجی گل محمد	"	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۵۷	مولوی محمد یوسف	"	عہ	"	
۵۸	شیخ محمد الیاس	"	ے	سنہ ۷۸ء	
۵۹	ڈاکٹر فیض محمد	"	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۶۰	سید محمد حکیم	"	عہ	"	
۶۱	مولوی امام دین	"	عہ	"	
۶۲	مولوی احمد شاہ	"	ے	سنہ ۷۹ء	
۶۳	محمد ابراہیم	"	ے	"	
۶۴	خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست	"	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۶۵	حیات شاہ	پیلود ضلع جالندھر	ے	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۶۶	حافظ عبد اللہ	پانی پت	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۶۷	مولوی فضل احمد	پٹنہ	عہ	سنہ ۷۹ء	
۶۸	مولوی سید احمد حسین	"	عہ	"	
۶۹	مولوی محمد حسن	"	ے	"	شرح نمبر ۵۵
۷۰	منشی سید رضا حسین	"	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۷۱	مولوی الٰہی دین	پیر کوٹ ضلع گوجرانوالہ	عہ		

۷۲	شیخ محمد امیر مدرس	پاک پٹن	صہ	سنہ ۷۸ء	ابھی ملتان میں ہیں
		ج			
۷۳	مولوی نصر اللہ بیگ	جبل پور	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۷۴	حاجی محمد اسمٰعیل	"	عہ	"	
۷۵	میر سید علی تحصیلدار صاحب	"	ے	سنہ ۷۹ء	ابھی الہ آباد میں ہیں
۷۶	شیخ رحمت اللہ	جہلم	صہ	سنہ ۷۸ء	ابھی ہوشیارپور میں ہیں
۷۷	حاجی عبد الدین	جالندھر	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۷۸	مولوی نور الدین حکیم ریاست	جموں	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
		خ			
۷۹	مولوی فتح الدین	خوشاب ضلع شاہ پور	ے	سنہ ۷۹ء	
		د			
۸۰	چوہدری محمد نعیم	دکان ضلع	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۸۱	مولوی عبد الغفار	"	ے	سنہ ۷۸ء	
۸۲	میاں محمد عمر علاقہ	دھیلے	ے	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۸۳	مولوی شہود الحق	"	عہ	"	ابھی پٹیالہ میں ہیں
۸۴	محمد اکبر و عبد العزیز	"	عہ	"	
۸۵	عبد الغفار	"	ے	"	ابھی ہیدالوان میں ہیں
۸۶	مولوی شمس الحق	"	عہ		
۸۷ و ۸۹	متفرقات	"	صہ	سنہ ۷۹ء	
۹۰	حافظ علی اصغر	ڈیالوان	ے	سنہ ۷۹ء	
۹۱	پیر جی خدا بخش	ڈیرہ دون	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۹۲	منشی جعفر خان	"	عہ	"	
۹۳	منشی عبد الغفار	"	عہ	"	
۹۴	منشی بہادر علی	رویڑ	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹ء	
۹۵	عظیم اللہ مستری	"	عہ	"	
۹۶	منشی برکت علی	"	لعہ	"	

نمبر شمار	نام نامیات وغیرہ	مقام	مقدار وصولی	تاریخ وصول	کیفیت
٩٧	شیخ غلام نبی	روپڑ	صعہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
٩٨ و ٩٩ و ١٠٠	متفرقات	ایضاً	لعہ	ایضاً	
١٠١	چوہدری امیر خان ذیلدار	راہیوں ضلع جالندھر	ے	سنہ ۷۹	
١٠٢ و ١٠٣	متفرقات	ایضاً	ے	سنہ ۷۹	
١٠٤	مولوی عبد الحکیم	رنگپور	عصہ	ایضاً	بشرح نمبر ۵ہ
١٠٥	میاں ولی محمد جوہری سے شتران	راولپنڈی	۸عہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
١٠٦	منشی محمد جمیل	ایضاً	لوعہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	[illegible]
١٠٧	میاں عمر دین سوداگر	ایضاً	لعہ ۸/	سنہ ۷۸ و ۷۹	
١٠٨ و ١٠٩	متفرقات	ایضاً	ے	سنہ ۷۷ و ۷۸	
		س			
١١٠	میاں غلام دین	سوجانپورہ	ے	سنہ ۷۸	
١١١	ولیداد خان مالگذار	سیہوڑہ ضلع جبلپور	عہ ۸/	سنہ ۷۸ و ۷۹	
١١٢	ڈاکٹر عبد الحکیم	سہارنپور	۸/	سنہ ۷۹	[illegible]
١١٣	سید عبد الکریم	ساگر	ے	[illegible]	
١١٤	قاضی کریم اللہ	ایضاً	لعہ	سنہ ۷۹	
١١٥	محی الدین خان سوداگر	سیالکوٹ ضلع [illegible]	عا	سنہ ۷۹	بشرح نمبر ۵ہ
		ش			
١١٦	مولوی احمد شفیع ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	شاہپور	ے	سنہ ۷۹	
		ع			
١١٧	شیخ عبد اللہ حسین	عدن	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
		ف			
١١٨	مولوی محمد اسحاق	فرید آباد ضلع دہلی	لعہ	سنہ ۷۹	

نمبر شمار	نام نامیات وغیرہ	مقام	مقدار وصولی	تاریخ وصول	کیفیت
		ک			
١١٩	ابراہیم مدرس	کپورتھلہ	عہ	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
١٢٠	سید غلام قادر شاہ	کوٹلہ مالیر	للوعہ	سنہ ۷۹	
١٢١	چوہدری غلام احمد	کاٹھ گڑھ	صہ	سنہ ۷۷	
١٢٢	مولوی رحمت اللہ	کپورتھلہ	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
١٢٣	محمد امام خان	کانبواڑہ ضلع سیونی	عہ	ایضاً	
١٢٤	میاں کریم بخش سوداگر	کانپور	لعہ	سنہ ۷۹	
١٢٥	حاجی عبد اللہ سیٹھ	کوچی بندر	ے	ایضاً	
١٢٦	منشی عبد اللطیف	کھتولی ضلع مظفرنگر	عہ	سنہ ۷۹	
١٢٧	قاضی عبد الرحیم	کرنول ملک مدارس	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	[illegible]
١٢٨	مولوی احمد حسین مدرس	کرنول	ے	ایضاً	
١٢٩	میر حسن علی ڈاکٹر	[illegible] امراوتی	عہ	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
		ل			
١٣٠	منشی محمد عمر	لودیانہ	سعہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
١٣١	شہاب خان کتب فروش	ایضاً	عہ ۱۲/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
١٣٢	میر نجات اللہ	ایضاً	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
١٣٣	منشی محمد مقیم	ایضاً	ے ۱۲/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
١٣٤	منشی محمد تقی نویس	ایضاً	عہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
١٣٥	منشی عبد الستار	ایضاً	لعہ ۸/	سنہ ۷۹	
١٣٦	منشی اللہ بخش سب اوورسیر	ایضاً	لعہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	

۱۳۵ تا ۱۴۲	متفرقات	لودیانہ	۶	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۳	منشی عمر بخش ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	لودہراں ضلع ملتان	ے	سنہ ۷۸	
۱۴۴	منشی محمد حیات محرر چونگی	ایضاً	صہ	سنہ ۷۸	
۱۴۵	منشی فتح محمد	لاہور	عہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۶	منشی محمد شاہ نجار	ایضاً	عہ	سنہ ۷۷ و ۷۹	
۱۴۷	کرم بخش زرگر	ایضاً	لعہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۴۸	مولوی برکت علی وکیل	ایضاً	لعہ ۸/	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۴۹	خلیفہ رجب الدین	ایضاً	ے	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۵۰	منشی عبدالحق	ایضاً	ے ۸/	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۵۱	شیخ محی الدین کتب فروش	ایضاً	صہ	۷۸	
۱۵۲	منشی جلال الدین	ایضاً	صہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۵۳	ا۔ امتیاز علی مثل خوان	ایضاً	ے	سنہ ۷۹	
۱۵۴	منشی محمد علی	ایضاً	ے	سنہ ۷۸	
۱۵۵ تا ۱۶۸	متفرقات	ایضاً	للعہ	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۶۹	بابو الٰہی بخش	ملتان	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۷۰	منشی ناصر نواب	ہانسی ضلع حصار	عہ ۸/	سنہ ۷۷ تا ۷۹	اب مظفر گڈھ میں ہیں
۱۷۱	مولوی محمد بخش	موگل ضلع فیروزپور	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۷۲	منشی علاء الدین	مظفر گڈھ	ے	سنہ ۷۹	بشرح نمبر ۵
۱۷۳	منشی کریم بخش اگزسٹرا اسسٹنٹ	ایضاً	ے	۷۸	
۱۷۴	مولوی محمد نور الدین مدرس	مظفر گڈھ	عہ ۱۰/۶	سنہ ۷۸ و ۷۹	اب علیپور میں ہیں

۱۷۵	دین محمد نائب تحصیلدار	مظفر گڈھ	ے	سنہ ۷۹	اب جالندھر میں ہیں
۱۷۶	محمد مستری	ایضاً	۶	ایضاً	بشرح نمبر ۵
۱۷۷	منشی محبوب عالم	میرپور مہاجن	لعہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۷۸	محمد امیر بیگ	نجف گڈھ	صہ ۸/	سنہ ۷۹	
۱۷۹	میاں محمد سعید	نور محل	لعہ	سنہ ۷۷ و ۷۸	
۱۸۰	حکیم محمد دلاور خان	ناگپور	عہ	سنہ ۷۷ و ۷۹	اب امرتسر میں ہیں
۱۸۱	علیم الدین ... مولویان	ایضاً	ے	سنہ ۷۹	
۱۸۲	بادشاہ میاں	ایضاً	ے	سنہ ۷۹	
۱۸۳	شیخ محمد حیات کتب فروش	وزیرآباد	صہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۸۴	منشی احمد حسین انسپکٹر	ہوشیارپور	عہ	سنہ ۷۸ و ۷۹	
۱۸۵	مولوی الٰہی بخش وکیل	ایضاً	للعہ	سنہ ۷۷ تا ۷۹	
۱۸۶ تا ۱۹۹	متفرقات مختلف مقامات				

بھوپال، پٹیالہ، جہلم، ڈیرہ دون، سکندرآباد، ملتان، مئو، لودوال ضلع فیروزپور، ناگپور، جوگڑ ضلع مرشدآباد، مظفر گڈھ، ہزارہ، جے پور وغیرہ

بقیہ پیری مریدی

اور فریق مثبت کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اس سنت بیعت توبہ کو معمولی سنتون (جیسے کنگھی مسواک کرنا یا آنکھ مین سرمہ لگانا یا آپنے آپ توبہ استغفار کرنا) پر ترجیح و فوقیت ندین اور اسکو ایسے موکد و استمراری سنتون سے (جنکے عمل والتزام کی آنحضرت سے تاکید اور انکے ترک پر وعید وتشدید وارد ہے) شمار نکرین اور اسکے ترویج و التزام کے لئے وہ اہتمام وتداعی نکرین جو اِس قسم کی موکدہ سنتون مین کیجاتی ہر اور اسکو مناط احسان ومناط حصول کمال عرفان قرار ندین اور اسمین وہ ان خصوصیات رسمیہ کو جو خاندانی بیعت خانون و پیرون مین مروج چلی آتی ہین (جیسے باپ اگر پیر ہو تو بڑے بیٹے کو اوسکی جگہہ گدی پر بٹھانا یا کسی اور شخص کو تمام خاندان سے پیر مغان بناکر بیعت کے لئے مخصوص کر دینا - باوجودیکہ علم مین تقوی مین اُس سے بڑھکر یا اوسکے برابر اُس خاندان یا اوسکی منتسبین مین اور اشخاص موجود ہون اور اس سجادہ نشین کا سجادہ نشینی کے بعد خود بیعت و استرشاد سے مستغنی ہو جانا پیر ہوکر پھر کسیکا مرید نبنا اور کسی صالح متقی کے ہاتھہ پر (اُس سے افضل یا اُسکے برابر کیون نہو) بیعت توبہ نکرنا یا بیعت لینے کے وقت خاص خاص اذکار و ادعیہ (جو اس موقع بیعت پر آنحضرت سے مروی نہین جیسے پہلے کلمہ شہادت پڑھانا پھر سورۃ فاتحہ و علی ہذا القیاس) طالب کو پڑھانا وغیرہ وغیرہ کو ایسے طور پر دخل ندین جس سے ان خصوصیات وقیود کا اس موقعہ پر اس ہئیت مخصوصہ سے دین و مسنون ہونا سمجھا جاتا ہے -

ان خصوصیات کی نسبت جو ہمارا اعتقاد ہے وہ ہم نمبر سابق مین بصفحہ ۲۵ بیان کرچکے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نہ ہم ان خصوصیات کو اصل سنت و مناط عرفان جو

ؔ یہ سطرین اسلئے دوبارہ لکھی گئین ہین کہ اس مضمون کی عبارت سابق مین کچھ کاتب سے تغیر واقع ہوا ہے اور کچھ اپنی طرف سے بڑھانا مناسب معلوم ہوا ناظرین صفحہ اخیر نمبر سابق کی (۹) سطرون کو محو کرین اور نسخ سمجھین

احسان جانتے ہین نہ انکو مطلقاً بدعت و ناجائز خیال کر کے انسے بالکل انکاری ہین
بلکہ انکی تسلیم و انکار مین ہم بین بین (بیچا بیچ) مین ہین اور شرف و فائدہ
وتاثیر صحبت اہل اللہ اور اس فائدہ وتاثیر کی نظر سے انکی
خصوصیت ملازمت کو تو ہم اس بعیت اور اسکے خصوصیات
مذکورہ سے جداگانہ ہی سمجھتے ہین اور اس سے کسی وجہ سے انکاری نہین ہین۔
اس التماس کے جواب مین شائد ہمارے بھائی مثبتین یہ
کہین کہ ہم اس سنت بعیت کو مسواک و اذان و اقامت و جماعت سے بڑھکر سوکد
نہین سمجھتے اور نہ اسکو مناط حصول احسان و کمال عرفان خیال کرتے ہین اور نہ ان
خصوصیات کو جو ہمارے معمولہ بعیت مین پائی جاتی ہین ہم دین سمجھتے ہین۔ ان
خصوصیات کی نسبت ہمارا وہی اعتقاد ہے جو تمہارا اعتقاد ہے اسکے جواب مین
یہ التماس ہے کہ اگر اونکا اس بعیت اور اسکے خصوصیات کی نسبت دلی اعتقاد
یہی ہے تو نہایت خوشی کی بات ہے ؎ چشم ما روشن دل ما شاد ولیکن
انکے بعض اقوال وافعال اس اعتقاد کے مخالف ہین اور وہ عام لوگون کو
یہ بتا رہے ہین کہ یہ لوگ اس بعیت کو معمولی سنتون سے بڑھکر واجب العمل والاہتمام
اور مناط عرفان و مدار ایمان جانتے ہین اور ان خصوصیات کو بھی وہ دین سمجھ رہے ہین
اور وہی اقوال وافعال فریق ثانی کی وحشت وتشدد کے باعث اور باہمی تفرقہ
ونزاع کے موجب ہو رہے ہین اگر میرے بھائی دلی اعتقاد یہی رکھتے ہین جو بیان ہوا
ہے۔ توجہتہ للہ ونصیحۃ لخلق اللہ وجمعاً لکلمۃ اللہ ان اقوال وافعال کو اس اعتقاد کے
موافق ومطابق کرین ۔ مین پہلے اُن اقوال وافعال کو بیان کرتا ہون
پھر اُنکی اس اعتقاد اور نفس الامر سے مخالفت ظاہر کرونگا پھر انکی وجہ موافقت
ومطابقت اُس اعتقاد سے عرض کرونگا ؎ گر قبول افتد زہے عزو شرف

بیان افعال و اقوال مذکورہ

(۱) اس بیعت توبہ مین وہ اسقدر تاکید و ضرورت کے مدعی اور اسکے اہتمام و تداعی مین ساعی ہین کہ اسقدر تاکید و اہتمام و تداعی استمراری و موکد سنتون (مسواک اور اذان جماعت وغیرہ) مین کوئی مسلمان نہین کرتا۔

(۲) وہ اس بیعت کو مثل بیعت خلافت و امامت قرار دیتے ہین جسکے شان مین صاف آنحضرت کا ارشاد وارد ہے کہ جس کی گردن مین کسی امام کی بیعت نہین ہے

من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاہلیۃ صحیح مسلم صفحہ ۱۲۸ جلد ۲	وہ جاہلیت (یعنی کفر کی) موت مرتا ہے

اور اسی نظر سے آنحضرت کے اصحاب کرام نے وصال نبوی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی کی بیعت خلافت کو آنحضرت کی تجہیز و تکفین پر مقدم کیا اور اسمین ایکدن کا وقفہ روا نہ رکھا چنانچہ حدیث بخاری سے جو عنقریب منقول ہو گی ناظرین کو واضح ہوگا طرفہ یہ کہ وہ بیعت خلافت صدیق اکبر وغیرہ خلفاء کو بھی بیعت توبہ بتاتے ہین اور ذکر خلافت کو اسی بیعت توبہ کا ایک جزوی اور ضمنی امر قرار دیتے ہین۔

(۳) وہ اس بیعت توبہ کو ایک ایسے شخص سے مخصوص کرتے ہین جو تمام ہمعصرون سے افضل ہو اور بناء علیہ پیر و سجادہ نشین کو پیری و سجادہ نشینی کے بعد دوسرے کی بیعت سے مستغنی سمجھتے ہین اور بجواب اس اعتراض فریق نافی کی کہ بیعت لینے والا خود بھی تو گناہ کرتا ہے وہ کیون اپنے گناہون سے دوسرے کے ہاتھ پر توبہ نہین کرتا وہ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھ پر کیون نہ توبہ کی۔ جسکا صاف یہ مطلب ہے کہ جیسے آنحضرت صلعم سے کوئی افضل موجود نہ تھا جسکے ہاتھ پر وہ گناہون سے

(معاذ اللہ) توبہ کرتے ویسے ہی پیرجی سے کوئی افضل نہین ہوتا جسکے ہاتھ پر وہ بعیت کرین - یا یون کہو کہ جیسے آنحضرت صلعم افضل ہونے کے سبب بعیت سے مستغنی تھے ویسے ہی پیرجی (بزعم خود یا باتفاق مریدان) افضل ہونے کے سبب بعیت غیر سے مستغنی ہین -

(۴) وہ ان خصوصیات رسمیہ کے اثبات کے لئے قران و حدیث کو ہاتھ مارتے ہین اور اُنکا داخل دین ہونا بزعم خود آیات و حدیث سے ثابت کرتے ہین -

گدی نشین مقرر و مخصوص کرنے کے ثبوت مین وہ اون **آیات** کو پیش کرتے ہین جنمین یہ ذکر ہے کہ حضرت **موسی** علیہ السلام نے کوہ طور جانے کے وقت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ کیا (جسکے مطابق آنحضرت صلعم نے جنگ تبوک مین جانے کے وقت حضرت علی مرتضی کو خلیفہ کیا تھا) اور حضرت **زکریا** علیہ السلام نے خدا سے اپنا وارث چاہا تھا - اور حضرت سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے - اور صحابہ کرام کے اِس **فعل** کی سند لاتے ہین کہ اُنھون نے آنحضرت کے بعد صدیق اکبر کو گدی پر بٹھایا اور آپنے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا انکے بعد صحابہ نے حضرت عثمانؓ و حضرت علی مرتضیؓ کو انکا جانشین کیا -

اور بوقت بعیت خاص خاص اذکار و ادعیات پڑھانے کے ثبوت مین اُن آیات و احادیث کو پیش کرتے ہین جنمین یہ ذکر ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اظہار یا اقرار اسلام کیا اور **آنحضرت** نے کلمہ لا الہ الا اللہ کو **افضل الذکر** فرمایا اور خداوند تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام کو اس کلمہ پڑھنے کا حکم دیا **آنحضرت** صلعم نے **سورہ فاتحہ** کو تمام سورتون قرانی سے افضل فرمایا -

انکے **اِس استدلال** پر جو یہ **اعتراض** وارد ہوتا ہے کہ ان آیات و احادیث مین خاص اِس موقعہ پر ان اذکار کی خصوصیت کہان پائی جاتی ہے - اسکے **جواب** مین

وہ بہت سے آثار پیش کرتے ہین جنسے وہ بزعم خود یہ ثابت کرتے ہین کہ جو امر آنحضرت سے ثابت ہو (گو اسپر مداومت یا اسمین کوئی وقتی یا عددی خصوصیت آنحضرت سے ثابت نہو) اسمین وقتی یا عددی خصوصیت اپنی طرفسے لگالینی بدعت نہین ہے بلکہ موجب ثواب و قربت ہے۔ اس جواب مین اُنہون نے نہ صرف خصوصیات بیعت کو دین بنایا ہے۔ بلکہ جملہ خصوصیات رسمیہ (فاتحہ خوانی سوم چہلم عرس مولود وغیرہ جنکو اُنکے اصول مذہب بدعت ٹہراتے ہین اور اسی سبب سے وہ عام مسلمانون سے علیحدہ سمجھے جاتے ہین اور وہابی کہلاتے ہین) کو بہی دین بنا دیا ہے۔

اور پیرجی کے بیعت نہ لینے (نہ دینے) سے خصوصیت پر جو دلیل وہ پیش کرتے ہین وہ نمبر ۳ مین بیان ہوچکی ہے۔

ان لوگون سے ان اقوال و افعال کے سرزد ہونے کو کوئی انکا معتقد و مقلد بعید سمجھے تو پہلے ان ہی حضرات سے دریافت کرکے انکی تصدیق کرے مجھے امید ہے کہ وہ ان اقوال و افعال سے انکاری نہونگے۔

اور اگر وہ انسے صاف طور پر یا بتاویل انکاری ہون تو انکا رسالہ حجۃ فی الحال فریق نافی کے مقابلہ مین اُنہون نے تالیف کیا ہے مواضع ذیل سے ملاحظہ فرماوین۔

اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۱۷ مین ہے اِتنا ہی نہین جانتا کہ مسئلۂ بیعت ان مسائل مین سے ہے جو خصوصیت رکھتے ہین ساتھ افضل اور بہتر کے جیسے خلافت۔ امارت۔ قضا۔ امامت۔ ان کامونکے واسطے ایک ہی شخص مقرر ہوتا ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ہر ایک امام یا خلیفہ یا قاضی بنجائے"۔

اور اس کے صفحہ ۲۲ مین ہے تو دیکھو آنحضرت وخلفاء اور تمام اصحاب کی تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت ایسے شخص کے ہاتھ پر چاہیئے جو اپنے وقت مین تقوی و دیانت و صلاحیت کی وجہ سے اپنے ہمعصرون مین فضیلت رکہتا

ہو رسول اللہ صلعم کی حیات مین آپ افضل بہتر تھے اُنکے بعد ابو بکرؓ ازان بعد عمرؓ
اون سے پیچھے عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہم اور بہ سبب فضیلت اُنکی کے دوسریکے
ہاتھ پر بیعت نہین ہوتی تھی۔ الا نادراً اور تعامل انکا بمنزلہ علامات وتمیز کی ہے اور
اسکے صفحہ نمبر ۹۱ مین ہے یہ دعوی (بعد وفات رسول اللہ صلعم صحابہ کرام کا بیعت
کے لئے کسیکو مقرر نکرنا) غلط ہے صحابہ کرام نے اوّل ابو بکرؓ صدیق اون کے بعد عمرؓ فاروق
ازان بعد حضرت عثمان انسے پیچھے علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بیعت کی گیا
مصنف کو خلفائے راشدین کی خلافت اور بیعت سے بھی انکار ہے دیکھو سب
مفسرین اِس آیت کریمہ کو فمن کفر بعد ذالک فاولئک ہم الفاسقون یعنی پس جس شخص نے
انکار کیا بعد اسکے پس وہی ہین فاسق منکران خلافت خلفاء اربعہ کے حق مین
وعید بتلاتے ہین اب مصنف یہ کہیگا جو یہ بیعت قبول خلافت کی تہی یعنے عہد اسبات کا
کہ ہم بغاوت نکرینگے اسکے جواب مین ہم روایات کتب حدیث پیش کرتے ہین اہل
انصاف کو معلوم ہوجاویگا کہ حق بجانب کسکی ہے صحیح بخاری مین ہے کہ عبد الرحمن
رضی اللہ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سوم بمشورت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمانؓ
رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کردیا اور بیعت کے وقت یہ کہا ابایعک علی سنۃ اللہ
وسنۃ رسولہ والخلیفتین من بعدہ یعنی مین تیری بیعت کرتا ہون کتاب خداو
سنت رسول وطریقہ شیخین پر اور امام احمد کی روایت مین ہے ابایعک علی کتاب
اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر وعمر مین تیری بیعت کرتا ہون اوپر کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ اور طریقہ ابو بکر اور عمر کے۔ جس بیعت کا ان روایتون مین
ذکر ہے یہ بیعت تقوی ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اسمین داخل ہین
اور عبد اللہ بن حنظلہ امیر مدینہ نے وقعۃ الحرہ مین لوگون سے ساتھ مرنیکے
بیعت لی یہ قصہ بخاری مین موجود ہے اور یہ بیعت بیعت خلافت کے سوا

اور ہی بیعت تہی۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔
اور اسکے صفحہ ۷ مین بجواب اس اعتراض فریق ثانی کو کہ پیر خود کیون نہین کسیکی بیعت کرتا۔ کہا ہے مشایخ مین سے ایسا کوئی نہین جس نے دوسرے کے ہاتھ پر توبہ نہ کی ہو اپنے شیخ کے ہاتھ پر سب توبہ کیا کرتے ہین اگر ایسا ہی اعتراض کا شوق ہے تو یہ کہو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھ پر توبہ کیون نہ کی دیکھو ترک اور انکار سنت کا یہ نتیجہ ہے جو آپکے منہ سے ایسے کلمات نکلتے ہین جنسے انبیاء علیہم السلام کی جناب مین بے ادبی لازم آتی ہے لئن لم یہدنا ربنا لنکونن من القوم الضالین
اور اسکے صفحہ ۷۵ مین بجواب اس قول مخاطب کے کہ بلا وجہ مرجح ایک شخص کو خاندان سے بیعت کے لئے مخصوص کر لینا ہندؤن کی رسم ہے۔ کہا ہے جسکو آپ ہنود کی رسم کہتے ہو وہ سنت انبیاء ہے جب موسی علیہ السلام کوہ طور کو جانے لگے تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین تو میرا نائب رہیو میری قوم مین اصلاح رکہنا اور مفسدون کی پیروی نکرنا حضرت خاتم المرسلین نے جب غزوہ تبوک کی تیاری کی تو علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا انت منی بمنزلہ ھارون من موسی تو مدینہ مین رہ تو ہمارا جانشین ہے جیسے ہارون ؑ اپنے بہائی موسیٰ ؑ کا (بحالت سفر) جانشین تہا۔ انبیاء عظام دعا کرتے تہے کہ اے پروردگار ایسی اولاد دے جو ہمارے نائب اور لوگون کے پیشوا ہو دین فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب زکریا علیہ السلام نے دعا کی تو مجھے کام سنبہالنے والا دے جو وارث ہو میرا اور خاندان یعقوب ؑ کا اور اللہ جل شانہ خبر دیتا ہے وورث سلیمان داود سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد کے وارث ہوئے واضح ہے کہ

مراد اس ورثہ سے نبوت اور امامت ہے کہین روافض کیطرح مال و متاع سے تاویل نہ کرنا اور اصحابہ کرام نے بعد انتقال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق کو گدی پر بٹھلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زندگانی مین عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرما گئے ایسے ہی عثمان و علی رضی اللہ عنہ باتفاق صحابہ جانشین ہو گئے"۔

اور اسکے صفحہ ۱۱ و ۱۲ مین خصوصیات اذکار بیعت کے ثبوت کے لئے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسلمت للّٰہ رب العالمین کہا اور بلقیس نے اسلمت مع سلیمان للّٰہ رب العلمین کہا اور خداتعالے نے کہا ہے کہ یاایہا الذین امنوا امنوا باللّٰہ و رسولہ اور آنحضرت رکوع و سجود مین بک امنت وبک اسلمت فرمایا کرتے اور آنحضرت نے فرمایا ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ اور آنحضرت نے سورہ فاتحہ کو اعظم سورۃ فی القران فرمایا ہے۔

اور صفحہ ۸۸ مین کہا ہے کہ اگر ایک امر آنحضرت سے ثابت ہو جاوے مگر اسکی مداومت اور اسکا شمار اور اسکے وقتون کی خصوصیت ہمین ثابت نہو تو اوسکو خاص اوقات مین معین عدد کے موافق ہمیشہ عمل مین لانا بدعت نہو گا پھر اسپر اپنے چند آثار ذیل سے استدلال کیا ہے۔

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہے خدا کو پیارا وہ عمل ہے جسکو ہمیشہ کیا جاوے۔

(۲) ایک شخص ہمیشہ سورہ فاتحہ کے اور دوسری سورہ کے ساتھ سورہ اخلاص کو ملا لیا کرتا تھا آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا اوسنے عرض کیا کہ مجھے یہ سورت پیاری لگتی ہے آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت تجھے بہشت مین داخل کریگی۔

(۳) بلالؓ وضو کے بعد ہمیشہ دو گانہ پڑھتے آنحضرت اسپر مطلع ہوتے تو اس سے منع کیا۔

اسی قسم کا ایک اثر اوربلال سے اور ایک اثر حضرت عائشہؓ سے نقل کیا پھر کہا اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی شخص واسطے ذکر اورحمد اورتسبیح کے اُن وقتوں کو مقرر کرے تو بیشک افضل ہوگا اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب پس پاکی بیان کر ساتھ حمد رب اپنے کے پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے چھپنے کے ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود اور رات کو پس تسبیح کر اوسکی اور بعد نمازون کے اس قسم کی بہت آیتیں اور حدیثیں ہین اگر کوئی شخص ان وقتوں کو افضل اوقات سمجھکر کوئی ورد یا ذکر پڑہیگا تو کہو اوسنے کون سی بُرائی کری شارع کیطرف سے مطلق ذکر الٰہی کی ہدایت ہی اور یہ شخص بہی ذکر کرتا ہے ''

یہ اقوال وافعال مذکورہ کا عام ثبوت ہے۔ اب ایک خاص ثبوت (جسکو زیادہ تر تعلق امر اول سے ہے) پیش کیا جاتا ہے جب ان حضرات کے شیخ (پیر) نے (جو ہمارے بھی شیخ تھے اور ہمارے خیال مین (والدحیثیہ) واقعی لائق بیعت واسترشاد تھے اوران قیود وخصوصیات رسمیہ سے (جنکو اُن کی جانشین اب دین سمجھنے لگے ہین مبرا وآزاد تھے جتے کہ وہ اشغال متاخرین صوفیہ کو جنکو ہم حسب تفصیل و شرط منقولہ صفحہ ۵۴ مباح بلکہ بعض حالات مین افضل سمجھتے ہین بالکل ترک کرچکے تھے جب ہم انکے سامنے مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ کی عبارت منقولہ صفحہ ۵۴ پیش کرتے اور اُن اشغال کا مطلقاً بدعت ہونا ثابت کرتے تو آپ جواب مین فرماتے ''دعا کن'' یعنے دعا کرو خدا تعالی مجھے یہ بات سمجھادے اور میرے دل مین اسکا اثر پیدا کرے اور جب کبھی آپ کسیکو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے تو اوسکے بیان تعداد مین صاف فرمادیتے کہ چہل ویکبار یا کم یا زیادہ اس قسم سے اور بہت باتین مشہور ومعروف ہین جو

انکی آزادی ان قیود رسمیہ سے ثابت کر رہی ہین) اس جہان سے انتقال کیا
توان لوگون نے انکی گدی پر انکے بڑے بیٹے کو (باوجودیکہ علم مین انسے افضل
اور ظاہری دینداری و پرہیزگاری مین انکے برابر لوگ انکی اولاد اور منتسبین و
معتقدین مین موجود تھے) بٹہاکر انسے بیعت کی اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے
اس فعل سے کہ انہون نے آنحضرت کے وصال کے متصل بلا توقف حضرت صدیق اکبر
کی بیعت کی تہی تشبیہ دے اور یہہ بات بذریعہ مراسلات اپنے تمام منتسبین معتقدین
خاندان مین شائع کی اور ان مراسلات مین صاف یہ بات لکہدی کہ یہہ ہمنے وہ کام
کیا ہے جو آنحضرت کے اصحاب نے آنحضرت کی رحلت کی بعد فوراً کیا اور اسی کو
آنحضرت کی تکفین وتجہیز پر بہی مقدم کیا تہا لوگون کو چاہئے اس بیعت کی طرف جلد
توجہ کرین اور خاص کر اس فرمان مین جو میرے نام آیا تھا یہہ حکم بہی
درج تھا کہ آپ اس مضمون کو اپنے ماہواری رسالہ (اشاعۃ السنہ) مین
شائع کردین۔

اس فرمان و مراسلت مین انہون نے گویا یہ جتادیا تہا کہ یہ بیعت وہی بیعت
ہے جو صحابہ نے صدیق اکبر کے ہاتھ پر کی تھی اور اسکے ترک پر صاف وعید
آچکی ہے جو اس بیعت سے مختلف رہیگا وہ جہنمی ہوگا اور کافر ونکی موت مریگا۔
اس بیان مین بہی کسی انکے مقلد و معتقد کو شک ہو تو وہ فرمان نکالکر ملاحظہ
کرکے دیکہہ لے کہ اسمین اس بیعت کو بیعت صدیقی سے تشبیہہ دی ہے یا نہین اور
اپنے اس فعل پر فعل صحابہ اور انکی تعجیل اور تقدیم البیعۃ علی التجہیز والتکفین کی شہادت
پیش کی ہے یا نہین۔ اور جسکے پاس وہ فرمان پہنچا ہو وہ انکی اور اخص
معتقدین ساکنین لاہور۔ وزیرآباد۔ پنڈی وغیرہ سے دریافت حال کرے
اور جسکی طبع سلیم اور عقل مستقیم ہے اور وہ متعصبانہ اعتقاد و محبت سے خالی

ہے وہ ان ہی عبارت سے جو اسمقام مین منقول ہوئی ہین اس فعل کی تصدیق نکال سکتا ہے - مینے ایک مخبر صادق (جو فریق مثبت کے معتقدون اور آشناؤن سے ہے) سے یہہ بھی سنا ہے کہ جب یہہ فرمان راولپنڈی مین پہنچا تو فریق ثانی کے ذریات و معتقدین نے اسپر بڑا اچرچا کیا اور باہم رنج و اختلاف واقع ہوگیا آخر فریق ثانی نے رفع اختلاف و تنازعہ کی یہ صورت تجویز کی کہ گدی نشین صاحب اسبات کا اعلان کر دین کہ اس بعیت توبہ مین ہماری خصوصیت نہین ہے جو شخص جس صالح شخص کے ہاتھ پر چاہے بعیت کرے فریق مثبت نے اونکی یہہ بات نہ مانی - یہ بات بھی دل لگتی ہے اور اس مخبر کی خبر صحیح معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ بیعت توبہ کو مثل بعیت خلافت بلکہ اسکا عین یا کل جانتے اور اسکو ایک شخص افضل العصر سے مخصوص سمجھتے اور بناءً علیہ وہ ایک شخص کو افضل الدہر قرار دیکر مخصوص و مقرر کر چکے ہین تو پھر وہ دوسرے کے ہاتھ پر بعیت کو کسطرح تجویز کر سکتے ہین -

یہہ انکے اقوال و افعال کا بیان و ثبوت ہے اب انکا اس اعتقاد و نفس الامر سے مخالف ہونا ثابت کیا جاتا ہے -

اس اعتقاد سے تو ان اقوال و افعال کی مخالفت ظاہر ہی ہے کیونکہ ان لوگون کا اس بعیت توبہ کو مثل بعیت خلافت بلکہ اسکا عین یا کل اور خلافت کے اسکا ایک جز ٹھہرانا اور اسکو بعیت خلافت کیطرح ایک ہی شخص افضل العصر سے (جو دوسرے کی بعیت سے ممنوع یا مستغنی ہو) مخصوص کرنا اور اوس کی ترغیب و ترویج کے لئے اسقدر اہتمام و تداعی کرنا اور اوسکی خصوصیات کا قران و احادیث سے ثبوت پیش کرنا صاف بتاتا ہے کہ یہ لوگ اس بعیت کو معمولی سنتون (مسواک اذان اقامت) سے بدرجہا بڑھ چڑھکر واجب العمل اور احسان و عرفان بلکہ مناط نجات و ایمان جانتے ہین اور اسکی خصوصیات کو دین سمجھ رہے ہین اور یہ باتین نفس الامر

اور حق کے بہی مخالف ہین کسی آیت یا حدیث یا اثر صحابی مین ان باتون کا اثر و ثبوت پایا نہین جاتا - اور جو کچہہ انکے ثبوت مین فریق مثبت نے اپنے رسالہ مین بیان کیا ہے - اسکی نسبت یا مین یہہ تو نہین کہہ سکتا (اور بدگمانی نہین کرتا) کہ انہون نے عمدہ جہوٹ کہا ہے اور لوگون کو دہوکہ دیا ہے - ولیکن یہ یقیناً جانتا اور کہتا ہون کہ اسمین اُنہون نے خود دہوکہ کہایا ہے - جسکا سبب اقامت سلسلہ بیعت کی محبت اور کسیقدر علوم رسمیہ الیہ (نحو ادب اصول وغیرہ) سے ناواقفیت بہی ہے -

بیعت توبہ کے شامل یا عین بیعت خلافت ہونے اور اسکے ایک افضل کے ساتھ مخصوص ہونے پر جان لوگون نے دلیل پیش کی ہے اور اسپر بڑا فخر اور حصول نورانیت کا دعوے کیا ہے اور اپنے خصم کو تقیین لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور کا مصداق بتایا وہ اس دعوے کی دلیل ہرگز نہین ہو سکتی حضرت عثمانؓ اور صدیق اکبرؓ کی بیعت خلافت پر ہوئی تھی وہ بیعت توبہ متنازعہ فیہا - ہرگز نہ تھی -

چونکہ حضرت عثمانؓ کی بیعت کو حضرت صدیق اکبر کی بیعت سے تشبیہ دیگئی ہے اور اسکی نسبت پارہ حدیث تمسک فریق مثبت مین یہہ بات کہی گئی ہے کہ مین تجہہ سے صدیق اکبرؓ و عمرؓ فاروق کے طریق و سیرت پر بیعت کرتا ہون اسلئے مناسب ہے کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کو ذکر کیا جاوے پہر حضرت عثمان کی بیعت کا بیان ہو ناظرین اہل انصاف کو خود معلوم ہو جائیگا کہ وہ بیعت خلافت ہی تہی یا بیعت توبہ کا بہی اسمین کوئی نام و نشان و اثر و سراغ پایا جاتا ہے -

پس واضح ہو کہ صحیح بخاری مین بصفحہ (۱۰۰۹) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم فوت ہوئے تو ہمارا یہہ حال تہا کہ انصار ہمارے مخالف ہوگئے

اور وہ سب گئے سب بنی ساعدہ کی ثقیفہ	کان من خبرنا حین توفی اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان الانصار خالفونا و اجتمعوا
باسرهم في سقيفة بني ساعدة وخالف
عنا علي و الزبير و من معهما و اجتمع
المهاجرون الى ابي بكر فقلت لابي بكر
يا ابا بكر انطلق بنا الى اخواننا هولاء
من الانصار فانطلقنا نريدهم فلما
دنونا منهم لقينا منهم رجلان صالحان
فذكرا ما تمالا عليه القوم فقالا اين تريدون
يا معشر المهاجرين فقلنا نريد اخواننا هولاء
من الانصار فقالا لا عليكم ان لا تقربوهم اقضوا
امركم فقلت والله لناتينهم فانطلقنا حتى
اتيناهم في سقيفة بني ساعدة فاذا رجل مزمل
بين ظهرانيهم فقلت من هذا قالوا هذا
سعد بن عبادة فقلت ما له قالوا يوعك
فلما جلسنا قليلا تشهد خطيبهم فاثنى على الله
بما هو اهله ثم قال اما بعد فنحن انصار الله
وكتيبة الاسلام وانتم معاشر المهاجرين رهط
وقد دفت دافة من قومكم فاذا هم يريدون
ان يختزلونا من اصلنا وان يحضنونا من الامر
فلما سكت اردت ان اتكلم وكنت قد
زورت مقالة اعجبتني اريد ان اقدمها

مین اکٹھی ہوئی اور حضرت علی و زبیر اور اونکے
ساتھ والے بھی ہمسے ہٹ رہے یا مخالف
ہوئے مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہوکر آئے
مینے ابوبکر سے کہا کہ ہم اپنے بہائی انصار
کیطرف چلین جب ہم قریب پہنچے تو دو نیک
آدمی ہمکو ملے اور انصار کے اتفاق رائے
سے (ہمارے خلاف پر) خبر رسان ہوئے
پہر وہ بولے تم کہان جاتے ہو ہمنے کہا
اپنے بہائیون انصار کے پاس جاتے ہین وہ
بولے تمکو انکے پاس جانا مناسب نہین تم اپنا کام
کرو مین بولا بخدا ہم تو ضرور جاوینگے پہر ہم
چلکر نشست گاہ بنی ساعدہ مین پہنچ گئے جب
ہم تہوڑی دیر ٹہرے تو ان مین ایک شخص تقریر
کرنیکو کہڑا ہوا اور بولا کہ ہم خدا کے انصار ہین
اور اسلام کا لشکر اور تم لوگ مہاجرین صرف
چند آدمی ہو جو اپنی قوم سے نکلکر یہان آبسے ہو
اب تم ہماری جڑہ کاٹنا اور ہمکو حکومت سے
خارج کرنا چاہتے ہو جب وہ چپ ہوا تو
مین کچھ کہنے لگا جو مینے سوچ رکھا تھا مین
اسکو ابوبکر کے آگے بیان کرنا چاہتا تھا کہ
ابوبکر نے مجھے روک دیا۔ اور خود جواب دیا

بین یدی ابی بکر وکنت اداری منہ
بعض الحد فلما اردت ان اتکلم قال ابوبکر
علی رسلک فکرہت ان اغضبہ فتکلم
ابوبکر فکان ہو احلم منی واوقر واللہ
ما ترک من کلمۃ اعجبتنی فی تزویری
الا قال فی بدیہتہ مثلہا او افضل منہا
حتی سکت فقال ما ذکرتم فیکم من خیر فانتم
لہ اہل ولن یعرف ہذا الامر الا لہذا الحی
من قریش ہم اوسط العرب نسبا ودارا وقد
رضیت لکم احد ہذین الرجلین فبایعوا
ایہما شئتم فاخذ بیدی وبید ابی
عبیدۃ بن الجراح وہو جالس بیننا فلم اکرہ
مما قال غیرہا کان واللہ ان اقدم فتضرب
عنقی لا یقربنی ذلک من اثم احب الی
من ان اتامر علی قوم فیہم ابوبکر
اللہم الا ان تسول لی نفسی عند الموت
شیئا لا اجدہ الآن فقال قائل
من الانصار انا جذیلہا
المحکک وعذیقہا المرجب

شروع کیا بخدا جو کچھہ مینے سوچ رکھا تھا ابوبکر نے اسکی مثل یا اس سے بہتر فی البدیہہ کہدیا۔ آپنے فرمایا کہ جو تمنے اپنی بہتری بیان کی ہے بیشک تم اسکے اہل یعنے لائق ہو مگر سرداری و امارت تو بجز قریش کسیکا حق نہین ہے (یہان حضرت عائشہ کی روایت مین جو بصفحہ (۵۱۸) بخاری مین مروی ہے یہہ لفظ بھی وارد ہے کہ امیر ہم (قریش) سے ہوا ور وزیر تم (انصار) سے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون کہ تم لوگ ان دونون (میرا اور ابو عبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑ کر کہا) کی بیعت کرو انکی اس کلام سے بجز اس لفظ کے (جسمین میری بیعت کا ذکر تھا) کوئی لفظ مجھے برا معلوم نہین ہوا مجھے اپنا گنہگار نہو کر مارا جانا اس سے پیارا و پسند تھا کہ مین اس قوم کا سردار ہون جسمین ابوبکر ہو شاید مرتے وقت میرا نفس مجھے اسکا خلاف پسند کرادے انمین ایک شخص (حباب بن المنذر) ابوبکر کے جواب مین پہلے ایک ایسا فقرہ بولا جسکے لازمی* معنے یہہ ہین کہ مین تجربہ کار اور

* اصل لغوی معنے اسکے یہ ہین وہ کھونٹا ہون جس سے اونٹ کھجلاتا ہے اور وہ شاخ خرما جسکے گرد ٹھیک یا باڑ لگائی جاتی ہے۔

منا و منکم امیر یا معشر قریش فکثر اللغط وارتفعت الاصوات حتی فرقت من الاختلاف فقلت ابسط یدک یا ابابکر فبسط یدہ فبایعتہ وبایعہ المهاجرون ثم بایعتہ الانصار ونزونا علی سعد بن عبادہ فقال قائل منهم قتلتم سعد بن عبادہ فقلت قتل اللہ سعد بن عبادہ (صحیح بخاری صفحہ ۱۰۰۹)

میری رائے باوقار ہے پہر بولا ایک امیر تم مین ہو اور ایک ہم مین سے پہر اسپر مجلس مین غل ہوگیا اور آوازون کا شور مچا حتے کہ مجہے خوف اختلاف پیدا ہوگیا پس مینے ابوبکر سے کہا ہاتہ پہیلاؤ مین تمہاری بیعت کرتا ہون اُنہون نے ہاتہ پہیلایا مینے انکی بیعت کی پہر مہاجرین نے بیعت کی انکے بعد انصار نے ۔ ہمنے اسمین سعد عبادہ پر سبقت کی (کیونکہ وہ خود طالب خلافت تہا) ایک شخص انمین سے بولا بخدا تمنے سعد کو قتل کر دیا ۔ مینے کہا خدا نے اِسکو قتل کیا ۔

اسمین جو حضرت علی وغیرہ کے ہٹ رہنے کا ذکر ہوا ہے یہ صرف چہ مہینے یا تب (تا حیات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) تہا اسکے بعد حضرت علی مرتضی رض نے حضرت ابوبکر کو گہر مین بلایا اور اپنی شکایت کا اظہار کیا اور پہر بیعت کا وعدہ دیا اور دوسرے دن مجلس عام مین اسکا ایفا کیا (دیکہو صحیح بخاری صفحہ ۶۰۹ وغیرہ)

یہ بیعت صدیق اکبر ہے ناظرین اسکو (غور سے نہی) سرسری نظر سے دیکہکر کہہ دین کہ یہ بیعت خلافت و امارت تہی یا کسی خاص گناہ سے یا عام گناہون سے توبہ کی بیعت تہی ۔ اور جبکہ بیعت عثمانی اسی بیعت کے طریق پر ہوئی اور اسکی نسبت یہ بات کہی گئی ۔ ابایعک علی سنتہ الخلیفتین تو پہر وہ بیعت خلافت ہوگی یا بیعت توبہ سمجہی جاویگی ۔ اب حضرت عثمان رض کی بیعت کو ذکر کیا جاتا ہے ۔ صحیح بخاری مین صفحہ ۱۰۶۴

حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے اور قریب وفات ہوجانیکا حال عمرو بن میمون سے نقل کر کے فرمایا ہے کہ لوگون نے آپ سے کہا آپ وصیت کرین کسیکو اپنا خلیفہ

فقالوا اوص یا امیر المومنین استخلف قال ما اجد احق بهذا الامر من هولاء النفر او الرهط الذین توفی رسول الله صلے الله علیه وسلم وهو عنهم راض فسمی علیا وعثمان والزبیر وطلحة وسعدًا وعبد الرحمن بن عوف وقال یشهدکم عبد الله بن عمر ولیس له من الامر شیٔ کهیئة التعزیة له فان اصابت الامرة سعدا فهو ذاک والا فلیستعن به ایکم ما امر فانی لم اعزله من عجز ولا خیانة وقال اوصی الخلیفة من بعدی بالمهاجرین الاولین ان یعرف لهم حقهم ویحفظ لهم حرمتهم واوصیه بالانصار خیرا الذین تبوّءوا الدار والایمان من قبلهم ان یقبل من محسنهم وان یعفی عن مسیئهم واوصیه باهل الامصار خیرا فانهم ردء الاسلام وجباة المال وغیظ العدو وان لا یوخذ منهم الا فضلهم عن رضاهم واوصیه بالاعراب خیرا فانهم اصل العرب ومادة الاسلام ان یوخذ من حواشی اموالهم ویرد علی فقرائهم واوصیه بذمة الله وذمة رسوله صلی الله علیه وسلم

یا جانشین مقرر کر جاوین اپنے فرمایا مین اس امر خلافت کا مستحق ان چھ شخصون سے (جنسے جناب رسول خدا صلعم راضی گئے ہین) زیادہ کسیکو نہین پاتا اور ان چھ کے یہ نام بتائے حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف پھر یہہ فرمایا کہ یہ میرا بیٹا عبد اللہ بھی حاضر ہے پر اسکا اس خلافت مین کچھہ حق نہین ہے یہ بات اپنے بیٹے کی تسلی کے لئے کہدی پھر فرمایا یہہ سرداری سعدؓ کے لئے ہوئی تو وہ اسکے لائق ہے ورنہ جو کوئی امیر ہو وہ سعد سے اپنی امارت مین کچھہ کام لے مینے اسکو (حکومت کوفہ سے) اسکی نالائقی یا خیانت کی سبب نہین ہٹایا تھا اور فرمایا مین اس خلیفہ کو جو میرے بعد ہو پہلے مہاجرین کی نسبت وصیت کرتا ہون کہ وہ انکا حق پہچانے اور انکی حرمت نگاہ رکھے اسی قسم کی اپنی اور وصیتین کین جب آپ فوت ہوئے اور مدفون ہوچکے تو وہ چھہ اشخاص جمع ہوئے۔ عبد الرحمن بن عوف نے

ان یوفی لهم بعهدهم وان یقاتل من
وراءهم ولا یکلفوا الا طاقتهم فلما
قبض خرجنا فانطلقنا نمشی فسلم عبد الله
بن عمر قال یستاذن عمر بن الخطاب قالت
ادخلوه فادخل فوضع هنالک مع صاحبیه
فلما فرغ من دفنه اجتمع هولاء
الرهط فقال عبد الرحمن اجعلوا امرکم
الی ثلثة منکم قال الزبیر قد جعلت
امری الی علی فقال طلحة قد جعلت امری الی عثمان فقال سعد
قد جعلت امری الی عبد الرحمن بن عوف فقال له
عبد الرحمن ایکما تبرأ من هذا
الامر فنجعله الیه والله علیه
والاسلام لینظرن افضلهم فی نفسه
فاسکت الشیخان فقال عبد الرحمن
افتجعلونه الی والله علی ان لا
آلو عن افضلکم قالا نعم فاخذ بید
احدهما فقال لک قرابة من رسول
الله صلی الله علیه وسلم والقدم
فی الاسلام ما قد علمت فالله
علیک لئن امرتک لتعدلن ولئن امرت
عثمان لتسمعن ولتطیعن ثم خلا بالآخر

فرمایا کہ یہہ چھہ آدمی اپنا اختیار تین شخصوں کی سپرد
کردین یعنی انکا ساختہ پرداختہ منظور کرلین
حضرت زبیر بولے کہ مینے اپنا اختیار حضرت علی کے
سپرد کیا حضرت طلحہ بولے مینے اپنا اختیار حضرت
عثمان کو دیا حضرت سعد بولے مینے اپنا اختیار
عبد الرحمن بن عوف کو حوالہ کیا پہر عبد الرحمن
بن عوف نے فرمایا جو تم دونون مین سے اس کام (یعنی
خلافت) سے دست بردار ہوگا ہم یہہ کام (امیر
مقرر کرنا) اوسکی سپرد کرینگے اسپر خدا تعالی اور
اسلام ضامن یا گواہ ہے اس شخص کی ذاتی
بزرگی کو دیکھا جائیگا یعنی کسی قرابت وغیرہ خارجی
استحقاق کا لحاظ نہ کیا جائیگا یہہ سنکر حضرت عثمان
و حضرت علی خاموش ہو رہے پہر حضرت عبد الرحمن نے
فرمایا کہ تم دونون اس امر کا مجھے اختیار دیتے ہو؟
مین واللہ تم دونون مین سے جسکو افضل جانونگا اسکی
تقرری سے قصور نکرونگا وہ بولے ہان ہمنے تم کو
اختیار دیا پہر آپ نے حضرت علی مرتضی کا ہاتھ
پکڑا اور انسے کہا کہ جو آپ کو آنحضرت سے قرابت
اور اسلام مین قدامت حاصل ہے وہ مین
جانتا ہون تمسے خدا کی قسم یا اسکا عہد لیا جاتا ہے
کہ اگر مین تمکو امیر بناؤن تم عدل کروگے اور اگر

فقال له مثل ذلك فلما اخذ
الميثاق قال ارفع يدك يا عثمان
فبايعه فبايع له علي و ولج اهل
الدار فبايعوه
(بخاری ص ۵۲۵)

مین حضرت عثمان کو امیر بناؤن تو تم انکی اطاعت
کروگے ایسا ہی حضرت عثمان کیطرف متوجہ ہو کر
فرمایا پھر حضرت عثمان کو کہا آپ ہاتھ دکھاوین
اور انسے بیعت کی اور حضرت علی نے بھی بیعت کی پھر لوگ
بھی اندر داخل ہوئے اور انہون نے بیعت کی -

اسی واقعہ اور اسی آخری موقعہ کا حال صحیح بخاری مین مسور بن مخرمہ سے یون منقول ہے

قال المسور طرقني عبد الرحمن بعد هجع
من الليل فضرب الباب حتى استيقظت
فقال اراك نائما فوالله ما اكتحلت
هذه الليلة الثلث بكثير نوم انطلق
فادع الزبير و سعد افدعوتهما له فشاورهما
ثم دعاني فقال ادع لي عليا فدعوته
فناجاه حتى ابهار الليل ثم قام علي
من عنده وهو على طمع وقد كان
عبد الرحمن يخشى من علي
شيئا ثم قال ادع لي عثمان فناجاه
حتى فرق بينهما المؤذن بالصبح
فلما صلى الناس الصبح واجتمع اولئك
الرهط عند المنبر فارسل الى من كان
حاضرا من المهاجرين والانصار وارسل
الى امراء الاجناد وكانوا وافوا تلك

انہون نے کہا عبدالرحمن بن عوف کچھ رات
گئی میرے پاس آئے اور دروازے کو کھٹکھٹایا مین
جاگا تو بولے کہ تو سو رہا ہے - بخدا مین تین شب سے
کم سویا ہون جا زبیر و سعد کو بلا انکو مین بلا
لایا تو انسے انہون نے کچھ مشورہ کیا پھر کہا حضرت
علی کو بلا مین انکو بلا لایا تو انسے آپنے خلوت مین
باتین کین - یہانتک کہ آدھی رات گذر گئی -
حضرت علی وہان سے چلے گئے اور وہ حصول
خلافت کے متوقع تھے اور حضرت عبدالرحمن
بھی انسے کچھ ڈر رکھتے تھے - پھر فرمایا عثمان کو بلا پھر
ان سے کانا پھوسی کرتے رہے یہانتک کہ نماز
فجر کے مؤذن نے ان دونون کو جدا کیا -
جب فجر کی نماز ہو چکی اور لوگ جمع ہو گئے
تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے خطبہ پڑھا
پھر فرمایا اے علی مینے لوگون کا حال دیکھا وہ

الجماعة مع عمر فلما اجتمعوا تشهد
عبد الرحمن ثم قال اما بعد يا علي اني
قد نظرت في امر الناس فلم ارهم
يعدلون بعثمان فلا تجعلن على نفسك
سبيلا فقال ابايعك على سنة الله و
(اي لعثمان)
رسوله والخليفتين من بعده فبايعه
عبد الرحمن وبايعه الناس المهاجرون والانصار
وامراء الاجناد والمسلمون (بخاري ص ۱۰۷۰)

حضرت عثمان کے برابر کسیکو نہین سمجہتے (یعنے
اس خلافت کی استحقاق مین) پس آپ بہی
عثمان کو امیر مقرر کرنیسے مرادنہ ہوین پہر عثمان سے
کہا مین تجہسے خدا تعالی کی حکم کے موافق۔ اور آنحضرت اور انکے بعد
دونون خلیفونکی طریق پر بیعت کرتا ہون یعنے جیسے انکی
بیعت ہوئی تہی ویسی ہی اور اس طریق پر
مین تیری بیعت کرتا ہون پہر مہاجرین انصار
اور تمام مسلمانون اور لشکر کے سردارون نے بیعت کی

اس قصہ بیعت عثمانی مین بہی اول سے آخر تک اسی خلافت و امارت کا جہگڑا ہے اور بجز خلافت کسی عمل تقوی یا کسی معصیت سے توبہ کا اسمین ذکر و اثر و نام و نشان نہین ہے جسکو اصل محل انعقاد بیعت ٹہرایا جاوے اور بیعت خلافت کو اسمین داخل یا اسکا جزو قرار دیا جاوے جیسا کہ فریق مثبت نے بڑے زور و شور سے دعوی کیا ہے۔

اس دعوی مین ان لوگون نے نحوی غلطی کہائی ہے اور یہ بات سمجہی ہے کہ لفظ علی سنت اللہ و رسولہ اسحدیث مین ابایع کے متعلق ہے جیسا آیۃ یبایعنک الخ مین علی ان لا یشرکن باللہ یبایعن کے متعلق ہے اور سنت اللہ و سنت رسولہ و سنت الخلفاء سے جملہ احکام و شرائع اسلام (نماز روزہ ادا کرنا اچہی تعلیم پڑہنا زنا و شراب سے بچنا وغیرہ وغیرہ) مراد جنہین خلافت کا ماننا بہی داخل ہے۔ حالانکہ اسحدیث مین لفظ علی سنت اللہ و سنت رسول اللہ الخ ابایعک کا متعلق اور اسکا صلہ نہین ہے۔ اسکا صلہ تعلق علی الخلافۃ او علی الامارۃ ہے اور یہ لفظ علی سنت رسول اللہ الخ کا کوئی محذوف کے

متعلق ہوکر اِس متعلق محذوف کی صفت یا حال ہے۔ تقدیر عبارت یون ہو
ابایعک علی الخلافۃ علی سنت اللہ وسنت رسولہ الخ جسکے معنے یہہ ہین
کہ مین آپکی خلافت پر بعیت کرتا ہون جو خدا کے حکم اور آنحضرت اور اون کے
خلفاء کے طریق کے موافق ہے۔

اس حذف و تقدیر پر اگر وہ ہمسے کوئی **قرینہ یا دلیل** پوچھین تو اس سے بڑہکر
کیا قرینہ و دلیل بکار ہے کہ اِس بعت مین اور بعیت صدیقی مین اول سے آخر تک
اسی خلافت و امارت کا جہگڑا ہے اسیکا انصار کو دعوے تھا اور اسی کی نسبت
اُنہون نے یہ کہا تھا منا امیر و منکم امیر اسی کی خصوصیت کا قریش سے صدیق اکبر کو
دعوے اور انصار کے لئے اسکی تجویز سے انکار تھا۔ اسی سے حضرت علی مرتضیٰ
چھ مہینہ تک مختلف رہی۔ اسیکی جناب ممدوح حضرت عثمانؓ کے وقت طالب تہے۔
اسی کے سعد بن ابی وقاص وغیرہ عثمانؓ کے لئے عبدالرحمن بن عوف کے
پاس سفارشی ہوئے اسی سے سعد بن عبادہ ناراض و خفیف ہو گئے آخر
صدیق اکبرؓ و عثمانؓ کے لئے اسکی تسلیم پر اتفاق ہوا پھر اسکے سوا لفظ
ابایع کا متعلق اور بعیت و اقرار کا اصل محل اسحدیث مین اور کونسا عمل دیا امر
ہو سکتا ہے کیا وہان عمل کتاب و سنت یا عمل شرایع اسلام نماز روزہ ادا
کرنے اور یاحی یا قیوم پڑھنے یا شراب و زنا سے بچنے مین کوئی جہگڑا تھا؟
کیا صدیق اکبرؓ یا عثمانؓ کو سنکڑون سے اسی عمل و اتباع کا اقبال کرانیکا مطالبہ
تہا کیا۔ حضرت علی یا انصار کو اسی کی تسلیم سے ایک مدت تک انکار رہا تھا
جسکا آخر صدیق اکبرؓ و حضرت عثمان کے ہاتھ پر انہون نے اقرار کیا۔
جس شخص کو حدیث و عربیت و نحو کی خوشبو نہ آئی ہو وہ بھی یہی سمجھیگا کہ یہہ امر کا
تجویز کرنیگا اور اسحدیث مین علی سنت اللہ و سنت رسولہ کو متعلق او صفت

ابا بیک کا نہ کہیگا اور نہ تمام شرائع اسلام کے تسلیم کو اصل محل عقد بیعت (معقود) قرار دیگا **فریق مثبت** سے تعجب ہے کہ اس **ڈبل اور فاش غلطی** پر وہ فخر اور ناز کرتے ہین اور حصول روشنی کے مدعی ہین - اور اپنے خصم و مقابل (نافی) کو خدا کی طرف سے خالی از نور بتاتے اور آیۃ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور کا مصداق بتاتے ہین -

ایسے طعن اور تشنیعات انکے رسالہ مین انکے مقابل کی نسبت اور بہت ہین جو ہمکو اور ہر منصف ثالث کو بہت ناگوار معلوم ہوتے ہین ایسی باتین اگر فریق نافی (جو انکے زعم مین نور سے خالی ہے) کرتا تو چندان محل تعجب نہوتا صوفیون اور نورانیون سے ایسے کلمات ناخرانہ کا صدور سخت تعجب کا محل ہے ہم ثالث ہین - فقط یقین خصوصاً فریق نافی سے کوئی خاص نسبت و تعلق موافقت یا مخالفت نہین رکھتے - اسلئے ہم ایسی باتون کو نہ صرف آج کسی خاص سبب سے بلکہ پہلے دن سے (جبکہ وہ رسالہ فریق نافی کے جواب مین تیار ہوا اور ہمکو کسی کسی جگہ سے بمقام لودہانہ سنا یا گیا تھا) برا سمجھتے ہین اور نصیحۃً وحسبۃً فریق مثبت کی ان باتون پر نکتہ چینی کرتے ہین وہ یا انکے مقلد اسکو دوستی سمجھین خواہ دشمنی خیال کرین -

اس بحث وبیان سے امید ہے کہ ہر ناکس کو (بشرطیکہ وہ فریق مثبت کا طرفدار یا مقلد نہو) معلوم ہوگا کہ فریق مثبت کی دلیل سے بیعت صدیقی وعثمانی کا عین بیعت توبہ ہونا ثابت نہین ہوتا - رہا بیعت توبہ کا مثل بیعت خلافت ہونا اور ایک شخص افضل سے مخصوص ہونا سو بھی اس دلیل سے ثابت نہین ہوتا - **بیشک** صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان کو اپنے اپنے وقت کے لوگون سے افضل اتقا ہی و

خلافت مین افضل سمجھکر انکو بعیت خلافت کے لئے مخصوص کیا مگر یہ ثابت و متحقق ہو چکا ہے کہ اس بعیت مین بعیت توبہ کا کوئی دخل و تعلق واثر و نام و نشان نہین پایا جاتا اور اگر بعیت توبہ کو بعیت خلافت پر قیاس کیا جاتا ہے اور پیر جی کو امام و خلیفہ وقت کی نظیر سمجھا جاتا ہے تو اولاً یہ امر مسلک فریق مثبت کے مخالف ہے وہ قیاس کو کب مانتے ہین کہ یہان قیاس کرسکین ۔ ثانیاً یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے بعیت توبہ اور بعیت خلافت اور پیر جی اور خلیفہ و امام وقت مین بہت سے وجوہ فارق موجود ہین ۔

(۱) بعیت خلافت مین امام کا قریش سے ہونا شرط ہے حدیث مین صاف آچکا ہے کہ امام (خلیفہ وقت) قریش سے ہو الائمۃ من قریش (صحیحین بالمعنہ) جسکی دستاویز سے حضرت ابوبکرؓ نے انصار کے اس قول کو ایک امیر ہمسے ہو ایک تمسے رد کیا تھا چنانچہ بصفحہ (۸۰) گذرا بخلاف بعیت توبہ کہ اسمین پیر جی کا قریش سے ہونا شرط نہین بلکہ اگر جولاہہ دھنیا تیلی دیندار و پرہیزگار ہو تو اسکے ہاتھ پر بھی بعیت جائز ہے ۔

ہماری اس بات سے خاندانی پیر تو (یقین ہے) بُرا مانینگے اور اسکو اپنی توہین و طعن خیال کرینگے (جسکا ہمارے نیت و کلام مین دخل و شائبہ بھی نہین) مگر فریق مثبت جنسے ہمارا خطاب ہے تو خدا کی لئے انصاف کرین اور ہمکو حلفاً بتاوین کہ کیا وہ دیندار پرہیزگار جولاہے تیلی کے ہاتھ پر بعیت توبہ کو جائز نہین رکھتے اگر جائز رکھتے ہین تو پھر بعیت توبہ کو مثل بعیت خلافت کس منہہ سے اور کس معنے سے کہتے ہین ۔؟

(۲) بیعت خلافت تو (بشرطیکہ امام موجود ہو)* فرض بلکہ جزو ایمان ہے
جسکے شان مین صاف آچکا ہے کہ جسکی گردن مین امام کی بیعت نہو وہ کافر کی
موت مرتا ہے چنانچہ بصفحہ (۱۷) منقول ہوچکا ہے اور بیعت توبہ کو تو یہ لوگ
بظاہر* صرف سنت بتاتے ہین اور قرآن وحدیث مین بھی ہم اسکے وجوب یا شرط
ایمان ہونے پر کوئی دلیل نہین پاتے۔

ہمنے سنا ہے کہ اطراف پنڈی و ملتان و دیرہ جات کے معتقد پیری و
مریدی اسی حدیث کو بیعت توبہ کی دلیل ٹھہراتے ہین اور اسکی دستاویز
سے فرماتے ہین کہ جو کسی کا مرید نہین وہ کفار کی موت مرتا ہے۔ یا وہ
شیطان کا مرید ہے چنانچہ صفحہ (۵ نمبر ۲) مین انکا قول منقول ہوچکا ہے مگر
اس اعتقاد و قول کے ساتھ پھر انکا جولاہون اور تیلیون کے ہاتھ بیعت
کرنا محل تعجب ہے۔ اس امام کے لئے تو قریش سے ہونا ضروری ہے
چنانچہ فارق اول کے بیان گذرا۔ اور پھر انکا ایک وقت مین کئی پیرون
اور کئی خاندانون کو بیعت لینے کے لئے قرناً بعد قرن اور بطناً بعد بطن
اجازت دینا اور سب کو پیر و امام برحق سمجھنا زیادہ تر تعجب کا محل ہے کیونکہ
ایک امام ہوتے دوسرے امام کی تو بیعت کرنی جائز نہین بلکہ موجب قتل ہے
چنانچہ فارق سوم مین اسکا بیان آئیگا۔

(۳) خلیفہ وقت کا روئے زمین کے لئے ایک ہونا ضروری ہے اور جب
ایک خلیفہ کی بیعت خلافت ہو جاوے تو پھر اسکے بعد کسی مسلمان کو کسی دوسرے کی

* شرط موجودگی اسلئے لگائی گئی ہے کہ بحالت عدم موجودگی امام کوئی ترک بیعت خلافت سے گناہگار
نہین ہو سکتا۔ ہم اسمین ایک مستقل فتوے لکھ چکے ہین جو عنقریب درج رسالہ ہوگا۔ وہ حضرات شیعہ کے
جواب مین ہے جو سنیون کو اس فرض کا تارک بتاتے ہین۔

* بظاہر اسلئے کہا گیا ہے۔ کہ ان کے افعال و اقوال ہمنے بحث مین دیکھے ہین۔ اسکے خلاف یا جزو ایمان سمجھنے مردا [illegible]

بیعت جائز نہین ہے اور اگر کوئی دوسرے امام کی بیعت کرے تو وہ باغی ہوتا ہے اور حدیث صحیح مین اسکے قتل کا حکم آچکا ہے - اور یہہ امر

> اذا بویع لخلیفتان فاقتلوا الاخر منہما
> (صحیح مسلم ص۱۲۸)

مشائخ مین آجتک کسی مسلمان نے تجویز نہین کیا سلفاً وخلفاً ایک ہی وقت مین ایک ہی ملک مین متعدد مشائخ طریقت ہوئے اور بلا انکار لوگ ان سب کی (کوئی کیسکی کوئی کیسکی) ہاتھ پر بیعت توبہ کرتے چلے آتے ہین اور اطلاق نصوص کتاب وسنت (جنمین بیعت توبہ کا ذکر ہے) بہی اس امر کا مجوز ہے کہ جس شخص صالح اور جتنے صالحین کے ہاتھ پر جتنے دفعہ کوئی چاہے توبہ کرے صبح کو احمد کے ہاتھ شام کو محمود کے - وعلی ہذا القیاس -

اور غالباً فریق مثبت کا بہی یہ دعوی تو نہو گا (گو انہون نے بن سمجھے بے سوچے افضل العصر کا بولدیا ہے) کہ تمام جہان اور روئے زمین کیلئے ایک ہی پیر کا مخصوص ہونا ضرور ہے اسکے سوائے دوسرے کے ہاتھ پر کوئی بیعت کرے تو وہ واجب القتل ہے اگر ہمارا یہہ نیک گمان انکی نسبت صحیح ہے اور انکا یہہ اعتقاد (جو بیان ہوا ہے) نہین ہی تو پہر وہ کس معنے کر اور کس منہہ سے کہتے ہین کہ بیعت توبہ مثل بیعت خلافت ایک شخص افضل العصر سے مخصوص ہے اور اگر انکا یہی اعتقاد ہے جو ظاہر الفاظ سے مترشح ہوتا ہے تو مین نہین سمجہتا کہ سلف سے خلف تک بجز (آجکل کے عوام اور رسمی دوکانداروں کے) کوئی مسلمان اس اعتقاد مین انکا شریک ہو اور اس اعتقاد کے ساتھ انکو اہل سنت و اہل استقامت کہنا جائز ہو -

میرے بہائی (جو موحدین ومتبعین سنت کہلاتے ہین) آنہ مخالف غلو کو (جبین

یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق (النساء)	ارشاد ہوکہ دین مین زیادتی نکرو اور

م [illegible] (علیہ السلام) [illegible] - [illegible] مسلمان پیرون [illegible] رسالت اور
[illegible] اور اسکو دنیا مین [illegible] - باقی آئندہ

صفحہ ۹ سے لایق ملاحظہ ناظرین اخبار کوہ نور نمبر ۲۴ جلد ۳۳ مطبوعہ ۱۲ جون ۱۸۸۳ء

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر چہارم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ اپریل ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب قیمت: درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للعہ	لے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اضلاع لا پبلک سوسایٹی ہا	عہ	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسط	ے	عہ ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسط جو وسط پیشہ یا ہوا سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی داخل کریں	سے	۱۲
۵	لاہی قیمت	بیوسعت جو وسع پیشہ یا ہواری کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	ثواب آخرت	دعا خیر

(۲) ضمیمہ سالانہ سے علیحدہ نہ ملیگا (۳) خط و کتابت و ارسال زر یکم جولائی ۱۸۸۳ء سے تا اطلاع ثانی لاہور سے ہو رہے عنوان و نشان مندرجہ حاشیہ سے ہونا چاہیے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی صورت ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا

دفعہ دوم

اعلان عام

بعض خریداران اشاعۃ السنۃ سے بعض لوگ ہماری دوستی و رشتہ جتا کر قیمت اشاعۃ السنۃ وصول کر لیتے ہیں اور وہ ہمکو نہیں پہنچاتے اسلیے ہم عام اعلان دیتے ہیں کہ کسیکو (ہمارا بھائی کیوں نہ کہلاوے ہمارا رشتہ یا نام ہو) ہمارا روپیہ نہ دیں براہ راست ہم کو پہنچا دیں۔ جو اسکا خلاف کریگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ دار ہوگا ہم نے سنا ہے کہ بعض لوگ ہماری طرف سے جعلی خط لوگوں کو لکھا کر ہمارے احباب خریداران سالانہ سے روپیہ وصول کرتے ہیں انکی اطلاع و اعلام کے لیے یہ اعلان بارہ جاری ہوا

راقم ابو سعید محمد حسین از لاہور محلہ بیگم شاہی

مطبع مصطفائی لاہور

اشتہار

ہم کو تین استادوں کی ضرورت ہے۔ ایک معلم فارسی و حساب وغیرہ کی جو کم سے کم مڈل کی جماعت کو بخوبی پڑھا سکے اور سرکاری مدارس میں اس جماعت کو پڑھا چکا ہو یا نارمل سکول یا ٹریننگ کالج کی سند امتحان رکھتا ہو۔

اسکو تنخواہ بالفعل دس روپیہ ماہوار ملیگی اور اگر بقدر (اوسط دو گھنٹہ یومیہ) اشاعۃ السنہ کی نقل مسودہ وغیرہ کاموں میں مدد دے گا تو اوسکے عوض میں پانچ روپیہ علاوہ ملینگے

دو استاد کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول کی جو شرح ملا و قطبی سے اوپر کتابیں پڑھا چکے ہوں یا پڑھا سکیں ان دونو صاحبوں کو بالفعل بیس بیس روپیہ ماہوار نقد معہ کھانے کے ملینگے۔ اور اگر کھانا اپنا کھاویں تو پچیس پچیس روپیہ نقد۔ انمیں سے ایک صاحب ہندوستان میں صوبہ بہار کے قریب کام دینگے۔ دوسرے پنجاب میں لہذا مناسب یہ ہے کہ ہندوستان میں کام دینے کے لئے کوئی صاحب ہندوستانی صوبہ بہار یا ممالک مغرب و شمال کے باشندہ ہوں۔ اور پنجاب کے لئے ہندوستانی خواہ پنجابی کوئی صاحب ہوں۔

جو صاحب درخواست کریں وہ اپنی اسانید امتحان یا کارگذاری کے نقول بھی درخواست کے ساتھ بھیجیں۔ اور پہلے صاحب (معلم فارسی) اگر اشاعۃ السنہ کے کام میں مدد دینا چاہیں تو اپنی خوشخطی بھی دکھاویں۔

مژدہ

شائقین دین کو مژدہ ہو کہ اندنوں ایک کتاب ہدایت نصاب بستان العارفین فقیہ ابی اللیث سمرقندی مترجم ہو کر دہلی مطبع فاروقی میں زیر اہتمام میر محمد معظم صاحب

ناک اسطبع طبع ہو رہی اسکا طبع در ترجمہ عالی ہمتی و دریا دلی جناب مستغنی عن الالقاب نواب محمد عنایت خان صاحب بہادر رئیس بالیر کوٹلہ پنجاب سے ہوا ہے۔ جنکی ہمت قلب و توجہ خاطر قدیم سے اشاعت علم کیطرف متوجہ رہی ہے و تالیف کرنے اور اوروں سے تصنیف کرانے کا آپ کو نہایت شوق ہے۔ چنانچہ ناظرین اخبار پر انکی یہہ حالت مخفی نہیں ہے۔ ایکدفعہ مجھے انکی مجلس مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ اپنے انکی مجلس مین (جبتک رہا) مسایل علمیہ کا ذکر و استفسار اور باتون کی نسبت زیادہ پایا۔ یہ امر امراء اہل دول سے نہایت مستغرب و مغتنم ہے خدا تعالے انکے خیالین برکت دے اور اس شوق کو روزافزون کرے۔ اس کتاب کے شائقین کو چاہیئے کہ جناب ممدوح کے حقمین عروج و ترقی دینی و دنیاوی کے لئے دعا کرین۔ اور اس کتاب کی قیمت کا تصفیہ میر معظم مہتمم مطبع سے کرین۔ یا ہم پرچہ آئندہ مین اگر وہ کتاب تمام ہوگئی اس سے اطلاع کرینگے۔

نواب صاحب بھوپال اور انکی بابرکت تالیفات

اس نامور و ہر دلعزیز جامع ریاست دینی و دنیوی نے دین اسلام کے فروع و اصول مین بزبان عربی و فارسی و ہندی اسقدر تصنیفات کی کہ ادق مسایل دین جنپر خواص علماء بہی کم مطلع تھے۔ اب اکثر عوام و اوساط الناس جاننے لگ گئے ہیں۔ ہندوستان و پنجاب بلکہ عرب مین کوئی ایسی جگہہ نہوگی یا کم ہوگی۔ جہان کوئی اہل علم ہو یا علم کا ذکر و اثر ہو اور جناب ممدوح کی کوئی تصنیف وہان نہو۔ اسی نظر سے بعض علماء وقت نے انکو اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے اور انکے حقمین یہ کہا ہے۔

مجدد العلم فی هذا الاوان قد ... رضی انقد الناس من بدع وشرك

اسوقت یہی علم کا مجدد ہے۔ جسنے لوگون کو بدعت و شرک سے چھوڑایا

مشتہر العلم فی بدوٍ وفی حضرٍ　　منفصل لدی الفجار نسفائک

جنگلون اور بستیون مین علم پہیلانے والے فاسقون کا تیر قلم سے خون بہانے والے

مفسر الذکر بالقول المبین فقد　　علا به فوق اعلام ملائک

قرآن کا واضح بیان سے تفسیر کنندہ جسکے سبب وہ بڑے بلند رتبہ والون پر فوقیت لے گیا

ابدی لنا فی تالیف له ظهرت　　مقال لذخاب منها کل افاک

اسنے ہم کو اپنی تصانیف ظاہرہ باہرہ مین ایسی باتین کہول دین جنسے ہر جہوٹا لوٹ مین پڑ

مگر افسوس صد افسوس بعض اشخاص جنکو دین کیطرف توجہ نہین یا یون کہو کہ کم ہے اور کتب و مسایل سے مطلق آشنائی نہین - یا یون کہو کہ نہایت ہی کم ہے - جناب ممدوح کی تصانیف کی قدر نہین کرتے اور وقتاً فوقتاً اپنے پرچے جا نکتہ چینیان کرتے رہتی ہین اندنون ایک کتاب موسوم بہ "اسلام و مسلمانان" کسی صاحب مولوی محمد حسین اغلب موہانی نامی سابق اناجی ایڈیٹر اودہ اخبار نے تالیف کی ہے جسمین انہون نے مسلمانون کے اسباب ترقی و تنزل کی ایسے طور پر تفصیل کی ہے کہ اسکے اکثر مطالب جو بذریعہ اسکے ریویو ۳۲ صفحہ کے ہماری نظر سے گذرے ہین - ہمارا بہی صاد ہے -

اس کتاب مین انہون نے نواب صاحب ممدوح کی تالیفات کا بہی ذکر کیا ہے اور گویا اون تالیفات کو اسباب تنزل حالت اہل اسلام کے اسباب سے شمار کیا ہے اور اون کی اور اونکو مولف کی نسبت بہہ چند نالایم الفاظ تحریر کئے ہین کہ - "یہ ایک اسلام کا عالم غث ریویو اور اخبار بے سود تصنیفات کا مصنف ہوکر مذہبی مباحثہ (موحدون اور حنفیون مین)[*] اوقات ضایع کرتے اور فضول روپیہ صرف کرتے ہین" -

یہ اسکے الفاظ اس کتاب کے ریویو منضمہ جو اخبار کوہ نور نمبر ۴۴ جلدہ ۳۳ مطبوعہ ۲ جون ۱۸۸۴ء

[*] یہ الفاظ جو بریکٹ (خطوط وحدانی) مین ہین غالباً محرر ریویو کی طرف سے بطور تفسیر لکہے گئے ہین - اور اگر یہ مولف کتاب کے الفاظ ہین تو کمال تعجب کے مورد ہین نواب صاحب کی تصانیف مدت العمر مین کوئی کتاب یا مسئلہ ایسا نہین جسکو حنفیہ و موحدین کے مباحثہ سے خاص تعلق ہو جسکو تحفۃ ... [illegible]

ہمنے نقل کیے ہین اصل کتاب کو ہمنے نہین دیکہا خدا جانے اسمین کیا کیا تہا یاد رہتا ہی اور یہاں نکتہ چینیان جناب ممدوح اور اونکی تصانیف کی نسبت مولف کتاب سے صرزد ہوئی ہین کچہ الضبط کتاب مذکور جو اس ریویو مین منقول ہین سراسر غلط ومحض خلاف واقع ہین۔ اور صاف یقین دلاتے ہین کہ جس شخص کی قلم سے یہ الفاظ نکلے ہین اُسنے نواب صاحب کی مصنفات کو خواب مین بہی نہین دیکہا۔

اُن تصانیف پر گمان کرنا - کہ وہ مذہبی مباحثہ حنفیہ وموحدین پر مشتمل ہین صریح خلاف واقع ہے۔ نواب صاحب کی کسی کتاب مین حنفی وشافعی یا وہابی وبدعتی یا شیعہ وسُنی کا مباحثہ پایا نہین جاتا۔ کوئی ہم کو انکی کسی کتاب مین اس قسم کا ایک مباحثہ دکہا دے تو ہم ہماری قدرت کے موافق جو انعام چاہے پاوے۔ کوئی مرد میدان ہے تو آوے۔

نواب صاحب کی کتاب تو درکنار اس قسم کے مباحثے اُنکی زیر حکومت ریاست مین ہونے نہین پاتے کبہی کسینے سنا ہوگا کہ جیسے دہلی مرادآباد بریلی لکہنو بنارس لاہور امرتسر وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ فریدکوٹ وغیرہ بلاد پنجاب وہندوستان مین مذہبی مباحثے حنفیہ واہلحدیث وسنی وشیعہ ووہابی وبدعتی کے ہوئے ہین ویسا مباحثہ کبہی شہر یا ریاست بہوپال مین ہوا ہو یا اس مضمون کا کوئی رسالہ نواب صاحب یا ریاست بہر مین کسی اور کیطرف سے نکلا ہو۔

ہان اوایل عمر مین اور زمانہ طالب العلمی کے قریب نواب صاحب نے* ایک رسالہ مولود مروج کے مقابلہ مین لکہا تہا جسکا نام کلمۃ الحق الصریح فی رد المولد القبیح انہون نے رکہا تہا مگر اسوقت نواب صاحب کو یہ کمال علمی وحکمت عملی حاصل نہ تہا۔ اسوقت انکا خیال وحال وقال اس طرز مخاصمانہ سے ایسا مخالف ہوگیا ہے کہ اس مخاصمانہ رسالہ کو انہون نے اپنی تصنیفات کے عداد سے نکال دیا۔ اور اپنی مصنفات کی فہرست سے خارج کردیا ہی اس سے زیادہ واضح وروشن دلیل باہمی منافرت سے نفرت و

* دیکہو انکی فہرست مولفات جو کتاب منہج الوصول کے ساتہہ ملحق ہے۔ ۱۲

کراہت پر کوئی کھیل دکہا سکتا ہے جو نواب صاحب نے قایم کرد کہائی ہے۔

اس حالت مین نواب صاحب یا اُنکی تصنیفات کو مذہبی مباحثات حنفیہ و اہلحدیث کی طرف منسوب کرنا خلاف واقع نہین تو کیا ہے۔؟

اور ان تصانیف کی نسبت یہ کہنا کہ وہ انبار بے سود ہے یعنی اسکو مسلمانون کی قومی ترقی مین کچھہ دخل نہین ہے سراسر ناواقفی اور کم فہمی پر مبنی ہے۔ یہ بات بجز اس شخص کے جو مذہب کو قومیت کا جزو نہ سمجہتا ہو کوئی نہین کہہ سکتا اور ایسا سمجھنے والا نہ صرف اپنی ناواقفی و لاعلمی معنے قومیت سے ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ اسبات کا بھی اظہار کرتا ہے کہ اسکو قومیت سے تعلق نہین ہے گو وہ قومی ترقی کا زبان سے خواہان ہو۔

جو قومی ترقی کے سچے اور دل سے خواہان ہین وہ خوب جانتے ہین کہ قومیت (نیشنلٹی) کو مذہب اور معاشرت دونو جز سے ایسا تعلق ہے کہ ان مین ایک جز و بھی فوت ہو تو پھر وہان اطلاق لفظ قومیت کا محال ہو خواہ ان دونو جز کو کوئی اپسمین ایک سمجہے یا لازم و ملزوم خیال کرے چنانچہ پرانی مسلمانونکا خیال ہے اور وہ اشاعۃ السنۃ جلد دوم و سوم و چہارم کے متعدد پرچون مین مفصل و مدلل بیان ہوچکا ہے۔ خواہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ سمجہے جیساکہ نیو فیشن کے مہذب مسلمانون کا خیال ہے اور وہ تہذیب الاخلاق کے پرچہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ مین بیان ہوا ہے۔

ان دو باہم مختلف خیالون کی اتفاقی شہادت سے قومی ترقی کا اطلاق امر ترقی دنیاوی پر ہوسکتا ہے اور ہونا چاہئے جسمین دنیاوی ترقی کے ساتھہ مذہبی ترقی بھی ہوئی ہو اور کم سے کم یہ کہ مذہب مین تنزل اور نقصان تو نہوا ہو۔ دیکھو اگر کوئی ہندو قوم یا شخص مسلمان ہوکر دنیاوی ترقی کرے بر سٹر ایٹ لا ہو جاوے یا ہائی کورٹ کا جج بن جاوے تو اسکو کوئی عاقل یہہ نہین کہہ سکتا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی

اسکو یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت سے خارج ہوکر دوسری قوم کو ترقی دی اگر ایسا ہی اگر کوئی عیسائی (قوم یا شخص) مسلمان ہوکر یا مسلمان (قوم یا شخص) عیسائی بن کر دنیاوی ترقی کرے تو اسکو کوئی عاقل نہ کہیگا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت کو نقصان وتنزل میں پہنچاکر غیر قوم کو ترقی دے ہمارے اس روشن دلیل کو کوئی نہ سمجھے اور سمجھ بوجھکر نمانے تو اسوقت کے نئے فیشن کے ترقی خواہان (جنکی قومی ترقی کو ہی اسوقت اکثر لوگ مانتے ہین) کی اسپر شہادت سن لے۔

آنریبل سید احمد خان بہادر سی آیس آئی نے بھی ہمارے بیان کے قریب قریب ہی کہاہے اور پرچہ تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الاولی ۱۲۹۷ھ مین اپنے ناصح مشفق یا معترض کے اس سوال کہ اگر آپ کو ترقی قومی کا دعوے تہا تو آپنے اون مذہبی مسایل کو جنکو ترقی قومی مین کچہہ دخل نہین (جیسے جن وملایکہ یا آسمانون کا وجود) کیون چہیڑا صرف اشاعت مضامین ترقی تجارت حرفت وصناعت پر اکتفا کیا ہوتا کے جواب مین فرمایا ہے کہ قومی ترقی تب ہی ممکن و متصور ہے جبکہ ترقی معاشرت کے ساتہہ مذہب بہی باقی رہے ورنہ بصورت نقصان وتنزل مذہب ترقی معاشرت کو ترقی قومی نہین کہا جاسکتا۔ اور اون مسایل کا جنسے ہمنے تعرض کیاہے ایسا حال ہے کہ اگر ہم اُنسے تعرض نکرین اور اُنکی اصل حقیقت بیان کرکے اُنکی حمایت نکرین تو علوم مغربیہ یورپ سے اون مسایل کو نقصان وصدمہ پہنچے اور مسلمانون کے اعتقاد دین اسلام کی طرف سے شک وتردد پیدا ہو اسلئے ہمنے اون مسایل کی حقیقت کو ایسے طور پر بیان کیاہے کہ انکیطرف علوم مغربیہ کے ضرر وصدمہ کو راستہ نملے اور مسلمانون کے عقاید مذہبی مین فرق نہ آوے — جو ترقی قومی کا مانع ہے۔ یہ ہمنے **خلاصہ کلام** جناب معہ شرح بیان کیاہے اور **اصل کلام**

بقدر ضرورت ذیل مین بضمن حاشیہ* نقل کردیا ہے - طالب تفصیل کلام اصل پرچہ تہذیب الاخلاق کیطرف مراجعت کرے -

ہر چند آنریبل صاحب سے اس عمدہ اصول پہ عمل نہین ہوا - اور نہ اس وعدہ کا ایفا ہوا ہے انہون نے اسلام کے مسایل مذہبی مین ایسے طور پر دست اندازی کی ہے کہ اس سے دم نقد بصورت اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور بعض ایسے مسایل (جیسے وجود ملائکہ) مین دست اندازی کی ہے جنکو قیامت تک کسی علم مشرقی یا مغربی منطق یا فلاسفے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ تہا - آنریبل صاحب نے قبل از مرگ واویلا شروع کردیا یا آپ نبیہ موزہ از پا کشیدہ پہ عمل کیا اور ان مسایل مین بے جا تعرض کرکے دم نقد اسلام کو نقصان پہنچایا اسکی تفصیل معہ دلیل اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۸ مین ہو چکی ہے - ولیکن اس مقام مین ہم کو انکی عدم تعمیل و کارگذاری سے بحث نہین ہے یہ جو اصول انہون نے بیان کیا ہے وہ ہمارے بیان کا سراسر مصدق ہے - انتہی

دور کیون جائین اپنے ہی مخاطب نکتہ چین مولف کتاب مسلمانان کی کلام کیون نہ دیکہین - انہون نے خود ترقی کرنی والی اقوام یوروپ کے پیروی کو صرف معاشرت سے مخصوص اور اسمین منحصر کر دیا ہے اور مذہبی تقلید کو اس سے مستثنے فرمایا ہے - چنانچہ اخبار کوہ صفحہ ۱۹۸ کالم ۲ سطر ۲۱ مین

---

*وہ یہ ہے اگرچہ ہمکو ہمارے احباب معترض یا ہمارے مخالف ہم کو کافر و مرتد و بد دین و کرسٹان سمجہتے ہون لیکن مین اپنے تئین نہایت پکا مسلمان سمجہتا ہون - یہہ بہی میرا خیال ہے کہ مسلمانون مین جو قوم کا اطلاق کیا جاتا ہے وہ ملک یا نسل کے لحاظ سے نہین کیا جاتا بلکہ صرف مذہب کے سبب سے کیا جاتا ہے اور اسلئے کسی ملک و نسل کا آدمی ہو جب وہ مسلمان ہے تو ایک قوم ہے پس جب ہم قوم مسلمان کی ترقی اور بہبود و فلاح چاہتے ہین تو ہمپر فرض ہے کہ ہم اسمین بہی کوشش کرین وہ لوگ مسلمان رہین کیونکہ اگر مسلمان ہی نہین اور ترقی کرین تو وہ ترقی ہماری قوم کی ترقی نہو گی - انتہا (تہذیب الاخلاق جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۰ھ)

راقم ریویو نے الکلام نقل کیا ہے جسکا ٹہیک مطلب یہ ہے کہ مذہب میں پیروی اقوام یوروپ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے مذہب کو نقصان پہنچتا ہے۔ جو ترقی قومی کے منافی ہے۔ معلوم نہیں مولوی صاحب نے یہ بات کہکر دہ بات کیونکر لکہی یہ بات بہول گئے یا وہ بے سوچے قلم سے نکل گئی۔ اور بشہادت اس بیان با برہان اور باعتراف قومی ترقی خود انکے بلکہ نکتہ چینان تصانیف نواب صاحب عالیشان یہ امر ثابت و محقق ہے کہ مذہبی ترقی ہی قومی ترقی کا جزو ہے۔ اور قومی ترقی بدون ترقی مذہبی ناممکن و نامتصور ہے تو پہر اگر نواب صاحب ممدوح نے اپنی تصانیف میں علم مذہب کو ترقی دی۔ اور مذہبی مسائل کی حفاظت و اشاعت کی تو انکی تصانیف انبار سے سوختنی کیونکر صحیح ہے اور انکو ترقی قومی اہل اسلام سے خارج و بے دخل ٹہرایا گیا بلکہ کہنا ہے کہ مولوی صاحب انکی نسبت ایسے الفاظ ناملایم فرماتے ہیں۔

اب رہا یہ امر کہ تصانیف نواب صاحب نے مذہبی ترقی کی ہے یا نہیں اور ان تصانیف سے مذہبی مسایل کی حفاظت و اشاعت ہوئی یا نہیں جبکہ انسے پہلے دینی تصانیف علما سلف و خلف سے مذہبی ترقی و اشاعت ہوئی ہے۔ اسکا تصفیہ ہم عموماً ناظرین اور خصوصاً نکتہ چین پہ چہوڑتے۔ اور منجملہ تصانیف نواب صاحب دس بیس کتابوں کا نام ایک نقشہ کے ضمن میں بتا دیتے ناظرین و حضرات نکتہ چین راے خدا دو چار برس لگا کر ان کتابوں کا مطالعہ کر کے خود ہی ہم کو بتا دیتے کہ ان کتابوں میں حمایت اشاعت و ترقی دین پائی جاتی ہے یا نہیں اور اسکا نفع دین میں اون کتب مذہبیہ سے جو ان سے پہلے تصنیف ہو چکی کچہ کم ہے یا انسے زیادہ؟

اغلب صاحب موصوف نے مذہبی تقلید کو اس سے مستثنے کر دیا ہے صرف معاشرت کی پیروی کو انسب بتایا ہے۔ دیکہو نور جلد ۵ صفحہ ۶۹۸

نقشہ بعض مولفات نواب صاحب بھوپال سلمہ اللہ بالتوفیق الی الاقبال

نمبر	نام کتب	علم	زبان	کیفیت
۱	فتح البیان فی مقاصد القرآن	تفسیر	عربی	چار مجلد میں ہے کہ ہر ایک اسمین سے تقریباً ہزار ہزار صفحہ میں ہے صحت و سند میں سابقہ سب تفسیروں سے فایق ہے۔
۲	عون الباری شرح تجرید مختصر بخاری	حدیث	"	۸ مجلد میں ہے اکثر پانچ پانچ سو صفحہ میں ہے اسمین مقاصد صحیح بخاری کو جو قرآن کے دوسرے درجہ میں ہے حل کیا ہے۔
"	مسک الختام شرح بلوغ المرام	"	فارسی	گیارہ سو صفحہ میں ہے اسمین احادیث و مسایل فقہیہ کی عمدہ تحقیق ہے۔
۴	اکسیر فی اصول التفسیر	تفسیر	"	۱۲۰ صفحہ میں ہے اسمین مسایل تفسیر القرآن فوز الکبیر وغیرہ مولفات سلف و خلف کو عمدگی سے جمع کیا ہے۔
۵	منہج الوصول	اصول حدیث	"	۲۴۳ صفحہ میں ہے یہ کتاب اصول حدیث میں جامع کتاب ہے۔
۶	ہدایت السایل	فقہ حدیث	"	۲۴۴ صفحہ میں ہے اسمین ادق و معرکۃ الآرا مسایل فقہیہ کو بطور سوال و جواب بیان کیا ہے
۷	اتحاف النبلاء	تاریخ	"	۴۴۴ صفحہ میں ہے اسمین ائمہ محدثین و فقہا کے تاریخی حالات اور انکے مصنفات کو بیان کیا ہے
۸	افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ	اصول تفسیر	"	۴۸ صفحہ میں ہے اسمین تمام ناسخ و منسوخ آیات متعارضہ کو ایسی طرح پر ذکر کیا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ میں جمع کیا ہے
۹	حصول المامول	اصول فقہ	عربی	۴۰ صفحہ میں ہے اسمین اصول فقہ کے مسایل کثرت سے وارد کیے ہیں

نمبر	نام کتاب	علم	زبان	کیفیت
۱۰	روضہ ندیہ	فقہ حدیث	رر	۲۳۳ صفحہ مین ہی اسمین اون مسایل فقہیہ کو جو ظاہر حدیث کے موافق ہین معہ بیان اختلاف مذاہب مدلل کیا ہی۔
۱۱	حجج الکرامۃ	تاریخ	فارسی	۰۰ھ صفحہ مین ہی اسمین تاریخ کے علاوہ مسایل دینی بہی کثرت سی ہین۔
۱۲	ظفر اللاضی	فقہ	عربی	۱۲۰ صفحہ مین ہی اسمین ان احکام اسلام کا بیان ہی جنکی رعایت قاضیون پر واجب ہے۔
۱۳	ذخر المحتی	فقہ	عربی	۱۱۰ صفحہ مین ہی اسمین مفتیون کی لئے واجب الرعایت احکام اسلام بیان ہین
۱۴	لقطۃ العجلان	تاریخ	عربی	۱۱۰ مین ہی اسمین تاریخی حالات کے علاوہ مسایل اسلامی کثرت سے ہین۔
۱۵	فتح المغیث	فقہ حدیث	اردو	اسمین اون مسایل فقہیہ کا بیان ہی جو حدیث سی ثابت ہین۔
۱۶	ریاض المرتاض	سلوک و تصوف قدیم	فارسی	۲۴۸ صفحہ مین ہی اسمین وہ سلوک بیان ہوا ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہے۔
۱۷	رحلۃ الصدیق	فقہ	عربی	۹۲ صفحہ مین ہی اسمین مسایل حج وعمرہ بیان ہوئے ہین۔
۱۸	موائد العوائد	حدیث	فارسی	۲۵۴ صفحہ مین ہی اسمین مختلف مضامین کے احادیث کو بحذف اسناد وارد کیا ہی۔
۱۹	جنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ	اصول فقہ	عربی	۱۰۸ صفحہ مین ہی اسمین اتباع سنت وتقلید کے مسایل کو بلا خطاب خاص کسی شخص یا فرقہ کے بیان کیا ہی۔
۲۰	شرح الاعتقاد الصحیح	عقائد	عربی	۲۷ صفحہ اسمین اہل سنت کے عقاید قدیمہ کا بیان ہی۔

اس قسم کی اور ان مضامین کی کتابین مولفہ نواب صاحب اور بہت ہین جنکی تعداد ہمارے علم مین سو کے قریب ہے حضرات نکتہ چین ایمان وانصاف کو پیش نظر رکہکر کہین کہ کیا یہ کتابین

بیسود ہیں اور اہل اسلام کا انہیں دینی فایدہ نہیں ہے۔ ایسا کہیں تو براہ مہربانی یہ بھی ہم کو بتاویں کہ انکے مقابلہ میں اور کون سی کتابیں سود مند ہیں جنسے مسلمانوں کو دینی فائیدہ ہوا انسے کتب مولفہ نواب صاحب کا موازنہ و مقابلہ کیا جاویگا۔ اور عام مسلمانوں کو انکے مقابلہ میں انکا مفید و غیر مفید ہونے کا بتایا جاویگا۔

بالجملہ جو کچھ مولانا صاحب نے نواب صاحب کی تالیفات کی نسبت کہا ہے اسکو صحت و نفس الامر سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے ہم امید کرتے ہیں کہ مولانا صاحب اس اپنی راے کو واپس کرینگے بجرأت و حق پرستی حاصل ہو تو اسپر نظر ثانی تو ضرور کرینگے

(باقی آیندہ)

ریویو
ترجمان وہابیہ
پر

یہ کتاب بفصاحت نصاب نواب صاحب بہوپال کی تصنیف ہے اسمین نواب صاحب ممدوح نے زمرۂ اہلحدیث رعایا گورنمنٹ انگلشیہ سے جو وہابیت سے متہم ہیں کمال ہمدردی کی ہے اور یہ بات ثابت کردی ہے کہ اہلحدیث ہندوستانی نہ مذہبی اور لغوی معنے وہابیت (عبدالوہاب نجدی کا دین میں پیرو ہونا) اپنر صادق آتے ہیں۔ اور نہ پولیٹکل معنے (سرکار انگلشیہ کا باغی ہونا) انمین پائے جاتے ہیں — مذہب مین تو وہ کتاب و سنت کے پیرو اور اسکی طرف منسوب ہیں جہاں سب مذاہب کا سلسلہ منتہی ہوتا ہے

اطاعت و عدم بغاوت سلطنت میں وہ ایسے سچے و ثابت قدم ہیں کہ مسلمانوں بلکہ کسی مذہب میں کوئی فرقہ یا شخص اس اطاعت میں انکے برابر نہیں۔ کیا معنی وہ لوگ بغاوت گورنمنٹ جسکے ظل حکومت میں با امن اوقات بسر کرتے ہوں بحکم

نصوص قرآن وحدیث حرام جانتے ہین اور اس اعتقاد کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتے ہین
اور یہ بات اُنکے سوائے کسی فرقہ اسلامی یا غیر اسلامی مین پائی نہین جاتی ہے۔ گو بغاوت
گورنمنٹ سب کے نزدیک جرم وناجایز امر ہے۔ ان لوگون کو وہابی (بمعنے لغوی و
مذہبی خواہ بمعنے پولیٹکل وسرکاری) کہنا اون ہی لوگونکا کام ہے جنکو خود اصل
مذہب (کتاب وسنت) کی پابندی اور سلطنت کی خیرخواہی حاصل نہین ہی۔
اس کتاب مین ایک دیباچہ ایک مقدمہ چند فصول اور ایک خاتمہ ہے ہم
اسکے دیباچہ کو اسمقام مین بعینہٖ نقل کرتا اور باقی کا ماحصل بیان کرتا اس غرض
سے مناسب جانتے ہین کہ اس کتاب کی خوبی بحکم مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ
عطار بگوید۔ خود اسی سے ظاہر ہو۔ جناب ممدوح شروع دیباچہ مین فرماتے ہین۔

خدا کا نام ہی نام خدا کیا راحت جان ہے | عصائے پیر ہے تیغ جوان ہی حرز طفلان ہے
ہوائے نعت آنحضرت دل بیتاب الفت میں | چراغ معرفت ہی چشم جان ہی جان ایمان ہے
رسول ہاشمی کے گیسوئے مشکین پہ قربان ہو | کہ صبح فیض اس شام ہدایت سے نمایان ہی
مسلمانان کی نظر مین دفتر سنت کا ہر نقطہ | دل دانش ہی نجم سعد ہی مہر سلیمان ہی
محبت آل و اصحاب نبی کی کیون نہ ہو دلمین | ہر ایک مہر ہدی ہی ماہ دین ہی نور عرفان ہی
نجات ابرار کی روز قیامت عدل سے ہوگی | گنہگاری ہماری سطح بخشش کا سامان ہی

گدائی کوچہ رحمت فدائے شاہ سنت
تابندہ امیر الملک صدیق الحسن خان ہے

سنو صاحب مجھکو کچھ ضرورت اس امر کی نہ تھی کہ مین یہ رسالہ لکھون اسلیے کہ جو بحث
مذہبی مسلمانان ہند مین ایک مدت دراز سے باہت۔ اور سمہ مذہب وہابی سنی جاتی ہی
اوسکی دھوم وعام خاص لاک میان دو آب ہی مین رہی تھی مگر اوسکا جنوب سے
شمال ہند مین پایا جانا کیا خصوصاً پاس ساتھا ہندوستان فی مین کہ اہل پاست

ہمیشہ ایسے حالات سے ابتک غافل و ناآگاہ ہین لیکن چند روز سے کہ ایک ملک کے
آدمی اچھے بُرے دور دور سے دوسرے ملک مین آنے لگے تو وہ کاریگری اونکی
کچھ کچھ اسجگہہ بہی ظاہر ہونے لگی اور نئی نئی بول چال سے تان تانع لقب مذہبی بناکر
جس سیدہی سادہے مسلمان کو چاہا ڈرا دہمکا کر اپنے مطلب کے واسطے بدنام کرنے
لگے **بھوپال** کی رعیت اکثر ہندو ہے تھوڑے مسلمان جو شہر مین رہتے ہین
دیسی ہون یا پردیسی اونمین اُن پڑہے بہت زیادہ پڑہے بہت کم ہین وہ ناسی
کی شدبد نوکری چاکری کے نئے جانتے ہین مذہبی بحث سے غافل و جاہل ہین چنانچہ
یہی حال ہے کہ کبھی مباحثہ مذہبی تقریراً تحریراً اس جگہہ نہین ہوا اور نہ کبھی کوئی کتاب
یا رسالہ کسی شخص نے کسی مذہب کے رد مین لکہا کوئی مذہب کیون نہو فرمانروایان
بہوپال کو ہمیشہ آزادگی مذاہب مین کوشش رہی جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا
ہے جیسے ابدین خود موسے بدین خود لیکن چند سال سے بعض نو دولتان بداندیش
متوسل ریاست نے جنکو خاص میرے سبب سے کسیقدر رواج و عروج حاصل ہوا ہے
اور محسن کشی اونکا پیشہ آبائی ہے بقول اسکے ـ

شور بختان بآرزو خواہند　　　مقبلان راز وال دولت وجاہ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مخبری وہابیت نسبت ریاست بڑے زور و شور سے کرکے حکام بالا دست کا
ناخوش کرنا مجھسے اپنی مطلب برآری کو چاہا چنانچہ ہنوز اسی خیال باطل مین
دیوانے ہو رہے ہین اور جا بجا عرضی فرضی بذریعہ ڈاک نام بھیجتے رہتے ہین
اور طرح طرح کے مضامین نئے نئے قالب مین تراشے جاتے ہین۔ یہ ساری ہتو
حق اسلئے ہے کہ مجھکو کوئی نقصان کسیطرف سے جسطرح ہو سکے پہونچے لیکن جو
سچا ہے اوسکو خدا ہر بلا سے بچاتا ہے اور جھوٹا اپنی سزا و جزا کو یہان وہان پہونچتا ہے

پس جب مینے دیکھا کہ یہ طوفان بے تمیزی طغیانی پر ہے اور بلاد ہندوستان کا احوال
جو سنا جاتا تھا تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب ہیچ کے فقرے ہین - دولت عالیہ
برٹش نے اس معاملہ مین قدیماً و حدیثاً ہر جگہہ انصاف پر نظر رکھی ہے کسیجگہہ مجرد تہمت
وافترا پر کارروائی خلاف واقع نہین فرمائی بلکہ اشتہار آزادی جاری کئے اور سوائی
باغیان دولت انگلشیہ کے فقط مذہب زید وعمر پر کبھی مواخذہ نہین کیا اور لایق
حال ہر سلطنت کے بھی یہی ہے کہ جس کسی سے کسیجگہہ کوئی فتنہ اوٹھے اور اوسکے
نزدیک اسباب بغاوت پائے جاوین اور اوسکی کوشش فساد مین ملاحظہ ہو خواہ
وہ وہابی عرفی ہو یا نہو اوس سے ضرور باز پرس کیجاوے اور جسکو دشمن اوسکے نجدی
مشرب یا وہابی مذہب یا لا مذہب یا اور کچھہ ٹہرادین اور وہ اس سے غافل اور بعید
ہو اور اس سے بجز خیر خواہی کوئی امر بد اندیشی و مخالفت کا کبھی پایا گیا ہو وہ بیشک ہوا خواہ
دوستی دوست ہے کیونکہ سب اہل تجربہ دیکھتے ہین کہ جب کوئی دشمن کسی شخص یا قوم
کا ہوتا ہے اور کوئی قابو اوسکا اپنے مخالف پر نہین چلتا تو وہ اوسکو پردہ تہمت
وہابیت وغیرہ مین دشمن گورنمنٹ ظاہر کرکے نقصان پہونچانا چاہتا ہے - پہر کبھی اس
بہید سے بوجہ نا واقفیت لبعض حکام داؤ اوسکا اوس غریب غافل مزاج پر چل
جاتا ہی اور نہ غالباً نزدیک حکام معاملہ فہم کے وہ بہید و کید دشمن کا کہل جاتا ہی
چنانچہ وقت تحقیقات ایسے مقدمات سرکار عالیہ برٹش کو یہ بات بخوبی ثابت
ہو گئی ہے کہ اکثر مدعی کاذب اور مدعا علیہ صادق ہین - ایک معاملہ اسی قسم کا
حال مین سنا گیا تھا کہ جسکی تصدیق پہر اخبار پانیر سے بخوبی ہو گئی پرچہ ہشتم
جنوری ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ مین یہ عبارت لکہی گئی -
تجویز ذیل کہ جسکو گورنمنٹ ہند نے دفتر خاص مین جاری کیا ہے وہ بغرض اشتہار
عام لکہی جاتی ہے کیفیات مقدمہ پر غور فرما کر اور نیز استفسار روداد مقدمہ از

گورنمنٹ بنگال و پنجاب و گورنر جنرل باجلاس کونسل مہربانی فرماکر فیصلہ کرتے ہیں کہ کل
وہ وہابیان قیدی جنکی نسبت حکم سزائے حبس دوام بعبور دریائے شور قرار دیا گیا تھا
اور جرم انکا مدد جنگ بمقابلہ گورنمنٹ سمجھا گیا تھا اور جنکی میعاد اب تک باقی ہے اب وہ
قید سے رہا کئے جاتے ہیں اور ان سبکو واپسی وطن اجازت دیجاتی ہے الخ فقط
پھر دوسرے پرچہ پاینر مطبوعہ یازدہم جنوری ۱۸۸۳ء میں یہ لکھا ہے کہ تجویز جدید
جو رہائی قیدیان وہابی کی ہے اوسپر اخبار ہندو پیٹریٹ نے یہ رائے اپنی بیان
کی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے عمدہ مہربانی کے کام سے شروع سال کو ابتدا کیا ہے
چنانچہ اس سے نہ صرف مسلمانان ہند نے خوشی کے ساتھ تجویز گورنمنٹ کو قبول
کیا ہے بلکہ عامہ اہل سکنہ ہند نے گورنمنٹ کے اس کام پر خوشی ظاہر کی ہے اس
کارروائی گورنمنٹ سے ظاہر ہے کہ ہند کی حکومت نہ فقط اچھی حکمرانی کو ظاہر کرتی ہے
بلکہ موقع وقت کے ساتھ کام کرتی ہے اور اس سے پیشتر جسکو تھوڑا زمانہ ہوا ہے
جبکہ جنگ مصر پیش تھی اوسوقت بذریعہ تار برقی لندن معلوم ہوا تھا کہ جناب لارڈ نارتھ
بروک صاحب بہادر گورنر جنرل سابق ہند نے نسبت جملہ مسلمانان ہند کے خیرخواہ
ہونا سلطنت برٹش کا ظاہر کیا ہے چنانچہ پاینر مطبوعہ شانزدہم اکتوبر ۱۸۸۲ء میں بابت
اسپیچ یعنے تقریر انتظام ملکی جناب موصوف کے جو لندن سے ذریعہ تار برقی ۱۲ اکتوبر
کو پہونچے تھے یہ عبارت درج کی ہے۔
کل روز لارڈ نارتھ بروک نے بمقام لورپول بڑی خوشی سے تقریر ذیل کو بیان کرکے
ظاہر کیا کہ۔
ہندوستان کے عامہ مسلمانون نے جو دلی خیرخواہی نسبت انگریزی کارروائی کے
بمقدمہ جنگ مصر ظاہر کی ہے یہہ بڑی دلیل ہے کہ کل مسلمانان ہند دلی خیرخواہ
گورنمنٹ انگریزی کے ہیں۔ اب اس سے زیادہ کسکی گواہی ہوگی اسبات پر کہ ہند

(باقی آئندہ)

بقیہ پیری و مریدی

نوٹ۔ قبل اسکے کہ مین اس مضمونکا بقیہ سپرد قلم کرون اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہون کہ جو کچھ مین آیندہ اس مضمون مین تحریر کرونگا وہ کسی فریق (نافی یا مثبت) کے (جنسے میرا پہلے سے خطاب تہا) خطاب و جواب مین نہوگا۔ بلکہ وہ مستقل مضمون ہوگا جسمین فرضی سوالات کا جواب ہوگا اور سایل بہی کوئی شخص فرض قرار دیا جاویگا۔

پچھلے مخاطبین سے قطع خطاب کی وجہ یہ ہے کہ جس غرض سے اون لوگونکو مخاطب کیا گیا تہا وہ غرض حاصل ہوگئی ہے لہذا اب اونکے خطاب و جواب کی حاجت نہین رہی **وہ غرض** یہ تہی کہ فریقین مسئلہ بیعت مین افراط و تفریط چھوڑ دین اور حق متوسط کو مان لین **فریق نافی** تفریط نکرے اور تخفیف و بلحاظ اون مفاسد کے جو بیعت مروجہ زمانہ حال مین پائے جاتے ہین اصل سنت بیعت سے انکاری نہو۔ اور فریق مثبت افراط نکرے۔ اور اصل بیعت کو مرتبہ سنت سے نہ بڑہاوے اور اوسکو آسمان پر نہ چڑہاوے اور اسمین وہ ان خصوصیات رسمیہ کو جنکا بیان نمبر سابق مین (صفحہ ۱۱) وغیرہ ہوچکا ہے نہ لگادے سو بحمد اللہ پچھلے دو نمبرون کی اشاعت سے حاصل ہوگئی ہے فریق نافی نے تو صاف مان لیا اور یہ کہدیا ہے کہ اس باب مین جو کچہ آپنے لکہا ہے ہم کو منظور ہے اور فریق مثبت نے بہی مضمون نمبر دوم کے اکثر مطالب سے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے اور جو اسکے بعض مطالب مین انکو اختلاف رہا ہے اوسکو اونہون نے غیر ضروری اللحاظ و غیر مضر قرار دیا ہے اور مضمون نمبر سوم مین جن زیادتیون کو ہمنے انکے کلام کا منطوق یا مفہوم قرار دیا تہا اور اوسکی تائید مین بعض واقعات کو پیش کیا تہا ان زیادتیون سے انہون نے انکار کیا ہے اور انکار مین اسبات کا اقرار ہے کہ ان زیادتیون کو ہم (یعنے وہ لوگ) پسند نہین کرتے اور جو مسائل مدلل ان زیادتیون کے رد و جواب مین اشاعۃ السنۃ مین مذکور ہین

ان سے وہ بدل متفق ہین۔

ہم اس مقام مین دونون فریق کی تحریرات کو بالفاظہا بحذف زواید خارج از مطلب نقل کرتے ہین بعد اسکے ناظرین کو اپنی غرض کے حصول کا یقین دلاتے ہین لہٰذا ایک معزز مولویصاحب نے جو سرگروہ فریق ثانی کے شاگرد و خواص مجلس سے ہین۔ اور ہمارے بھی دلی دوست خط ذیل لکھا۔ مکرمنا مولویصاحب

السلام علیکم۔ آپکا محاکمہ درباب اختلاف مسئلہ بیعت فریق ثانی کو بمدت منظور ہے یعنی بہنی الانصاف پر ہے خداوند تعالے آپ کی قلم کو زیادہ تر جولانی دے۔ از طرف مولوی غلام علی صاحب بعد شکریہ السلام علیکم۔ ۸ جون ۱۸۸۳ء راقم بہادر علی عفی عنہ

تسپر خاکسار نے مولویصاحب سرگروہ فریق ثانی سے بذریعہ خاص مراسلت بوساطت اپنے برادر کلانی شیخ محمد علیصاحب یہ امر دریافت کیا کہ مولوی بہادر علی خانصاحب نے جو لکھا ہے وہ واقعی آپکی رائے کے موافق ہے۔ اور اب آپ اصل بیعت کا مسنون ہونا تسلیم کرتے ہین۔ اور اسمین دعوی نسخ یا خصوصیت نہین کرتے؟ اسکے جواب مین مولویصاحب موصوف نے یہ رقعہ خاص اپنی قلم سے ارقام فرماکر ارسال فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف برادر دینی مولوی محمد حسین صاحب السلام علیکم۔ اما بعد نوازشنامہ آنصاحب بدست شیخ محمد علیصاحب رسیدہ موجب مفاخرت شد این فقیر بسبب بیماری لاحقہ از طرف مقابل ہرکس برطرف شدہ است و ترک گفتگو مسایل حتی الوسع کردہ پرچہ اشاعۃ السنۃ از مولوی بہادر علی صاحب شنیدہ روبروے ایشان پسندیدہ بکلمہ خورسندی بزبان بے اختیار جاری شدند پس این حقیر از تحقیق حقیق آنصاحب خورسند است و بحق ایشان دعا خیر میکنند + الراقم ابو عبد اللہ قصوری

ان مولویصاحب کا جو سالہا سال سے سنیت اصل بیعت سے انکاری تھے اور اسمین نسخ و خصوصیت کے مدعی تھے تحقیق محاکمہ اشاعۃ السنۃ کو پسند کرنا

اور اصل سنت بیعت کو (بخلاف زوائد رسمیہ) مان لینا مولویصاحب کی عالی ہمتی و نیک نیتی کا ثبوت ہے اور کمال شکر گذاری کا محل ہے۔ ہم تہ دل سے مولویصاحب کے اس رجوع بتحقیق کے شکر گذار ہیں اور مولویصاحب کے لئے دعا خیر کرتے ہیں اور فریق مثبت کی خدمت میں برادرانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ بھی مولویصاحب کی اس عالی ہمتی و نیک نیتی کو مان لیں اور انکی طرف سے کدورت دور کریں اور انکے شکریہ و دعا خیر سے دریغ نہ فرماویں۔

اور فریق مثبت کے ایک سرگروہ مولویصاحب نے جو رسالہ اثبات بیعت کے مصنف اور فریق ثانی کے خصم و مقابل ہیں اپنے دستخطی رقعہ میں لکھا ہے۔

مکرمی مولوی محمد حسین صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پرچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۶ رسید تحقیق پیری و مریدی بفہم قاصر احقر در اکثر جا برنہج صواب افتاد و جزاکم اللہ خیراً در دو سہ موضع قدرے اشتباہ است۔ ما رفع آن اشتباہ چنداں ضروری نمیدانم کہ از لوازم نیست اختلاف جزئی چنداں مضر نیست عبد الجبار عفی عنہ

وہی مولویصاحب اور انکے بڑے بھائی سجادہ نشین نے ایک اور خط جو پانچ صفحہ میں لکھا ہے اور اسمیں ان زیادتیوں سے جو نمبر سوم میں بدست آویز انکے مفہوم یا منطوق کلام اور شہادت بعض واقعات انکے نسبت بیان کیے گئے ہیں انکار کیا ہے چونکہ وہ خط بہت طویل ہے اور بعض امور بحث طلب پر بھی مشتمل ہے اسلئے ہم اسکو تمامہ و بالفاظہ نقل نہیں کر سکتے اسکا ماحصل بقدر ضرورت بیان کرتے ہیں اسمیں وہ لکھتے ہیں کہ ہم بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت نہیں جانتے۔ اور اس بیعت کیلئے تمام عالم کے واسطے ایک شخصکو مخصوص نہیں کرتے۔ بلکہ ایک شہر میں چند اشخاص کا بیعت لینا جایز سمجھتے ہیں۔ اور جو ہمنے اپنے رسالہ کے

صفحہ ۷ مین بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کہا ہے وہ بمقابلہ اس اعتراض منکرین بیعت کے (کہ بیعت توبہ سنت مستفیضہ ہے تو صحابہ آپس مین مانند السلام علیکم ہر ایک دوسرے سے کیون نہین کرتے تھے) کہا ہے جس سے ہمارے مراد یہ ہے کہ یہہ بیعت بعض اشخاص سے مخصوص ہوتی ہے ہر ایک کا کام نہین ہے جیسے نماز پڑہانے کی امامت یا محلہ کی چودہرایت وغیرہ - یہ مراد نہین کہ ایک شخص کے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے دوسرے شخص کے ہاتہہ پر جو اس سے افضل یا اسکی مانند ہو بیعت کرنا جایز نہین - اور اس مضمون کا خط کہ ہمارے بیعت مثل بیعت خلافت ہے ہم مین سے کسی بہائی نے نہین لکہا - کسی مخالف نے بہ سبب عداوت یا کسی دوست نے فرط محبت سے ہمارے بے خبری مین لکہدیا ہو تو اسکا الزام ہمپر نہین ہوسکتا ''

پہر چند عبارات رسالہ فریق مثبت (جو نمبر سابق مین مشغول ہوئے ہین) تاویل والکار کو جگہہ نہین دیتے (چنانچہ ناظرین ان عبارات اور ہماری تقریرات پر مخفی نہین ہے) ولیکن جب حالت مین وہ بیان کرتے ہین کہ ہماری نیت و مراد ان عبارات سے یہ نہین (جو ان عبارات کے ظاہر معنے سے سمجہی جاتی ہے) تو ہم کو اس لفظی بحث سے) کہ تمہارے ظاہری الفاظ مین تاویل والکار کی گنجایش نہین کچہہ کام نہین ہے اور انکی نیت وارادہ کے تصدیق وتسلیم مناسب ہے اس حسن ظنی وتسلیم کو ہمنے پہلے ہی ہاتہہ سے نہین دیا چنانچہ نمبر سابق کے صفحہ (۹۲) میں صاف تجویز کیا ہے کہ ان لوگون نے لفظ افضل العصر محض پیرجی بے سوچے بن سمجہے بولدیا ہے اور اب بہی ہم کو اس حسن ظنی ونیک گمانی سے انکار نہین ہے - ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ ان کا بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کہنا اور بیعت ثانی کو بیعت توبہ قرار دیا اس نیت سے ہوا ہے

نہین ہے کہ بیعت توبہ اسکے نزدیک بیعت خلافت ہے جو بجز ایک شخص کے کسی دوسرے سے جائز نہین اور نہ اونکو اپنی بیعت مین خلافت کا دعوے ہے۔ یہ الفاظ بھی انکی قلم سے بے سوچے بن سمجھے نکل گئے ہین۔ اور یہ بھی جانتے ہین کہ وہ خطوط جنکے اجرا سے ابتک انکو انکار نہین ہے انکی لاعلمی و بے خبری سے جاری ہوئے ہین۔ بالجملہ فریقین کے ان تحریرات و بیانات نے ہم کو انکے مقابلہ سے ڈھیلا اور اسباب سے مستغنی کر دیا ہے کہ ہم آیندہ اونکو مخاطب کرین اور کسی بات مین اس بیعت کے متعلق انکا تعاقب کرین۔

اور اسباب مین آیندہ مستقل پہ بحث کرنے اور فرضی سوالات و مسائل مقرر کرکے جواب دینیکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ اور ہماری دیار مین ان دو فریق بیعت متعین کے سوائے اور بہت لوگ ہین جو ان باتون کے قائل ہین اور ان خصوصیات رسمیہ و زیادتیون کو دین سمجھتے ہین شاید کوئی انہین سے وہی باتین پیش کرے جو بظاہر الفاظ عبارات مذکورہ سے (صحیح یا غلط طور پر) سمجھے جاتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ ان باتونکا جواب دیا جاوے۔ نوٹ ختم ہوا ہے اب اصل مطلب کیطرف رجوع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

اگر کوئی مدعی مشروعیت خصوصیات رسمیہ بیعت یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل العصر بلکہ سید البشر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون سے بیعت تو لیا کرتے اور خود کسیکے ہاتھ بیعت نکرتے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر کا افضل ہونا ضروری و شرط بیعت ہے اور پیر کو پیر ہونے کے بعد دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز نہین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے سے عام پیرون کے افضل ہونے کی ضرورت ثابت نہین ہوتی۔ اور عام پیرونکا قیاس سید البشر پہ قیاس مع الفارق ہے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہی وہ خوب جانتے ہین کہ فاعل یا فعل کی ذاتی خصوصیات بدون قراین و دلایل خارجیہ اسکے متعلق احکام کے شرط یا شطر (جزو) نہین ہوسکتین مدعی افضلیت پیر غور کرین تو سمجہین کہ اس بیعت توبہ کے عام مشروع ہونیکی بنا اسی قاعدہ پر ہے۔

اگر وہ اس قاعدہ کو نہ مانین تو انکا مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر آنحضرت کی ذاتی وصف افضلیت کو لوگون سے بیعت لینے مین دخل ہے تو چاہیے کہ اونکے اور ذاتی اوصاف بھی جیسے آپکا رسول ہونا سید ولد آدم ہونا معصوم ہونا وغیرہ وغیرہ) کو بھی اسمین دخل ہو اور یہہ بیعت آنحضرت سے مخصوص اور آپکا خاصہ ہو کیونکہ یہ صفات آپکے سوائے کسی بشر مین پائی نہین جاتے اور اسکا جواب مدعی افضلیت پیر پہ کچہ نہین دے سکتے

الحق آنحضرت کی کسی ذاتی صفت (افضلیت سیادت رسالت عصمت وغیرہ) کو بجز وصف آپکے متقی ہونیکے اس بیعت مین بطور شرط یا شطر ہونیکے دخل نہین ہے۔

آپکے متقی ہونیکا دخل ہمنے اسلئے مانا اور بدست آویز اسکے مرشد و رہبر کے متقی و پرہیزگار ہونیکی شرط و ضرورت کو اسلئے تسلیم کرلیا ہے کہ فاسق و گمراہ بحکم قرآن لایق پیری فی ارشاد و اقتدا و اتباع نہین ہے چنانچہ نمبر ۲ مین صفحہ ۸ اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس وصف تقوے کے سواے اور کسی صفت حضرت رسالت کو بیعت لینے کی شرط و مناط نہین ٹہرایا جاسکتا اور نہ اس صفت کی شرط ٹہرانے مین پیر جی کا آنحضرت پر قیاس ہوسکتا ہی وہ لوگ سخت غلطی اور اپنے دعوے مین تناقض کرتے ہین جو اس بیعت کو آنحضرت کی صفت رسالت کا خاصہ نہین کہتے و مع ذلک اسکو آپکے افضل ہونے یا صاحب اخلاص و احسان ہونے کا لازمہ بتاتے ہین پہر یا ین خیال کہ ہم ہی افضل و صاحب اخلاص و احسان ہین لوگون سے بیعت لیتے ہین گو موہنہ سے یہ بہی کہتے ہین کہ ہم بیعت لینے کے لایق نہین یہ تو صاحبان اخلاص و احسان کا کام ہے۔ پہر مدعیان افضلیت پیر کا

بس افضلیت سے یہ نتیجہ نکلتا کہ پیرجی بعد انپیری دوسرے کے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے مستغنی ہوجاتے ہین جیسا کہ آنحضرت افضلیت کے سبب اورونکی بیعت کرنے سے مستغنی تھے فارق و رفارق کے ہوتے قیاس ہے۔ وہ لوگ خدا سے ڈرین اور یہ خیال کرین کہ رسول خدا کو تو خدا تعالے نے افضل البشر بنادیا اور تمام مخلوق سے چن لیا تہا انکے مثل یا انسے افضل کوئی نہ تہا اسلئے اونہون نے دوسرے کے ہاتہہ بیعت نکی پیرجی کو کسنے افضل الخلایق بنادیا جسکے سبب اونکو دوسرے کے ہاتہہ بیعت توبہ کی حاجت نہ ہی۔

کیا چند مریدون کی کمیٹی کے اتفاق راے سے پیرجی صاحب واقع مین افضل العصر ہوسکتے ہین یا وہ خود اپنے آپ کو افضل العصر[*] خیال کرسکتے ہین کہ وہ اور کسی صالح کے ہاتہہ پر بیعت نکرین۔

بعض مدعیان افضلیت پیر یہ کہے صاحب احسان و عرفان کی ضرورت و اشتراط پر یہ استدلال پیش کرتے ہین کہ انکے ہاتہہ سے ہاتہہ لگانے مین اثر ہوتا ہے پس اگر پیر صاحب احسان و عرفان ہوگا تو اوسکے ہاتہہ مین ہاتہہ دینے سے نور احسان و عرفان حاصل ہوگا۔ ورنہ اثر ظلمت پیدا ہوگا جیسا کہ نو تولد لڑکے کو شیطان کے ہاتہہ لگانے سے اثر ظلمت پیدا ہوتا ہے اور بوقت تولد لڑکا روتا ہے چنانچہ حدیث مین آچکا ہے۔

انکا جواب ہم پہلے بہی دے چکے ہین اور اب دوبارہ دیتے ہین کہ یہ تاثیر لمس و مساس و اثر صحبت نیک و بد اور شے ہے اور بیعت توبہ اور شے ہے۔ یہ اثر مساس و صحبت بدون بیعت بہی ہوسکتا ہے اور بیعت بدون حصول اثر مساس و صحبت بہی ممکن اور معتبر ہے نہ وہ اسکی شرط ہے۔ نہ یہ اسکی شرط۔

صوفیہ کی تجربہ و اصطلاح سے ہم کو اسمقام مین بحث و تعرض نہین (ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو یا غیر صحیح ہو) ہمارا دعوے یہ ہے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت کے رو سے

[*] اگر وہ یہ کہین کہ پیر دستینے پیر کی بیعت کرلیتا ہو تب پیر بنا ہو پہلا او پیر اور ونکی بیعت نہ کرنے اور اپنے آپ کو افضل العصر سمجہنے کا الزام کیونکر صحیح ہے اسکا جواب یہ ہے کہ سر ہو جانے کے بعد تو وہ کسکی بیعت نہین کرتا اور یہ امر وہ خیال نہ وہ ہمارا ہے [illegible]

ان دونون مین ملازمیت ثابت نہین۔
کسی آیہ یا حدیث مین یہ ذکر نہین کہ جس شخص کے ہاتہ پر بیعت تو بہ کوئی کرے۔ اسکا صاحب تاثیر و اہل عرفان و احسان ہونا دیکہہ لے۔ اور نہ یہ ذکر کرے کہ جس صاحب تاثیر و اہل عرفان و احسان کے صحبت و ملازمت کا کوئی طالب ہو پہلے اسکے بیعت کرے اور نہ یہ بیان ہے کہ حصول اخلاص و احسان بدون بیعت ممکن نہین اور نہ یہ بیان ہے کہ بیعت کو حصول اخلاص و احسان لازم ہے۔
ہم کو کوئی اس مضمون کی ایک آیۃ یا ایک حدیث دکہا دے تو ہم اسکے کمال ممنون ہونگے مگر بے سوچے بن سمجہے اس قسم کی آیات وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون، نقل نہ کردے ایسی آیہ یا حدیث کو پیش کرے جسمین بیعت کا ہی ذکر ہے۔
جہانتک ہم کو کتاب وسنت مین نظر ہے اس سے یہی معلوم ہے کہ بیعت اور احسان یا اخلاص دو مستقل سنتین یا سیرتین ہین۔ جو کبہی آپسمین جمع ہو جاتے ہین اور کبہی ایک دوسرے سے متفارق رہتی ہے
بہت لوگ ایسے ہین جنہون نے کسیکی بیعت نہین کی اور اونکو اخلاق و احسان حاصل ہوگیا ہے۔ بہتیرے ایسے ہین۔ جنہون نے اہل اللہ کی بیعت کی اور صحبت اوٹہائی پہر اونکو اخلاص و احسان سے محرومی رہی۔
حضرت اویس قرنی (جنکو آنحضرت نے خیر التابعین فرمایا ہے اور اونکے حقمین یہ ارشاد کیا ہے کہ اگر وہ خدا تعالے کے بہروسہ پر قسم کہا لین تو خدا اونکو سچا کردے اور فرمایا اونکو

دیکہو صحیح مسلم صفحہ ۳۱۱	ملو تو اونسے اپنے مغفرت کے لئے دعا کراؤ) مین جو اخلاص

تہا وہ کس پیر کی بیعت یا صحبت سے حاصل ہوا تہا۔
حضرت ابوذر غفاری مین جو قبل حصول شرف زیارت نبوی اخلاص تہا جسکے اونہون نے

دیکہو صحیح مسلم صفحہ ۲۹۷ وغیرہ	کفار قریش سے مار کہائی اور سخت تکلیف اٹہائی

انریبل سید احمد خان بھادر کی تفسیر

اور پٹنہ کے علما

اگر یہ خبر صحیح ہے کہ پٹنہ کے علما و فضلا نے اون غلطیون کے استفسار کے لئے جو تفسیر احمدی مین واقع ہوئی ہین نجم الہند کو پٹنہ مین بلایا ہے اور خرچ سفر دینے کا بھی ذمہ لیا ہے تو ہم نہین کہہ سکتے کہ سید احمد خان صاحب اپنی غلطیونکی اصلاح یا الزامون سے بری ہونے کے لئے پٹنہ کا عزم بالجزم کرینگے نجم الہند نے اجتک علمار اہل اسلام مین ہر کسیکے ساتہہ معارضہ نہین کیا وہ تو صرف اپنی کہہ دیتے ہین دوسرونکی نہین سنتے نیچرل افسون پہونک دیتے ہین اب اوس افسون کا کارگر ہونا طبائع کی قوت انفعالیہ پر موقوف ہے ۔ وہ مباحثے اور مناظرہ کی چنین اور چنان اور بہمان و فلان سے ہمیشہ بہاگتے رہتے ہین انکا مدعا یہ ہے کہ تم اپنا پورانا دقیانوسی راگ موقوف رکہو میرے نیچر ارگن آلاپ سنو سے کہہ رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ ✢ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی ۔ لیکن ہم اس امر کے اظہار سے بہی ہرگز نہ چوکینگے کہ ہمارے پورانے وقتون کے علما راس بوڑہے نیچرل پہلوان کو مناظرے کے دنگل مین ہرگز ٹہونک نہین سکتے ۔ کیونکہ جو لوگ کسی اصول کے پابند نہین ہین نہ خدا او رسول کی کلام کو آسمانی کلام سمجھتے ہین نہ ان کے نزدیک بہشت و دوزخ ثواب و عذاب کوئی چیز ہے تو وہ انبیا اور اولیا ر کا مرتبہ انسانی مرتبہ سے زیادہ سمجھتے ہین ۔ نہ عقبے اُنکے آگے کوئی چیز ہے ایسی فیلسوفون کو معقول بنانا ہر ایک پورانے خیال کے ملا کا کام نہین ہے جسکے پاےچے ٹخنون سے اونچے ہون اور جسکی نظر بجز قرآن و حدیث کے مختلف اقوام کی تواریخی حالت اور دوسری علوم و فنون جدیدہ پر نہ ہو سید احمد خان بہادر کو ہمارے علمار کے پورانے مصطلحات اور مسلمات سے مطلق سروکار

نہیں وہ تو صرف فلسفیانہ عقلی دلایل سے کام لیتے ہین وہ بہشت و دوزخ - سزا و جزا اور وعدہ وعید کو جو کلام الہی مین مذکور ہین متشابہات سے بتاتے ہین -

سید احمد خان بہادر کی توجہات مین یہ غلطی ہے کہ بعض اوقات تو اصول قرآن اور قواعد و ضوابط اسلام کی اپنی تفسیر اور اپنی دوسری کلام مین پابندی کرتے ہین اور بعض اوقات سارا جھگڑا جولاہے کے تانے بانے کیطرح لپیٹ کر رکھ دیتے ہین - تفسیر احمدی کو یہ کہنا کہ وہ تفسیر نیچری ہے بالکل صحیح ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ علوم قرآن کے ٹھیک اصول مسلمہ اور قواعد و ضوابط اسلام اور بانی اسلام کے منشاء کے موافق ہے بالکل غلط ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ سمجھنا ہے کہ اس تفسیر سے شعائر اسلام برباد ہو جائینگے اور دین اسلام مین رخنہ پڑ جائیگا بالکل غلط ہے کیونکہ تفسیر احمدی کوئی نئی تفسیر نہیں بلکہ نیچری فرقہ ہر زمانے مین موجود رہا ہے اور شرایع اور مذاہب کے اصول کو ہمیشہ توڑتا رہا ہے لیکن یہ کسی سے نہین ہوسکا کہ خدانخواستہ مذہب اسلام اور شعائر اسلام کو برباد کر سکے اگر موجودہ زمانے مین اسلام کا ضعف پایا جاتا ہے تو اسکی قومی وجہ یہ ہے کہ آجکے روز ساری خدائی کے مسلمان ضعیف ہو گئے ہین - تمام اسلامی طاقتین بودی اور کمزور ہین - تمام اسلامی سلطنتون اور حکومتون سے قوت انتظامی سلب ہو گئی ہے لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ خواہ کیسی ہی تفسیرین شایع ہون اور لوگون کے خیالات مین کیسی ہی لغزش آجائے لیکن اسلام اپنے سچے اصول پر قایم رہیگا -

حکما اور فیلسوف ہر زمانے مین پیدا ہوتے رہے ہین اور موجودہ زمانے مین زیادہ تر پیدا ہوتے جاتے ہین پس اس امر کی شکایت کرنا کہ نیچرل اور گن کی صدائین ہمارے کانون کی مساعد نہین ہین اور اس سے پردہ گوش اسلام کو صدمہ پہنچیگا محض لغو ہے -

ہم حیران ہین کہ پٹنے کے علماء کن اصول کے لحاظ سے سید احمد خانصاحب سے مناظرہ کرینگے سید احمد خانصاحب الیشیاء علوم و فنون بالخصوص علوم عربیہ مین چندان مہارت نہین رکھتے

نہ وہ علم ادب اور فن بیان و معانی اور قرآن کی فصاحت و بلاغت سے واقف ہیں نہ ان کے مخبر کو ہمارے اعلے درجہ کے ایشیائی فضلا کے تجربہ سے کوئی نسبت ہے۔ ہاں سید احمد خانصاحب ان معلومات اور ان مصطلحات مین ہمارے بہت سے ایشیائی علما سے بڑھے ہوئے ہین جنکی روسے اونہون نے تفسیر احمدی لکھی ہے ہم حیران ہین کہ یہ مناظرہ کن اصول پر ہوگا ہیٹنے کے علما اس سے زیادہ استفسار نہین کر سکتنے کہ آپکی تفسیر فنون ادبیہ اور کلام آسمانی کی فصاحت و بلاغت اور اصول اسلام کے بالکل برخلاف ہے سید احمد خان فی الفور یہی جواب دینگے کہ تمہارے اصول ہی غلط ہین۔ تمہارے اگلے دفنون کے مفسرین نے جو کچھ اجتہاد کیا ہے وہ سراسر غلط تھا۔ فصاحت و بلاغت کے قایم کرنیکے لئے جو قواعد منضبط ہوئے ہین وہ بھی ٹھیک نہین الغرض خود غلط انشا غلط املا غلط پس ایسے شخص کو ہمارے علما نیچری دنگل مین لنگر لنگوٹا باندھکر کیونکر پچھاڑ سکتے ہین وہ تو بجز اسکے دوسری بات نہین کہہ سکتے ــہ آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی آنست جوابش کہ جوابش ندہی ٭ ہاں نیچریون اور نیچر پرستون کے لئے گو کلام الہی معجز نہو اور جو کچھ دفتین المصاحف مین موجود ہے وہ وحی آسمانی نہو لیکن تفسیر احمدی اونکے نزدیک کرامات ہے معجزہ ہے۔ خرق عادت ہے۔ نقض قانون فطرت ہے۔ یہ ہے اور وہ ہے اور خدا جانے کیا کیا کچھ ہے۔ نیچر پرستون کو تو سید احمد خانصاحب کے وجود با جود مین کچھ اور ہی جلوہ نظر آتا ہے تو وہ اس نیچری لعبت اور نیچری فطرتی صنم کی نیرنگیون اور جلوہ ریزیون کو دیکھکر بڑے نزاسے کے ساتھ یہ شعر غنغنایا کرتے ہین ــہ

ہمنے اُس بت مین جو دیکھا ہے نہین کہہ سکتے ٭ کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے نیچری تصویر کا لطف کوئی نیچر پرستون ہی سے پوچھے۔ یہ چاشنی ہی اور ہے یہ ذائقہ ہی دوسرا ہے یہ کیفیت ہی نرالی ہے وہ یہی کہتے ہین ــہ کوچہ عشق کا رستہ کوئی ہم سے پوچھے ٭ خضر کیا جانے غریب اگلے زمانے والے ٭ (باقی آیندہ) ش ح

ایک ہمدرد کی فریاد

مسلمانو سنو دیکھو تمہاری کیسی حالت ہے
اوٹھاو پردہ غفلت کو جلدی نیند سے چونکو
نہ مو کب ہیں نہ مرکب ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ جوڑے ہیں
تمہارے پاس تھا جو کچھ وہ کھویا عیش و عشرت میں
اگر سر کو ملے ٹوپی نہین ہے پیر کو جوتی
تمہیں سب دیکھتے ہیں طنز سے کہتے ہیں جا بیجا
بُری کاموں کی گر تنبیہہ دیتے ہیں تو بس تم سے
بنے ہیں دھوتیا پرشاد درباری مگر تم کو
یقین جانو نہیں اسمین خطا کوئی کسی کی کچھہ
نہ ترکی مین نہ عربی مین نہ انگریزی مین کامل ہو
بگاڑا ایک کا ہے ایک کیا تہذیب پھیلی ہے
نہ بیٹھے باپ مین بہائی بہن مین نہ بیٹے رشتے ہین
چراغ ان کو کاری تو بالکل ٹمٹماتے ہین
نہ کچھہ اندیشہ داور ہے نہ کچھہ پاس پیمبر ہے
کسیکو کوئی کافر کوئی لامذہب بناتا ہے
کوئی ہے نیچری کوئی وہابی* کوئی لامذہب
مسلمان ہیں مگر دو تیان چٹخاتی پھرتی ہیں
بنے کالے فرنگی ڈاٹ کر پتلون اور جاکٹ

نہ پہلی سی ریاست ہے نہ پہلی سی حکومت ہے
کہ ٹکڑے کا ہو گیا ہے پرستار او قف ظلمت ہے
نہ حشمت ہے نہ مکنت ہے نہ عزت ہے نہ حرمت ہے
نہ تن پہ چیتھڑا باقی ہے اک اک ننگ ملت ہے
ملے یہی تو پھر ٹکڑا نہیں فاقونکی نوبت ہے
تمہاری واسطے ہر گوشہ گویا جائے ذلت ہے
بُری باتوں میں ہی مشہور ہو تم کیا بُری گت ہے
نہ سرکار و نمین وقعت ہے نہ درباروں مین عزت ہے
تمہاری سارے گھر تنگ ہین یہ اعمالونکی شامت ہے
کسی صنعت کی آگاہی نہ حرفت مین لیاقت ہے
ہم ایک ایک دشمن اور آپس مین عداوت ہے
نہ شسرے ساس جورو خسر مین کچھہ محبت ہے
زناکی فحش کی اغلام کی چوریکی کثرت ہے
جوانی پر مسلمان جیسے دیدیتا شہادت ہے
نیا ایک ایک مذہب ہے نئی ایک ایک ملت ہے
کہیں تقلید سنت ہے رواج شرک و بدعت ہے
وہ جنٹلمین بنجاتے ہین جنہین کچھہ امارت ہے
مسلمانو نکے دلین اور ہمیں سے صاحبونکو نفرت ہے

* وہابی یا لامذہب مسلمانو نمین کوئی مذہب نہین ایک دوسرے کو بطور سب و طعن وہابی ولامذہب کہتا ہے جیسا کہ وہ اسکا بدعتی و مشرک نام رکہتا ہے ۱۲

اگرچہ ملتے ہیں صابون تا شہرین ولایت زا
نہیں چھٹتا ولیکن رنگ جس کالی ہی نکہت ہے

سین صحبت میں بستی ہیں براندی و ٹلتی ہے
نہ روزہ نہ نماز اب تو نہ طاعت نہ تلاوت ہے

گر آئین والد ماجد بھی ملنے انکو موڈھا وین
ڈلی کرسی پہ صاحبزادی ہیں کیا سر میں نخوت ہے

یہی حالت رہی گر آج مسلمانو تو سچ جانو
قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے

سنو اور سر دھنو عاقل کی کیا معقول باتیں ہیں
چھڑک دی نظم کی شکر کہ کچھ کڑوی نصیحت ہے

(جریدہ روزگار)

اڈیٹر کہتا ہے۔ ان ابیات میں جو مسلمانوں کی دنیاوی مکنت و ثروت و دولت وحشمت کے زوال پر حسرت ظاہر کی گئی ہے اور اوسکے حصول کی ترغیب دلائی گئی ہے یہ ہمارے ان مسلمان بھائیوں دینداروں پرہیزگاروں کو جنہوں نے برطبق ع حفظت شیئاً وغابت عنك اشياء یعنی تو نے ایک چیز کو یاد کرلیا ہے اور بہت چیزیں تجھے بھولی ہوئی ہیں) صرف چند آیات و احادیث مذمت دنیا کو یاد کر رکھا ہے احادیث و آیات فضیلت غنا کو بچشم بصیرت نہیں دیکھا) ایک فضول بات معلوم ہوگی بلکہ معصیت و بیدینی دکھلائی دیگی ولیکن اگر وہ دیندار و پرہیزگار چشم عبرت و انصاف کھولیں اور انبیاء سلف اور خاتم المرسلین اور اوسکے خلفاء راشدین کے حالات ثروت و شوکت کو دیکھیں تو اس حسرت و ترغیب کو فضول و معصیت نہ سمجھیں ان حالات و فضیلت غنا کے متضمن احادیث و آیات کو ہم اشاعۃ السنۃ نمبر (۲) جلد (۵) میں ذکر کر چکے ہیں۔ اور اسباب ایک مستقل مضمون بعنوان دنیا عنقریب لکھنا چاہتے ہیں جسمیں ہم یہ ثابت کرنا مدنظر رکھتے ہیں کہ دنیا ہی ایک ایسا آلہ یا ذریعہ ہمارے پاس ہے جو ہمیں خدا سے ملا دے رسول کا مطیع بنا دے قیامت کا سامان تیار کرا دے نماز پڑھا دے روزہ رکھا دے حج کرا دے زکوۃ دلا دے۔ جلدی ہاتھ میں یہ دنیا نہ ہو تو ہم کسی کام کے نہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔

ملخص رسالہ لی جی اسکاٹ صاحب
در اثبات وجود و توحید باری عزاسمہ

اس مضمون کو اسلامی علماء اسلف وخلف (جیسے امام حجۃ الاسلام غزالی امام فخرالدین رازی) میں المتاخرین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ نے اپنی عربی تصانیف میں عمدگی و شائستگی سے بیان کیا ہے مگر آج کل کے مہذب تعلیم یافتہ لوگ اقوال غیر مذہب اشخاص سے زیادہ مطمئن ہوتے ہیں اور انگریزی طرز بیان کو زیادہ پسند کرتے ہیں لہذا ہم اس رسالہ کے بعض مضامین کو چند پرچوں میں وقتاً فوقتاً نقل کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ مؤلف رسالہ کہتا ہے۔

اگر کوئی آدمی میدان میں چلا جاتا ہو اور اوسے ایک پتھر ملے اور وہ پوچھے کہ یہ کہاں سے آیا ہے تو کوئی کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو اوس کو رد کرنا ذرا مشکل ہے لیکن اگر وہاں میدان میں کوئے گھڑی نظر آوے اور کوئی ایسا کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو عقل باور نہ کرے گی لیکن یہ جواب اگر پتھر کے حق میں کافی ہے تو گھڑی کے حق میں ہی کافی ہے مگر گھڑی کے حق میں کافی نہیں کیونکہ اسمیں حکمت پائی جاتی ہے جسکا کوئی بانی ہے مثلاً اوسمیں پہیئے ہیں جو آرہ کیطرح کٹے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو چلاتے اور دو سوئیاں اور بارہ ہندسہ ہیں جو وقت بتلاتے ہیں سو یہ نتیجہ نکلیگا کہ اوسکا کوئی بانی ہے اور اس نتیجہ کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔

۱۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ ہمنے کسیکو کبھی گھڑی بناتے نہ دیکھا نہ کسی ایسے کو دیکھا جو بنا سکتا ہے تاہم عقل کو تسکین نہیں آتی ہے کہ کوئی بنانے والا نہیں ہے نہ کسی وقت میں یہ بنائی گئی تھی۔

۲۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس گھڑی میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو سمجھ میں نہیں

آتی ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو یہ کچھہ دلیل نہین ہے کہ اسکا کوئی بنانے والا نہین کیونکہ اگرچہ بعض چیزین گھڑی مین معلوم نہین ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو بھی بعض اور چیزون سے جنکی حکمت صاف ظاہر ہے بنانے والا ثابت ہے۔

۳۔ اگر کوئی کہے کہ یہ گھڑی کبھی بگڑبھی جاتی ہے اور ٹھیک وقت نہین بتلاتی ہے تو یہہ بھی کچھہ اعتراض نہین ہے کیونکہ بہتیرے ہتیار اور حکمت کی چیزین کسی قدر نکمی ہین پر بنانے والے کے حق مین کچھہ شبہہ نہین رہتا ہے کہ کسی نے نہ بنایا مثلاً اگر انجن بگڑ جاوے تو کسیکو شبہہ نہو گا کہ اسکا بنانے والا نہین ہے۔

۴۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ایک شے ہے اور جیسے ہر شے کی کوئی صورت ہوتی ہے اسکی بھی کوئی نہ کوئی صورت ہوگی خلقت مین کروڑون صورتین ہین اونہین سے یہ بھی ایک ہے + گھڑی کے حق مین عقل ایسا جواب ہرگز تسلیم نہ کرے گی +

۵۔ اگر اعتراض کرنے والا کہے کہ خلقت مین ایک طرح کی ترتیب ہے جس سے سب طرح کی چیزین بنجاتی ہین سو یہ گھڑی بھی اوسی ترتیب سے بنگئی۔ یہ بھی کافی جواب نہین کیونکہ یہ قیاس مین نہین آتا کہ کوئی چیز فقط ترتیب سے بنی جبکہ کوئی ترتیب کرنے والا نہو +

۶۔ اگر کوئی کہے کہ ہان حکمت کی صورت تو گھڑی مین ہے لیکن تم اس حکمت کی صورت سے دہوکا کہاتے ہو اسکا بنانے والا نہین ہے تو عقل ہرگز تسلیم نہ کرے گی اور جہان ایسی حکمت ہے ممکن نہین کہ عقل دہوکا کہاوے

۷۔ اگر کوئی کہے کہ دہات مین ایک طرح کا قاعدہ ہے جس سے چیزین از خود بن جاتی ہین جیسا کہ بیج سے پیڑ عقل اسے تسلیم نہین کرتی کہ گھڑی یون ہی بنی کیونکہ کوئی قاعدہ یا قانون بغیر کسی قاعدہ بنانے والے کے نہین ہوسکتا۔

۸۔ اگر کوئی کہے کہ تم نہین جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنی اسمین بھید ہر تو بس تمہین

کیا وہ موم ہے کہ اسکا کوئی بنانیوالا ہے یا نہین ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اسکا کوئی بنا بانی ہو رد نہوگا کیونکہ گہڑی کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہی۔ جاننا چاہیے کہ ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین جب کوئی خلقت کے دیکہنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین۔

۱۔ فرض کرو کہ اوس گہڑی کے دیکہنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سے اور گہڑیان پیدا ہوتی ہین تو دیکہنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجب حکمت ہی کہ ایک گہڑی سی اور گہڑیان بنتی چلی جاتی ہین ایسے عجیب سے وہ اور بہی یقین کرتا کہ ضرور اسکا بانی ہے۔

۲۔ وہ یہ بہی سمجہا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گہڑی دوسری گہڑی کی بانی ہی تاہم اصلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گہڑی اوس سے نکلین سبہو نکا بانی وہ ہی۔

۳۔ اگر وہ سوچنے لگے کہ جیسا یہ گہڑی پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یون سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے اس سے ہرگز ثابت نہوگا کہ کوئی بانی نہین ہی یہ نتیجہ قایم رہیگا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑون گہڑیون تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے یہ سوال ہوگا کہ انکا بانی کون ہی عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گہڑی مین پائی جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ حکمت بغیر حکیم اور کاریگری بغیر کاریگر اور ترتیب بغیر ترتیب کرنے والے کے نہین ہوسکتی سو یہ کہنا ایک گہڑی نے دوسری گہڑی کو بنایا کافی جواب نہین ہے۔

۴۔ شاید کوئی کہنے لگے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑون گہڑیان بنتی چلی آئین تو بہی عقل کو کچہہ تسلی نہین کیونکہ عقل چاہتی ہی کہ یہ حکمت کہان سے آئی اس سلسلہ کو جا ہو جتنی دور لیجاؤ یہ نہین معلوم ہوتا کہ گہڑی بغیر بانی کے ہے اور یہان پر فقط یہ سوال نہین کہ یہ گہڑی کہان سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی حکمت کہان سے حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاقہ رکہتی ہے اگر کوئی مان بہی لیوے کہ یہ گہڑی

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نمبر پنجم و ششم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ رجب ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ مئی ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب: درجہ	درجات و مراتب: مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	قیمت سالیانہ: بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للو عہ ۲۴	سے ۶
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و تجار اغنیا ولایبریری ہا و سوسائٹی ہا	عہ ۱۴	سے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	؏	عہ ۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی - کہلائیں سالانہ پیشگی دیں	سے	۱۲
۵	للّٰہی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	دعا	ایضاً

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔

(۳) خط کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے سب نشان مندرجہ ذیل ہونا چاہیئے۔ و ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی ہو اور کسی صورت سے ہو تو مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا۔

ابوسعید محمد حسین لاہوری از مالیر کوٹلہ ضلع لودیانہ

Malerkotla

مطبع ریاض ہند امرتسر

نمبر اول

مسلمانون کی خوفناک حالت

لایق ترحم و توجہ گورنمنٹ

ع

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

تمہیدات

اوّل

جب کوئی اپنے بیمار کے درمان و علاج کا حکیم حاذق سے خواہان ہوتا ہے تو پہلے اسکو اس بیمار کی شکایت ضرور کرنی پڑتی ہے کہ اُسکے پیٹ مین یہ بلا ہے اور اُسکے سر مین یہ آفت ہی ایسا ہی اگر کوئی اعلیٰ حاکم سے اپنی حقر سے یا کسی ظالم (حاکم یا رعایا) کے ظلم سے مخلصی چاہتا ہے تو اُسکو بھی ضرور اپنی یا دوسری بہائی یا حاکم وقت کی کچھہ نہ کچھہ نقصان یا بُرائی بیان کرنی پڑتی ہے +

اسکو کوئی یہہ سمجھے کہ یہہ اپنے یا اپنی قوم یا حاکم کی توہین و تحقیر کرتا ہے تو یہہ اُسکی نافہمی ہے جس کا (بجز شافی مطلق) کسی طبیب حکیم ڈاکٹر فلاسفر کے پاس کچھہ علاج نہین اور جو اُسکی نسبت یہہ خیال کرے کہ اس بیان و شکایت مین علاج و اصلاح کی نیت نہین صرف بدگوئی مقصود ہے یہ اسکی بدگمانی ہے (جسکا بجز سکوت کچھہ جواب نہین)

اسی روش پر ہمکو (جو اپنی بیمار قوم کی مُہلک مرض کے درمان و علاج کی پہلے اپنی قوم سے پہر اپنی مہربان گورنمنٹ سے خواستگار ہین) ضروری ہوا کہ ہم پہلے اپنی قوم کے خوفناک حالات کو بیان کرین پہر اسکے علاج کے خواہان ہون پس

+ ہان اگر کوئی دنیا و آخرت کا خوف رکہکر سنے تو جواب ہی جو مضمون آئندہ جلد مین صفحہ (۱۴۱) عنقریب آویگا--

ناظرین باتمکین اِس بیان کو تحقیر و توہین مسلمانان نہ سمجھین بلکہ غمخواری و تیمارداری خیال کرین اِسمین (ہمکو لایق بدگمانی سمجھکر) بدگمانی نہ کرین اپنی عالی ہمتی اور نیک نیتی پر نظر رکھکر حسن ظنی کو کام مین لاوین ع بر من منگر بہ کرم خویش نگر۔

تمہید دوم

یہہ ایک سرسری اور اکثری بات ہے کہ گورنمنٹ نیوٹرل (یعنی غیر طرفدار) ہے اور وہ رعایا کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتی اور اُسکو ایسا ہی ہونا چاہئے مگر اگر غور سے دیکھا جائے تو یہہ بات کلیتہً صحیح نہین اور نہ کسی گورنمنٹ کو (جو عدل کا دعوی اور شایستگی انتظام کو شعار رکھتی ہو) ایسا کرنا مناسب ہے بلکہ گورنمنٹ کا نیوٹرل ہونا اور مذہبی امور مین مداخلت نہ کرنا صرف اُن ہی مذہبی امور کی نسبت ہے جنکو پولیٹکل معاملات یا انتظامی سلسلہ سے تعلق نہین ہے اور جن مذہبی امور رعایا کو سلطنت پر اثر ہے یا انتظام مین دخل ہے اسمین دست اندازی کرنا ہر ایک گورنمنٹ کا (جو اصول سیاست کی پابند ہو) فرض ہے اور اسی پر ہماری برٹش گورنمنٹ کا عمل ہے۔

تمثیلات

ایک شخص اپنے مذہب کی ہدایت سے (جسکو وہ مذہبی ہدایت سمجھتا ہے گو اصل مذہب کی وہ ہدایت نہ ہو) اپنے مخالفین مذہب کو قتل کرنا چاہے یا اس فعل کے لوگون کو ترغیب دے* تو کیا گورنمنٹ اسکو اس مذہبی فرض کے ادا کرنے سے نہین روکیگی

* چنانچہ ایک مولوی صاحب نے اپنے مخالفین مذہب کی نسبت ایسا فتوی دیا ہے بلکہ اسکو بطور رسالہ چھپا کر مشتہر کر دیا ہے ہم انکا یا اُن کے رسالہ کا نام لینا ابھی مناسب نہین سمجھتے اگر ہماری یہ اجمالی اشارون اور خفیف شکوون نے ان پر اثر نہ کیا تو ناچار نمبر دوم اس مضمون مین انکا نام بتایا جاویگا۔

بیشک روکتی ہے اور اسکو روکنا لازم ہے -

اس دست اندازی پر اگر کوئی سوال کرے کہ گورنمنٹ تو نیوٹل ہی پھر وہ ہمکو ہماری اس مذہبی فرض سے کیون روکتی ہے اور ہماری مذہب مین کیون مداخلت کرتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سی اسکا جواب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ مین نیوٹل ہون اور کسیکے مذہب مین دخل دینا میرا کام نہین مگر اسی حد تک اور اسی مسئلہ مذہبی کی نسبت جسکو انتظام عام یا پولیٹیکل معاملات سی تعلق نہو اور یہہ مسئلہ (قتل مخالفین مذہب) ایسا ہی جسکو نہ صرف نظام عام رعایا سے تعلق ہے بلکہ اصول سلطنت اور گورنمنٹ سی بھی پورا تعلق ہے - اس مسئلہ کی نسبت بھی اگر گورنمنٹ نیوٹل ہو رہیگی تو ایک نہ ایک دن اُسکو ہندوستان چھوڑکر انگلینڈ کی راہ لینی پڑیگی کیونکہ گورنمنٹ خود بھی اس مسئلہ کے استعمال کا محل ہوسکتی ہے اسلئے کہ مذہبی مخالفت جو اس مسئلہ کا اصول ہے اسمین بھی موجود ہے -

(۳) ایک مسلمان ہندؤن کے بتخانہ کو یا ایک ہندو مسلمانون کی مسجد کو گرانا چاہے یا ایک دوسرےکے معبود یا بانی مذہب کی توہین کرے اور اس امر کو وہ اپنا مذہبی فرض سمجھ لے تو کیا گورنمنٹ اسکو بلا استغاثہ یا باستغاثہ فریق ثانی اس فرض کے ادا کرنیسے نہین روکتی ؟ بیشک روکتی ہے -

اسپر بھی اگر وہی سوال دست اندازی مذہبی کوئی کرے تو گورنمنٹ اسکا جواب بجز اسکے کچھہ نہین دیسکتی کہ اس امر کو انتظام عام مین دخل ہے گورنمنٹ اسکی نسبت نیوٹل نہین ہے - ایسکے نظائر اور بہت ہین از انجملہ بعض نظائر† یہ کا ذکر مضمون آئندہ مجددؔ کے خاتمہ پر بیان ہوگا -

---

† جیسے ہندؤن مین ستی ہونا تپسیا کرکے خودکشی کرنا مسلمانون مین بردہ فروشی حدود و تشدد شرعی جاری کرنا وغیرہ -

تمہیدات ہو چکین اب اصل مضمون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے

جون جون ہم اور ہمارے ہمدرد محب القوم و الوطن مسلمانون کے باہمی اتفاق بھم پہنچانے مین کوششین کرتے ہین اسکی تائید و ترغیب مین پرزور و با اثر مضامین قید قلم مین لاکر اخبارون اور رسائل مین چھپواتے ہین اور اس اتفاق و اتحاد کے وسائل (انجمنین اور سوسائٹیان) قایم کرتے ہین تون تون ہمارے ہی فاسد اعضا بعض مسلمان شوریدہ بخت واژگون قسمت (جنکی بدنصیبی سے یہ بیت حاکی ہے بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ) درپی تفرقہ وفساد و باہمی بغض و عناد ہوتے جاتے ہین مسلمانون کو ایک دوسرے کا دشمن بناتے ہین - کینہ و عداوت و تفرقہ و مہاجرت کا سبق پڑہاتے ہین رات دن بذریعہ تحریر و تقریر علیحدگی و نفاق کی منادی سناتے ہین کہ اپنے مخالفین کو (جو اصول مین ان کے موافق ہین صرف فرعیات مین مخالف ہین) دین سے خارج سمجھو انکو اپنی مسجدون سے نکالدو ان کے پیچھے نماز نہ پڑہو ان کے پاس بیٹھنا ساتھ چلنا کھانا پینا موقوف کرو وعلی ہذا القیاس - اور جب وہ دیکھتے ہین کہ صرف معمولی فروعی اختلاف پر یہہ احکام نہین لگائے جاسکتے اور اگر لگائے بھی جاتے ہین تو وہ عام لوگون مین چل نہین سکتے تو وہ اس تفرقہ کو قائم کرنے اور ان احکام شقاق و نفاق کو جاری کرنیکے لئے جھوٹ واقعات سے کام لیتے ہین - اپنے **مسلمان** اور **سُنی** بھائیونکی نسبت ایسی باتین خلاف واقع اور ناحق شائع کرتے ہین جو انکو دائرہ اسلام سے خارج کرین یا اہلسنت و جماعت کے احاطہ سے نکالدین (جیسے انکا یہہ **افترا** کہ خدا تعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اور یہہ **افترا** کہ انبیا علیہم السلام کو خطاکار یا گنہگار کہنا جائز ہے - اور یہہ **افترا** کہ آنحضرت صلعم خاتم المرسلین نہین ہین - اور یہہ **افترا** کہ رجعت (جسکے شیعہ قائل ہین) برحق ہے - اور یہہ افترا کہ چارون اماموں کے پیرو (حنفی شافعی حنبلی مالکی) اور چارون طریقہ

گری تبع (چشتی قادری نقشبندی سہروردی) سب کافر ہین - اور یہہ **افترا** کہ خنزیر کی چربی حلال ہے - اور معاذاللہ ـــــــ نے وہ پنیر شام جسمین وہ چربی تھی کہایا ہے اور یہہ **افترا** کہ مردون کو بالیان پازیب زیور وغیرہ پہننا درست ہے اور یہہ **افترا** کہ پیشاب کرنے کے بعد پانی وغیرہ سے استنجا کرنا بدعت اور وہ نجیون کا کام ہے اور یہہ **افترا** کہ وضو مین بجائے پاؤن دہونے کے انپر مسح لزنا فرض ہے وغیرہ وغیرہ جنکی تفصیل مین تطویل ہے -

اِس قسم کی افتراپردازیان اور فتنہ انگیزیان سب سے پہلے شہر دہلی (جو ہمیشہ سے ہر ایک فن (بہلے یا بُرے) کے اہل کمال کا مرجع و مجمع ہے - وہان کے علما و صلحا ہین تو بے مثل ہین مفسد و شوہدے ہین تو بے نظیر) سے سرزد ہوتی ہین پہر اور دیار و امصار (ہندوستان و پنجاب) مین پہیلتی ہین - **ان باتون کو نا واقف** خداترس (اس خیال سے کہ وہ علماء دہلی کے مُہری فتوی مین منقول و مندرج ہین اور مفسد شریر النفس (اپنی خُبث باطنی کے اقتضا سے) بادل قبول کرتے ہین اور عام لوگون مین پہیلاتے ہین اور یوماً فیوماً بغض و عداوت باہمی اہل اسلام کو بڑہاتے ہین - یہہ بازار فتنہ و فساد کا دہلی مین مدت سے گرم تہا **سنہ ۱۸۸۱ع** مین جی جی ہنا صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت دہلی نے ہمیشہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری (جو اسی تفرقہ و فساد کے نتایج تھے) کے سننے سے تنگ آکر اِس بازار کو سرد کرنا چاہا - اور جا بجا شہر کے علماء و مقتداون کو بُلاکر دوستانہ طور سے سمجہایا کہ آپ لوگ عوام کے فتنہ کو بند کرین اور باہم اتفاق و اتحاد اہل اسلام کو قایم رکہین **تنبیہ** و تقیید کے سرآمد علما نے جو اُس وقت مرجع افتا رکہتے تہے توجہ فرمائی اور ایک تحریر بہ تاثیر خوش تقریر (جسکا خلاصہ ذیل مین درج ہے) قید قلم مین لاکر اپنے اپنے فریق کے علما و فضلا کے دستخطون و مواہیر سے مسجل و مزین فرماکر صاحب کمشنر کے پاس تصدیق و شہادت واقعہ

(نہ کسی مسئلہ کی تصفیہ و تحقیق کے لئیے) پیش کی - اس تحریر کو تمام و کمال ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۵ مین درج کر چکے ہین - اس مقام مین اسکا ایک حصہ بعینہ اسکی عبارت سے نقل کرتے ہین -

نقل پارہ از تحریر علماء دہلی مدخلہ و مقصد عدالت کمشنری

"چونکہ دہلی و دیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسائل فروعیہ مین تنازعات بیجا کر کے طرح طرح کے اشتہار و رسائل مشتہر کئے ہین بارہا وہ اشتہار و رسایل ہماری نظر سے گذرے ہر چند بطور خود اسکا انتظام و امتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہلسنت والجماعت تقریراً و تحریراً کہنے لگا - اور باہم فساد و عناد بڑہتا گیا اور یہان کے فساد سے اور بلاد و قصبات مین بھی نزاع و تکرار بین المسلمین واقع ہوئی اور نوبت بفوجداری پہنچی - حالانکہ یہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام مین فروعی مسایل مین اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اُن حضرات مین بغض و عناد و فساد نہ تھا - ایکدوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت نہ سمجھتا تھا اور آپس مین محبت و اتحاد تھا اور آجکل لوگ انھین فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب نااتفاقی حرمتون مین مبتلا ہو رہے ہین کیونکہ ضد اور کینہ اور غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے جن مسایل مختلف فیہ مین اختلاف ہے وہ یہ ہین - نجاست آب - آمین بالجہر فی الصلوۃ رفع الیدین فی الصلوۃ - رفع سبابہ و دیگر مسایل اختلافیہ - بعض نے انکو حرام سمجھا - اور بعض نے سُنن موکدہ - غرضکہ جادہ اعتدال سے گذر گئے -

ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جائز ہے پس جو شخص

کرے اسکو منع نکیا جاوے اور اُسکے پیچھے بلا شبہ نماز پڑہنی چاہیے اور جو نکرے اسپر اعتراض نہ ہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے اور آپسمین محبت اور اتحاد رکہین کوئی کسیکو بُرا اور بد مذہب نجانے۔ مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع و مزاحم نہ ہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عملدرامد متقدمین کا رہا ہے عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل بجا لانے کا مجاز و مختار ہے۔"

نقل مواہیر علماء دہلی فریقین وغیرہ جو اس تحریر پر ثبت ہین۔

فریق عامل بالحدیث		فریق عامل بالفقہ			
مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف
محمد سید نذیر حسین ۱۲	اس گروہ کے رئیس العلماء ہین اور حدیث کے مدرس ومفتی۔	محمد شاہ [illegible]	اس فریق کے امام ومناظر و [illegible] کے [illegible]	محمد عبد اللہ	مدرسہ مولوی عبد الرب کے مدرس جو فی الحال پنجاب یونیورسٹی کالج کے مدرس اور [illegible] ہین
حفیظ اللہ حسبنا اللہ بس	حافظ مولوی واعظ مشہور شہر دہلی کے	۱۲۹۰ محمد عبد الرب	واعظ مشہور دہلی وسہارنپور	۱۲۸۴ عبدہ محمد یوسف	حافظ و واعظ مشہور
زشرف سید کونین شد شریف حسین	مولینا سید نذیر حسین صاحب کے جانشین اور فرزند ارشد	محمد عبد الحق [illegible]	مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری	[illegible]	[illegible]
		محمد رحیم بخش [illegible] ۱۲	مسجد فتحپوری کے امام اور خاندان نقشبندیہ کے سجادہ [illegible]		

فریق ثالث یا الحجیر جنکو دونو فریق سے مساوی تعلق ہے	
انه کان منصورا	سید محمد امام جہان [illegible]

مولوی ابو المنصور امام فن مناظرہ تمام شہر اور جامع مسجد کے امام

اس تحریر پر ان علماء کے علاوہ اور بہت سے فضلاء و علماء فریقین و ثالث طرفین کے دستخط و مواہیر ثبت ہین مگر ہمنے ایک خاص غرض سے جسکو مقام بیان علاج مین ظاہر کرینگے صرف ان علماء کی مہرین نقل کی ہین جنکا عامہ و مقتدا ہونا اسوقت اپنے اپنے فریق مین مسلم

وہ مشہور ہی +

یہہ تقریر سراپا تنویر تریاق التاثیران مردہ دلون پر (جو حسد وعناد وشر وفساد پلائے گئے ہین زہر ہلاہل بنکر گرے یا زہر آلودہ خنجر ہوکر لگی اور وہ صلح جو اس تحریر کی تاثیر سے پیدا ہوئی تہی انکو موت سی بھی بدتر معلوم ہوئے پس وہ اس عہد کے توڑنے اور اس صلح کے فسخ کرانے کی تدابیر کے درپی ہوگئی۔

ایک مدت کے بعد پہلی تو انھون نے یہہ تدبیر فساد وباہمی جنگ وعناد کی نکالی کہ ایک تحریر بجناب مولوی سید شریف حسین صاحب خلف الرشید مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی بنام جناب مولوی ولایت علی صاحب حنفی فرخ آبادی مدرس مدرسہ جناب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی بمقام شہر پٹنہ اس مضمون کی روانہ کی جسکی تفصیل نقل سے باوجودیکہ نقل کفر کفر نباشد" مسئلہ مشہور ہی ہماری بدن پر بال کہڑے ہوتے ہین اور قلم وزبان کو ماری شرم وحیا کے طاقت بیان نہین ہی اور اسکا اجمالی بیان یہ ہی۔ کہ تمہاری اکابر مذہب ومشائخ طریقت کے فلان وفلان (جنکے نام نامی کا ذکر بھی اسمقام مین گستاخی وبے ادبی سے خالی نہین) سب کے سب کافر ومرتد وجہنمی گذری ہین اور ہمارے علماء مذہب فلان فلان ایسے اور ایسے عالم ومجتہد ہین اہی قسم کے اور کفریات واکاذیب اس تحریر مین درج ہین (جنکا صدور مسلمان کی شان سی بعید ہی)

اس خط کو ادن مفسدون نے خود ہی دہلی۔ دیوبند۔ سہارنپور۔ گنگوہ۔ لودہیانہ لاہور وغیرہ بلاد ہندوستان وپنجاب مین پہیلایا اور عام لوگون کو اسکا یا اور جوش دلایا کہ گروہ عاملین بالحدیث عاملین بالفقہ کو ایسا برا سمجہتے ہین لہذا انسی دشمنی وعناد عاملین بالفقہ کا مذہبی فرض ہے۔ ہرچند اس خط اور اسکے اشاعت نے بعض سادہ مسلمانان ضلع سہارنپور ولودہیانہ پر کچہہ اثر کیا انہون نے بلا تحقیق اسپر اعتماد

کرکے عاملین بالحدیث کو مسجدون سے نکالنا شروع کردیا اور اپنا دشمن و مخالف اسلام سمجھ لیا مگر اکثر بلاد کے علماء و صلحاء و عقلاء و رؤساء نے اسکو دروغ بے فروغ سمجھکر اسکی طرف التفات تک نکیا الغرض اِس جعلی خط کا اثر پورا پورا نہوا۔

یہ دیکھکر ان ہی حضرات نے یا اُنکے اور ہمخیال بھائیون نے انہی دہلی کے مفسدون کے مشورہ و معاونت سے ایک اور فتوی بطور رسالہ اس مضمون کا تیار کیا کہ گروہ عاملین بالحدیث اہلسنت و جماعت سے خارج و گمراہ ہین انمین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بعض موجب کفر ہین بعض موجب ضلالت و نماز کی مفسد (جنکی تفصیل ہم بصفحہ (۱۹) کر چکے ہین) لہذا انکے ساتھ ملنا بیٹھنا انکے پیچھے نماز پڑھنا درست نہین۔ اور اسکے ذیل مین اس تحریر معاہدہ مصدقہ کمشنری دہلی کی بے اعتباری یون بیان کی کہ صاحب کمشنر دہلی نے ان دو فریق کا باہم ملاپ و اتفاق کرایا تھا وہ فتوی شرعی و لائق اعتبار نہین ہے اور اسپر تین دلایل پیش کئے اول یہہ کہ صاحب کمشنر کو مذہبی امور مین کیا دخل اور فتوی پر مہر کرنیسے کیا کام دوم یہ کہ اسمین سوال (چہ فرمایند علماء دین) و جواب (بحوالہ کتب کہان ہے) سوم یہہ کہ اسپر دستخط کرنیوالے سب علما نہین۔ بعض طرفین کے مولوی ہین اس رسالہ پر انہون نے جھوٹی سچی مہرین کراکر ایک مولوی صاحب کے (جنکے اسم و رسم سے ہم واقف نہین لہذا ہم انکی نسبت کسی قسم کی رائے قایم نہین کرسکتے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس فساد و خلاف بیانی کے متصدی پیش امام ہوئے یا وہ کسی مفسد کے دھوکہ مین آگئے یا وہ اس رسالہ کے مضامین ہی سے بیخبر محض ہین) نام درج کرکے ایک گلابی رنگ کے چو ورقہ مطبع فیض محمدی لکھنؤ مین چھپوا دیا

اب وہ چو ورقہ رسالہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہرون مین مشتہر ہو رہا ہے اور اسکے دستاویز سے (کہ یہ دہلی کا مہری فتوی ہے) ناواقف لوگون کو دن رات بہکایا اور جوش دلایا جاتا ہے کہ گروہ عاملین کافر و مرتد و خارج از ملت ہین انکے ساتھ ملنا بیٹھنا کسی کام مین شریک ہونا مسجدون مین انکو داخل دینا جایز نہین ہے۔ اس کارروائی تفرقہ کا نتیجہ بقرینہ واقعات اور بحکم مشاہدہ و فراست ہونیوالا ہے کہ جماعت عاملین بالحدیث عموماً مسجدون سے نکالی جاینگی وہ نہ نکلی تو فریق کے ہاتھ سے مار پیٹ کھاینگی

یا عدالت کے دروازون پر ڈیرہ لگا دینگے یا گورنمنٹ پنجاب مین ڈیپوٹیشن یا میموریل پیش کرینگے جسمین نہ صرف انکو نقصان پہنچیگا بلکہ گورنمنٹ اور اسکے معزز افسرونکا بیش قیمت وقت بھی صرف ہوگا یہہ آن بیمارونکی کیفیت مرض ہے اب جو اسکا علاج لایق توجہ معززین اہل اسلام و گورنمنٹ والاسنفام خاکسار (اڈیٹر) کے فکر وخیال مین آیا ہے وہ عرض خدمت جانبین ہوتا ہے۔

علاج لائق توجہ وتعمیل اہل اسلام

اہل اسلام سے جو صاحب علم وانصاف ہین وہ خود جانتے ہین کہ گروہ عاملین بالحدیث کو عاملین بالفقہ سے اصول اعتقاد وامہات مسایل مین الا چند مسائل فرعیہ عملیہ کے جنمین کسی جانب صواب یا خطا کا یقین نہین ہوسکتا) اختلاف نہین ہے وہ اکثر مسایل واصول مین ایک ہین اور جنکو کسی مسئلہ مین کچہہ اشتباہ یا قلت اطلاع ہو وہ بشرط استطاعت اس گروہ کے معمولہ ومتمسکہ کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو (جن پر انکا عملاً واعتقاداً اعتماد واستناد ہے) مطالعہ کر کے دیکہین کہ آیا ان کتب مین ان باتون کا جو ان کے ذمہ لگائی جاتی ہین اور وہ صفحہ (۱۲۹) منقول ہوچکی ہین کہین اثر ونشان ہے جسکو یہہ بہی استطاعت نہو وہ اسی فیصلہ وقرار داد فریقین کو جو عدالت کمشنری دہلی مین گویا رجسٹری ہوچکا ہے ملاحظہ فرما دین جسمین باتفاق علما فریقین صاف تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کا انکا اختلاف صحابہ کی مانند صرف بعض مسایل فرعیہ مین ہے اصول مین نہین ہے اصول مین یہ سب اہلسنت وجماعت ہین ایک کی دوسرے کے پیچہے نماز درست ہے اور جو اس فیصلہ کی بے اعتباری پر اس تحریر سراپا تزویر مین تین دلایل قائم کیے ہین انکو وہ محض مغالطات ودہوکے سمجہین دلیل اول کو اسلیے کہ صاحب کمشنر نے اسمین تصدیق مسایل کے لئے دستخط نہین کئے بلکہ بغرض شہادت واقعہ۔ گویا اس فیصلہ کو رجسٹری کردیا ہے تاکہ مفسدین کو اسمین انکار کی گنجایش نرہے اور ظاہر ہے کہ کوئی امر شرعی بیع یا نکاح یا ہبہ یا طلاق عدالت مین رجسٹری کرانیسے غیر شرعی وباطل نہین ہوجاتا دوم کو اسلیے کہ دینی مسایل وفتادی کے صیغہ وپیرایہ کا سوال وجواب پر انحصار

نہین ہے دیکہو قرآن مجید یا صحیح بخاری یا ہدایہ مین کہین رحمہ ہی فرمائید علماء دین کا
لفظ نہین ہے پہر کیا وہ مسائل جو ان کتابون مین نہین شرعی مسایل متصور نہ ہون گے
سوم کو اسلئے کہ اس فیصلہ پر جن لوگون کی مہرین ہین وہ سبہی علما نہین ہین تو بعض تو
بلا خلاف علماء ہین جنکے نام نامی ہم نے اسمقام مین (اسی بات کے جتانے کے لئے) نقل کئے ہین
اور انکا علما ہونا اس تحریر پر تزویر مین تسلیم کیا گیا ہے بلکہ انہی علما کی مواہیر سے اپنی تحریر کو
دہلی کا مہری فتوی بنایا ہے اور عام لوگونمین جو دہلی کے فتوی کا اعتبار کرتے ہین اعتبار پیدا کیا اور تصدیق مسئلہ کے لئے
بعض مصدقین کا علماء ہونا کافی ہے اسکو غیر علماء کا مان لینا اور اسکی تصدیق کرنا اسکو شرعی فتوی ہونے سے
خارج و بے اعتبار نہین کرتا اس بیہر سے کس و ناکس کو عالم ہو خواہ عامی ان باتون کی کذب و بہتان
ہونیکا یقین ہو سکتا ہے اور مغز خیرخواہان اسلام و اتفاق جویان اہل اسلام خصوصاً اسلامی انجمنون
کے اعیان کی توجہ سے اس یقین کے اظہار اور ان اکاذیب کی بے اعتباری کے اشتہار سے وہ مرض تفرقہ
و فساد و بغض و عناد اہل اسلام سے دور ہو سکتا ہے اور جنکے دلمین پہر بہی یہ مرض ہے انکے لئے دو نسخہ
اور تیار ہے اول ہزار روپیہ کا اشتہار دوم جہوٹی ان باتونکے قایل پر لعنت کی بوچہاڑ۔

اشتہار تو اس رسالہ کے سرورق پر ثبت ہے جسکو اہلحدیث مین ان باتونکے پائے جانے کا دعوی و یقین
ہو وہ اس اشتہار کا جواب دے یا کسی سے دلوائے اور ہزار روپیہ انعام پائے۔

اور لعنت ہر دم حاضر ہے جہان اور جسوقت چاہو اہلحدیث کہنے کو حاضر ہین کہ جو ان باتونکا قایل ہے
اسپر ہزار لعنت ہے اور جو ناحق کسی پر بہتان باندہے اسپر ہزار نہین تو پانچ ہی سو سہی۔ پانچسو کی انکو
رعایت کیگئی۔ انکے مخالف اپنے دعوی و یقین مین سچے ہین تو اسپر (بالجہر نہ سہی) آہستہ ہی آمین کہین
بالفعل تو ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین ہمارے اشتہار کا جواب ملا تو اسکے جواب مین ہم دلایل سے تفصیلی
اور کتابی بحث کرینگے ان باتونکا افترا ہونا محدثین کی کتب معمولہ سے ثابت کر دینگے اور جن عبارات اور کتب
چہاد و چہجو وغیرہ سے ان حضرات نے ان باتونکو اختراع کیا ہے انکا جواب بہی دینگے۔

علاج لایق توجہ گورنمنٹ

مجدد

کسی کی ذاتی وشخصی وصف منقصت یاکمال سی بحث کرنا چندان ضروری امر نہین ہے مگر جب وہ ذاتی وشخصی وصف قومی وصف ہوجائے اور اسکا اثر ایک قوم پر پہنچے تو وہ وصف ذاتی وشخصی نہین رہتی اور اس سی بحث قومی ضروریات سی ہو جاتی ہے۔

مثلاً ایک شخص کسی کی نسبت شہادت دینا چاہتا ہی اور اسکی کلام کا اثر اسکی جان یا مال پر پہنچنے والہ ہے تو اسکی ذاتی چال وچلن سے بحث کرنا ضروری وقومی امر ہے ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی قوم کا رہنما ومقتدا ہی اور اس سے عام لوگون کی ہدایت یا ضلالت متصور ہے تو اسکی ذاتی حالات سے بحث کرنا اور اون لوگون کا اعلیٰ فرض ہے جو قومی امور مین بحث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین۔

اسی اصول* پر محدثین نے سلف سی خلف تک حدیث کے راویون اور دین کے امامون کے حالات سے بحثین کی ہین اور فن اسماء الرجال مین کتابین لکھین ہین اور مورخین نے سلاطین زمان وغیرہ اعیان کے حالات مین تاریخین تالیف کین۔

اسی اصول پر ہم بھی بعض اوقات بعض اعیان اسلام کے حالات سی بحث کرتے ہین اور انکے نشر مناقب ومحامد کو موجب ہدایت ہزارون اشخاص کا جو انکی طرف رجوع کرین اور انکی تالیف سے ہدایت پاوین خیال کرکے اشاعۃ السنہ مین انکی فضائل وکمالات کو بیان کرتے ہین اس

---

* اصول جمع اصل بمعنے قانون ہی اور لغۃً کسی ایک قانون پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہی مگر چونکہ عام لوگ بجائے اصل لفظ اصول بولتے ہین اور اگر لفظ اصل بولا جاوے تو سمجھ نہین سکتے لہذا ہمنے بھی وہی عام فہم لفظ اصول بجائے اصل بولا ہی اور غلط العام فصیح کا لحاظ کیا۔

امر کو اگر کوئی ذاتی و شخصی بحث سمجھے تو یہہ اسکی نافہمی ہے اور جو اسکو اخبار نویسوں کی سی خوشامد تصور کرے یہ اسکی سوء ظنی و بدگمانی ہے یہہ بدگمانی ہر ایک کام مین (اچھے سے اچھا کیون نہ ہو) ہو سکتی ہے (مثلاً ایک شخص دوپہر کی دھوپ مین نماز کے لئے کسی مسجد مین آتا ہے اسکے اس فعل مین یہہ بدگمانی ہو سکتی ہے کہ یہ ریاکار یا مکار ہے اس فعل سے یہہ تسخیر خلایق مد نظر رکھتا ہے) مگر خدا - رسول قران و اسلام ہمکو اس بدگمانی سے مانع ہین اور ہر ایک مسلمان کے فعل مین (گو وہ بدنیتی سے کیا گیا ہو) حسن ظنی و نیک نیتی کے گمان کرنے کو واجب کرتے ہین (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۲ مین بصفحہ ۹ کتاب و سنت سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے) لہذا کسی مسلمان کو نہین پہنچتا کہ ہمارے یا کسی مسلمان کے فعل مین (جب تک کہ اسکے پاس ایسی قطعی دلیل بدگمانی کی جو خدا تعالے کے سامنے قیامت کے دن چل سکے) موجود نہو بدگمانی کرے آیندہ اختیار ہے قیامت قریب ہے خدا تعالے رقیب ہے اگر اس بدگمانی پر قطعی دلیل نہوگی تو خدا تعالے سے جان چھوڑانی مشکل ہو جائیگی - اسبات کو عوام نہین تو مولویصاحبان تو سوچین جو قران کو موت کو حساب کو پس پشت ڈالکر ہماری بعض مضامین پر جھٹ فتوے لگاتے ہین کہ فلانے صاحب کی خوشامد کے لئے ہے - اور انگریزون کی تالیف کے لئے ہے و علے ہذا القیاس -

اسی اصول پر ہمنے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶) مین ایک مضمون بعنوان "نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات" لکہا تو اسکے ضمن مین نوابصاحب ممدوح کی نسبت بلا اختیار یہ فقرہ مدحیہ قلم سے نکل گیا کہ "جناب ممدوح کو بعض علماء نے اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے" اسپر ہمارے ایک خیر خواہ دوست مولویصاحب نے جو ایک لکہنوی اخبار کے اڈیٹر ہین یہہ نکتہ چینی کی ہے

کہ نواب صاحب ممدوح نے ایک مصور کو تصویر پر انعام دیا یا ریاست سے دلوایا ہے اور اپنی تصویر قد آدم کو تاج المحل بھوپال مین رکھوایا ہے"۔

اور ضمناً ہمپر یہہ اعتراض جوڑ دیا ہے کہ ہمنے انکو ایسی حالتون کے ساتھہ مجدد کیون قرار دیا ہے"۔

اسمقام مین ہم اِس دوست کا ازالہ شبہ و شکایت کرتے ہین اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ اول تو نواب صاحب سے یہ فعل سرزد نہیز ہوا اور اگر بقول کسی مفتری و دروغ گو کے اسکا وقوع مان بھی لیا جاوے تو اس سی انکا مجدد ہونا زایل نہین ہوتا۔ مجدد ہونے کے لئے معصوم ہونا شرط نہین ہے اور منصب مجددیت عین منصب نبوّت یا اسکا مساوی نہین ہے کہ مجدد سے کوئی خطا یا گناہ ہونا نہ پاوے اسکی شرط اور معنے یہی ہین کہ مجدد وہ ہے جو علم اور سنت کی اشاعت اور بدعت کی اماتت عمل مین لاوے اور دین کو مدد پہنچاوے اور جناب ممدوح سے علم و سنت کی اشاعت اور اسلام کی معاونت اور بدعات و منکرات کی بیخ کنی اس کثرت سے ہوئی ہے کہ پچھلے مجددین مین اسکی نظایر کم پائی جاتی ہن۔ اور اسکے مقابلہ مین وہ منکرات جنکو ہمارے دوست انکے ذمہ لگاتے ہین۔ (اگر انکو مان بھی لیا جاوے) بفحوائے ارشاد واجب الانقیاد اِن الحسنات یذھبن السیئات لائق اعتبار و شمار نہین ہے۔

ہم پہلے اسی شق (دوم) کا ثبوت دیتے ہین شق اول (ان افعال کے اونسے اسرزد ہونے) کی پہر تفصیل کرینگے و باللہ التوفیق۔

ثبوت شق دوم

واضح ہو کہ یہ لفظ مجدد ایک حدیث نبوی کا لفظ ہی جسکو ابو داؤد نے

اپنی کتاب سُنن مین روایت کیا ہے۔ اِس **حدیث** کا مطلب یہہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے خدا تعالے اِس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکے دین کو نیا کرینگے (یعنے رواج دینگے اور قایم کرینگے)۔ اِس **حدیث** کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے گو اسکی تعیین مصداق مین انکا اختلاف ہی کوئی کسیکو اسکا مصداق بناتا ہے کوئی کسیکو اور اس لفظ **مجدد** کے معنے سبہی یہی بیان کرتے ہیں کہ جو سنت کو بدعت سے جُدا کرے اور علم کو پہلاوے اور بدعات و منکرات کو ہٹاوے یہ کسی نے نہین کہا کہ مجدد وہ ہے جو نبیون کی طرح معصوم ہو اور کوئی خطا یا گناہ نکرے۔

عن ابی هريرة فيما اعلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها (سنن ابی داود جلد ۲)

اِمام جلال الدین سیوطی نے مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد

مین کہا ہے حدیث کے حافظ اِس حدیث کی صحت پر اتفاق رکہتے ہین ازانجملہ حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نے مدخل مین اسکی تصحیح کی ہے اور پچہلے اماموں سے حافظ ابن حجر نے اسکی صحت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ متقدمین نے بہی اس حدیث کے ذکر سے زبان ہلائی ہے حاکم نے مستدرک مین ابن وہب سے اسنے یونس سے اسنے زہری

هذا الحديث اتفق الحفاظ على تصحيحه منهم الحاكم في المستدرك والبيهقي في المدخل وممن نص على صحته من المتاخرين الحافظ ابن حجر فاخرج الحاكم في المستدرك عن ابن وهب عن يونس عن الزهري قال فلما كان في راس المائة من الله على هذه الامة بعمر بن عبد العزيز قال الحافظ بن حجر وهذا يشعر

بان الحدیث کان مشہورا فی
ذلک العصر ففیہ تقویۃ لسندہ مع
انہ قوی لثقۃ رجالہ انتہی وقال
ابو جعفر النحاس فی کتاب الناسخ
والمنسوخ قال سفیان بن عیینۃ
بلغنی انہ یخرج من العلماء من یقوی
اللہ بہ الدین وان یحیی بن آدم عندی
منہم وقال ابوبکر البزاز سمعت
عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی یقول
کنت عند احمد بن حنبل فجری ذکر
الشافعی فرایتہ یرفعہ وقال یروی
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یبعث
اللہ لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ
من یقرر لہا دینہا قال فکان عمر بن
عبدالعزیز علی راس المائۃ الاولی
وارجو ان یکون الشافعی علی راس المائۃ
الاخری واخرج البیہقی عن طریق
ابی سعید الفریابی قال قال احمد بن
حنبل ان اللہ یقیض من راس کل مائۃ
سنۃ من یعلم الناس السنن وینفی
عن رسول اللہ الکذب فنظرنا فاذا

(زمانہ تابعی) اسنے اس حدیث کو نقل کیا ہے
پہر کہا (زہری نے فرمایا ہے کہ جب
پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا تو خدا
تعالے نے اس امت پر عمر بن عبدالعزیز
(خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا یعنے پہلی
صدیکا انکو مجدد بنایا حافظ ابن حجر نے
فرمایا ہے کہ زہری کا یہ قول بتا رہا ہے
کہ یہ حدیث تابعینوں کے زمانہ مین
بہی مشہور تہی اسمین اسکی سند کی
تقویت پائی جاتی ہے باوجودیکہ اسکی
سند راویوں کی جہت سے بہی قوی ہے
ابو جعفر نحاس نے کتاب ناسخ و منسوخ میں
کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ (تبع تابعین)
نے فرمایا ہے مجہے یہ روایت پہنچی ہے
کہ خدا تعالے علماء سے ایسے لوگون کو
پیدا کریگا جن سے دین کو قوت دیگا
میرے خیال مین یحیی بن آدم (محدث)
انہین سے ہیں۔ ابوبکر بزاز نے کہا ہے
مینے عبدالملک سے سنا وہ کہتے ہیں میں احمد
بن حنبل کے پاس بیٹہا تہا وہاں امام
شافعی کا ذکر چل پڑا تو مینے امام احمد حنبل کو

فے راس المایۃ عمر بن عبد العزیز وفی راس المائتین الشافعی۔ واخرج ابو اسمعیل الھروی من طریق حمید بن زنجویہ قال سمعت احمد بن حنبل یقول یروی فی الحدیث عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یمنّ علے اہل دینہ فے راس کل مایۃ سنۃ برجل من اھل بیتی یبیّن لھم امر دینھم۔ (مرقاۃ الصعود)

دیکھا کہ وہ امام شافعی کو اونچا کر رہی تھے اور کہتی تھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ خدا تعالے اِس امت کے لئے ہر صدی پر ایسی لوگون کو پیدا کریگا جو دین کو قایم کرینگے سو پہلی صدی پر عُمر بن عبد العزیز ہوے اور مجھے اُمید ہے کہ دوسری صدی کے مجدد امام شافعی ہون۔
بیہقی نے دوسری سند سی امام احمد بن حنبل سی نقل کیا ہے کہ خدا تعالے ہر صدی پر ایسے لوگون کو مسلط کرتا ہی جو لوگون کو احکام دین سکہاوین اور آنحضرت کی حدیث سی لوگون کا افترا ہٹاوین ہمنے خیال کیا تو پہلی صدی مین عمر بن عبد العزیز اور دوسری مین شافعی کو پایا۔ ایسا ہی امام احمد بن حنبل سے ہروی نے اَور سند سے روایت کیا ہے اسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میری اہل بیت سے خدا ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکو دین کی بات بتاوین۔

مرقات شرح مشکوۃ مین ہے تجدیدین کے یہ معنے ہین کہ وہ شخص سنت کو بدعت سی تمیز کریگا اور علم کو پہیلاویگا اہل علم کی عزت کریگا اور بدعت کی بیخ کنی کریگا اور اہل بدعت کی شوکت توڑیگا

من یجدد مفعول یبعث لھا ای لھذہ الامۃ دینھا ان یبین السنۃ من البدعۃ ویعز اہلہ ویقمع البدعۃ ویکسر اھلھا (مرقاۃ)۔

تیسیر شرح جامع صغیر مین ہے اِس حدیث مین مجدد سے مراد عام ہے ایک آدمی ہون یا کئی ہون مجدد وہ ہے جو سنت کی بدعت سی تمیز کرے

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس

كل مائة سنة من يجدد او اكثر يجدد لها دينها اي يبين السنة من البدعة و يذل اهلها قال ابن كثير و يدعي كل قوم في امامهم انه المراد والظاهر حمله على العلماء من كل طائفة (تيسير شرح جامع الصغير)

اور اہل بدعت کو ذلیل۔ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ہر ایک گروہ اس امر کا مدعی ہے کہ اس گروہ کا امام اسحدیث مین مراد اور اسکا مصداق ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سبھی گروہ کے علماء کو اسمین داخل سمجھا جاوے۔

مجمع البحار مین شرح جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ اس مجدد کی تعیین مصداق مین لوگون کا اختلاف ہے ہر ایک

وحديث يبعث على راس كل مائة سنة من يجدد دينها اختلفوا فيه وكل فرقة حملوه على امامهم والاولى الحمل على العموم ولا يختص بالفقها فان انتفاعهم باولي الامر والمحدثين والقراء والوعاظ والزهاد ايضا كثير والمراد من انقضت المائة وهو حي عالم مشهور و الحديث اشارة الى جماعة من الاكابر على راس كل مائة ففي راس الاولى عمر بن عبد العزيز ومن الفقهاء والمحدثين وغيرهم مالا يحصى وفي الثانية المامون والشافعي والحسن بن زياد

فرقہ اسکو اپنے ہی امام پر لگاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسکو عام سمجھا جاوے اور فقہا مذاہب سے مخصوص نکیا جاوے کیونکہ لوگون کا دین مین نفع اوٹھانا سلاطین اور محدثین اور قاریون اور واعظون اور زاہدون سے بھی بہت ہوا ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو صدی گذرنے کے وقت زندہ ہو اور شرح شفاء سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث مین اس جماعت اکابر کی طرف اشارہ ہے جو ہر صدی مین ہوئے سو پہلی صدی مین (خلفاء سے) عمر بن عبد العزیز تھے

واشهب المالكي وعلي بن موسى ويحيى بن معين ومعروف الكرخي وعلى الثالثة المقتدر والو جعفر الطحاوي الحنفي وابو جعفر الامامي وابو الحسن الاشعري والنسائي وعلى الرابعة القادر بالله وابو حامد الاسفرائيني وابو محمد الخوارزمي الحنفي والمرتضى اخو الرضا الامامي وعلى راس الخامس المستظهر بالله والغزالي والقاضي فخر الدين الحنفي وغيرهم س

(مجمع البحار ص ۲۷ جلد ۱)

اور فقہا و محدثین و غیرہ سے بے شمار تھے دوسری صدی مین (خلفا سے) مامون اور (فقہا سے) امام شافعی و حسن بن زیاد و اشہب مالکی اور (محدثین مین سے) علی بن موسی و یحیی بن معین اور (زاہدون مین سے) معروف کرخی تیسری صدی پر (خلفا سے) مقتدر باللہ اور (فقہا سے) ابو جعفر طحاوی اور ابو جعفر امامی اور ابو الحسن الاشعری اور (محدثین مین سے) نسائی چوتھی صدی پر (خلفا سے) القادر باللہ اور (فقہا سے) ابو حامد اسفراینی اور ابو بکر خوارزمی حنفی اور مرتضی امامی رضا کا بھائی - پانچوین صدی پر خلفا سے مستظہر باللہ (اور فقہا و زاہدون سے) امام غزالی و قاضیخان حنفی وغیرہم -

اِن عبارات اجلہ علماء (حنفیہ و شافعیہ) مین ہمارے معترضین و ناظرین غور کی نگاہون سے نظر کرین اور انصاف سے کہین کہ مجدد کے کیا معنے ہین - اور جن لوگون کو پہلی علماء نے مجدد قرار دیا ہے انمین کیا اوصاف پائے جاتے تھے ؟ جنکے سبب وہ مجدد قرار پائے - اور وہ کبھی گناہ یا خطا کے محل نہ تھے ؟ - پھر انصاف سے یہ بھی بتادین کہ جس شخص (نواب صاحب بھوپال)

کا مجدد ہونا ہمنے بعض علماء سے نقل کیا ہے انمین وہ اوصاف (کل یا جز) پاے نہین جاتے ۹ اور انمین پہلی مجددون کی نسبت زیادہ خطا یا گناہ موجود ہین ۹۔

جہانتک وہ فکر کو جولانی دینگے اِن مجددین کے اوصاف وہ اس سے بڑھکر نہ پاوینگی کہ از انجملہ مجددین خلفاء نے عدل و انصاف کیا شعایر اسلام کو پھیلایا ظلم و منکرات کو اُٹھایا اور مجددین علماء نے احکام شرعیہ کو کتاب و سنت سے مستنبط فرمایا اور کتاب و سنت اور اون دونو سے مستنبط احکام کو عالم مین بذریعہ تقریر و تحریر و تالیف شایع کیا اور مع ذلک ان اوصاف کے مقابلہ مین وہ انمین کچھہ نقص و خطا بھی پاوینگے جنسے کوئی بشر بعد انبیا خالی نہین ہے ۔

یہی حال اِس شخص کا ہے جسکا مجدد ہونا ہمنے بعض علماء سے نقل کیا ہے پھر ہمپر کیا اعتراض ہے ہم اس **مقام** مین بعض سابق مجددین کے حالات بطور **تمثیل** بیان کرتے ہین اور انکے مقابلہ مین اس شخص کے حالات بھی معرض بیان مین لاتے ہین ناظرین و معترضین انکے اور اونکی حالات مین مقابلہ و موازنہ کرین پھر انصاف سے کہین کہ وہ شخص اِن حالات کی نظر سے سابق مجددین کی نسبت اس لفظ کے اطلاق کا زیادہ مستحق ہے یا نہین ۔

پس واضح ہو کہ اگرچہ مجددین مذکورین سے بعض اکابر مین بعض ایسے اخص اوصاف پائے جاتے ہین جو (آجکل کہان) ایک مدت سے عنقا ہو رہے ہین (جیسے امام شافعی مین اجتہاد مطلق مستقل ۔ اور یحیی بن معین و نسائی مین حدیث کی امامت اور عمر بن عبد العزیز مین کمال عدالت

(جیسکے سبب بھیڑ یا بکری ایک جنگل مین ملکر چرتے تہے) - اور معروف کرخی مین زہد وریاضت وعلے ہذا القیاس۔ مگراون ہی لوگون مین اور بعض مجددون مین وہ اوصاف (جنکی نظر سے وہ مجدد کہلاے) ایسے عام اور وسیع ہین جو اکثر زمانون کے بہت سے علماء وارباب شوکت مین بکثرت پائے گئے ہین جیسے عام عدالت وعلم وفقاہت وحدیث کی روائیت واشاعت اور کتابون کی تالیف وتصنیف واتباع سنت کا پہیلانا بدعت ومنکرات کا مٹانا وعلے ہذا القیاس۔ **خلیفہ قادر باللہ** (چوتہی صدیکے مجدد) کے حالات

واعلے اوصاف تاریخ الخلفاء وغیرہ مین یہہ بیان کئے ہین کہ وہ ہمیشہ تہجد پڑہتے اور کثرت سے خیرات کرتے تہے - انہون نے اصول مین ایک کتاب تصنیف کی تہی جسمین صحابہ کے فضائل بیان کئے اور معتزلہ اور قران کو مخلوق کہنے والون کی تکفیر کی وہ کتاب خلیفہ مہدی کی جامع مسجد مین ہر جمعہ اہل حدیث کے حلقہ مین عام لوگون کے سامہنے پڑہی جاتی تہی اونکی فضیلت کے لئے تجہے یہی کافی ہے کہ شیخ تقی الدین ابن الصّلاح نے انکو فقہاء شافعیہ سے شمار کیا ہے اور انکے طبقات مین داخل کرلیا -

وكان القادر بالله من الديانة والسيادة وادامة التهجد وكثرة الصدقات وحسن الطريقة على صفة اشتهرت عنه تفقه على العلامة ابي بشر الهروي الشافعي وقد صنف كتاباً في الاصول ذكر فيه فضائل الصحابة واكفار المعتزلة والقائلين بخلق القران وكان ذلك الكتاب يقرؤ في كل جمعة في حلقة اصحاب الحديث بجامع المهدي وبحضرة الناس وناهيك بان الشيخ تقي الدين بن الصلاح عدّه من الفقهاء الشافعية واورده في طبقاتهم

(تاریخ الخلفاء ص ۴۳۳ ص ۴۳۴)

✝ دیکہو تاریخ الخلفاء ص ۴۳۳

اور خلیفہ مستظہر باللہ (پانچوین صدیکی مجدد) کے اعلے فضائل

قال ابن الاثیر کان لین الجانب کریم الاخلاق یسارع فی اعمال البر حسن الخط جید التوقیعات لا یقارنہ فیھا احد یدل علی فضل غزیر و علم واسع سمحاً جواداً محباً للعلماء والصلحاء وفی سنۃ احدے وخمسمایۃ رفع السلطان القرآن والمکوس ببغداد وکثر الدعاء لہ وزاد فی العدل وحسن السیرۃ

(تاریخ الخلفاء ص ۴۳۶-۴۳۹)

یہ بیان کئے ہین کہ وہ متواضع اور خوش اخلاق تھے نیک کامون مین جلدی کرنے والے خوشخط عمدہ فرمان نویس ان باتون مین کوئی انکا قرین نہ تھا صاحب فضل و علم وسیع و جوانمرد و سخی و علماء صلحاء دوست تھے انکی خلافت مین سلطان نے بغداد والون سے جزیہ اٹھا دیا اور عدل و انصاف بہت کیا جسکے سبب انکے لئے دعاء بکثرت ہوئی۔۔

اور خلیفہ مقتدر باللہ (تیسری صدی کے مجدد) کی فضیلت

وفی ثلثمایۃ ادخل الحسین الحلاج مشھوراً علی جمل الی بغداد فصلب حیاً و نودی علیہ ھذا احد دعاۃ القرامطۃ فاعرفوہ ثم حبس الے ان قتل فی سنۃ تسع واشیع علیہ انہ ادعی الالھیہ وکان المقتدر جید العقل صحیح الرائے۔۔

بیان کی ہے کہ انہون نے خلاج (منصور) کی اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پھر اسکو سولی پر چڑھایا اور لوگون مین پکارا گیا کہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے۔ اخیر نوین سال وہ مارا گیا۔ اور یہہ مشہور کیا گیا کہ یہ الوہیت کا مدعی تھا۔ اور لکھا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ کی عقل عمدہ تھی۔ اور رائے صحیح۔۔

خلیفہ مامون (دوسری صدی کے مجدد) کے اعلے فضائل

جمع الفقہا من الآفاق وبرع فی الفقہ والعربیۃ وایام الناس وکان افضل من رجال بنی العباس حزماً وعزماً وعلماً ورأیاً وھیبۃً وشجاعۃ وسواداً وسماحۃ قال ابومعشر المنجم کان المامون اماراً بالعدل فقیہ النفس یعد من کبار العلماء (تاریخ الخلفاء ص ۳۱۱)	یہ بیان کئے ہین کہ اسنی فقہاء کو جمع کیا اور فقہ و عربیۃ و تواریخ مین ماہر ہوا اور وہ عباسیون سے عزم و علم وحلم و رائے و ہیبت و شجاعت و فراخ دلی وغیرہ مین افضل تہا۔ ابومعشر نے کہا ہے مامون عدل کرنے کا بہت حکم دیتا اور فقیہ النفس تہا بڑے علماء سے شمار کیا جاتا۔

اِسی قسم کے انکے اور فضائل بیان کئے جنکا علم و فراست و فہم و کیاست کئی طرف رجوع ہوتا ہے۔

سمجھہ تو اِن مجددون کے اوصاف کمال ہین جنکے سبب وہ مجدد کہلائے انکے مقابلہ مین انمین ایسے اوصاف نقص بہی پائے جاتے ہین جنکو خطا یا گناہ کہا جا سکتا ہے پہر اون اوصاف کی نظر سے اون لوگون کو مجدد ہونے سے خارج نہین کیا جاتا۔

اِس قسم کے اوصاف ہم اِن سبہی مجددون کے بیان کرین تو یہہ امر معیوب سمجہا جاویگا لھذا صرف ایک دو صاحبون کے اوصاف کو لبطور تمثیل بیان کیا جاتا ہے۔

خلیفہ مامون کی نسبت تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے کہ جب وہ بڑا

ولما کبر عنی بالفلسفۃ وعلوم الاوائل ومھر فیھا فجرہ ذلک الی القول بخلق القرآن۔	ہوا تو وہ علم فلسفہ اور حکماء قدیم کے علوم مین ماہر ہوا اس امر نے اسکو اِس بات کی طرف کہینچا کہ وہ قران کے مخلوق ہونیکا

وجعل ولی العهد بعده علی الرضی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق۔ حمله علی ذلك افراطه فی التشیع حتی قیل انه هم ان یخلع نفسه و یفوض الامر الیه و فی سنة ثمان عشرة امتحن الناس بالقول بخلق القران فکتب الی نائبه علی بغداد اسحق بن ابراهیم فی امتحان العلماء کتابا یقول فیه الخ۔ (ایضا صہ ۳۱۲)

مائل ہوا۔ اور اسکو تشیع میں افراط تہا۔ یہی امر اسکو امام علی بن موسی کے ولیعہد کرنے پر باعث ہوا تہا۔ لعض کہتے ہیں اسنے یہہ بہی ارادہ کر لیا تہا کہ خود خلافت سے دست بردار ہو جائے اور امام مذکور کے سپرد خلافت کر دے۔

اٹھارویں سال اسنے لوگوں کا مسئلہ قران کے مخلوق ہونے میں امتحان لینا شروع کیا اپنے نائب اسحق بن ابراہیم کی طرف (جو بغداد میں تہا) خط لکھا جسکا مضمون طولانی ہے۔ اسپر اوسنے علماء کو جمع کیا اور جواب لیا۔ علما سے کسینے ٹلایا کسینے صاف جواب دیا۔ یہہ حال اسکو پہنچا تو اسنے لعض علماء کی نسبت صاف حکم دیا کہ انسے قران مخلوق ہونیکا اقرار کراؤ یا انکا سر کاٹ کر میرے پاس بہیجدو۔ اِس حکم کی تعمیل کا وقت نہ آنے پایا تہا کہ ملک الموت خدا تعالے کا حکم لیکر آپہنچا۔ اور اِس میں یہہ بھی لکھا

واخرج عن محمد بن العباس کان المامون یحب لعب الشطرنج شدیداً و یقول هذا یشحذ الذهن۔

واخرج من عدة طرق ان المامون کان یشرب النبیذ واخرج عن اسحق الموصلی قال المامون الذ الغناء ما طرب له السامع خطاء کان او صوابا (صہ ۳۱۴)

ہے کہ مامون شطرنج کہیلا کرتا اور اِس کہیل کو بہت دوست رکہتا تہا اور کہتا کہ اسسے ذہن تیز ہوتا ہے اور لکہا ہے کہ وہ نبیذ بہی پیا کرتا۔ اور اسکو راگ کا بہی شوق تہا۔ وہ کہا کرتا کہ بالذت وہ سرود ہے جس سے سامع کو طرب (خوشی) حاصل ہو پہر خواہ وہ درست ہو خواہ نادرست

اور **خلیفہ مقتدر باللہ** کے حالات مین اس فقرہ منقول سابق کہ

وکان مقتدر باللہ جید العقول صحیح الرای لکنہ موثرا للشہوات والشراب مبذرا وکان النساء غلبن علیہ فاخرج علیہن جمیع جواہر الخلافۃ ونفائسہا واتلف اموالا کثیرۃ وکان فی دارہ احد عشر الف خصیان غیر الصقالبۃ والروم والسود (تاریخ الخلفاء صہ ۳۹۴) و (فے صفحہ ۳۹۰ منہ) وفی سنۃ ثنتین ختن المقتدر خمسۃ من اولادہ فعزم علے ختانہم ستمایۃ الف دینار وختن معہم طائفۃ من الایتام واحسن الیہ وفیہا صلی العید فے جامع مصر ولم یکن یصلی فیہ قبل ذلک — (تاریخ الخلفاء صہ ۳۹۴)

وہ جید القول تہا کے ساتہہ ہی فرمایا ہے کہ وہ نفسانی شہوتون کو مقدم کرنیوالا تہا- اور فضول خرچ - اسکی عورتون نے اسپر غلبہ کیا تو اسنے خلافت کے جواہرات اور نفیس مال انکو نکالکر دیدئے اور بہت سا مال تلف کردیا اسکے گہر مین قوم صقالبہ اور رومیون اور حبشیون کے سوا گیارہ ہزار خصی غلام تہے یہ صفحہ ۳۹۴ مین بیان کیا ہے اور صفحہ ۳۹۰ مین کہا ہے کہ اسنے اپنے لڑکون کے ختنے کرائے تو اسپر پانچ لاکہہ دینار خرچ کردئے اور عید کی نماز شہر کی جامع مسجد مین پڑہائی اس سے پہلے عید کی نماز جامع مسجد مین کبہی نہ پڑہائی جاتی تہی —. اسی **قسم** کی باتین بعضے اور مجددون مین پائی جاتی ہین ولیکن ان سبکی تفصیل کی بالفعل مصلحت اجازت نہین دیتی سردست ہم ان ہی چند تمثیلات پر اکتفار کرتے ہین اور اگر ہمارے معترضین کسی مجدد کے بے گناہ و معصوم ہونیکا صریح دعوی کرینگے تو ہم بہی اس شخص مین اس قسم کی باتین نکالکر گن گن سنائینگے —.

اب ہم شمہ از اوصاف کمال نواب صاحب بہوپال قلم

مین لاتے ہین اور ناظرین و معترضین سے ان اوصاف اور مجددین سابق۔ الوصف کی اوصاف مین باالصاف مقابلہ و موازنہ کرنے کے خواستگار ہین۔

واضح ہو کہ جسقدر اوصاف کمال علمی و عملی ہمنے مجددین سابقین کے نقل کئے ہین اور وہ انمین فرادی فرادی پائے جاتے ہین وہ سبھی آپ کے ذات بابرکات مین مجتمعۃً موجود ہین لہذا ہم آپکی نسبت بمقابلہ مجددین سابق الوصف بے شائبہ تکلف (شاعرانہ) یہ کہہ سکتے ہین ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔۔

اسکا سرّ اور وجہ یہ ہے کہ خدا تعالے نے آپکو علم و شوکت (نیابت سلطنت) دونو منصب مرحمت فرمائے ہین (جو اکثر مجددین سابق مین جمع نہین ہوئے) اسلئے آپ ان سب مجددون کے صفات کمال کے جامع ہوئے بلکہ اکثر مجددون پر سبقت لے گئے۔

جسقدر تالیف و تصنیف کتب مختلف علوم کی اور انکی اشاعت (جو منصب اول کے نتایج سے ہے) آپ سے ہوئی ہے اسقدر مجددین سابق الوصف سے نہین ہوئی یا کم ہوئی۔۔

آپنے مختلف علوم (کتاب و سنت و فقہ و اصول وغیرہ) مین مختلف زبانون (عربی فارسی ہندی) مین نہ صرف کتابین تصنیف کر کے صندوقون یا کتب خانون مین رکھوا دے ہین بلکہ بصرف ہزار ہا روپیہ جیب خاص چھپوا کر اکثر بلاد (ہندوستان و پنجاب و عرب و مصر و یمن و دمشق و بلغار و بیروت وغیرہ) مین گھر گھر پہنچا دی ہین۔ اور سارت بہا الرکبان ددارت فی البوادی والعمران کا مصداق بنا دین۔

ان بلاد مین ایسا کوئی شہر نہو گا یا کم ہو گا جہان کوئی اہل علم ہو اور

اور آپکی تصنیف نہو اوران علوم اور انکی خوادم علوم مین ایسا کوئی علم نہوگا یا کم ہوگا جسمین آپنی کوئی تالیف نہ کی ہو۔

جن ادق مسائل اصول و فروع کو خواص فضلاء کم جانتے تہے انکو آپکی تصانیف کے ذریعہ سے ادنی طلبا، بلکہ بعض عوام جاننے لگے ہین اور جن کتابون حدیث و اصول کو اکابر علماء خواب مین دیکہنے کو بہی ترس رہے تہے آپکی توجہ سے اب وہ اصاغر طلباء کے مطالعہ مین ہین۔

علم ناسخ و منسوخ کتاب اللہ و سنت کو (جو اکابر محدثین و مجتہدین کے خصائص سے تہا) آپنے ایک مختصر رسالہ مین بیان کرکے ایسا عام فہم کردیا ہے کہ کس و ناکس (جو فارسی عبارت پڑہنے پر دسترس رکہتا ہے) اسکو ضبط کرسکتا ہے۔

علم اصول فقہ کو (جو اخص شرائط اجتہاد سے ہے آپنے ایک مختصر کتاب مین اس آسانی سے واضح کردیا ہے کہ تہوڑسی استعداد والہ طالب العلم بہی اس علم پر احاطہ کرسکتا ہے۔

متون کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو آپنے عام لوگون کے لئے دستور العمل بنا دیا ہے۔ کئی کتابون کا (جیسے موطا مالک جامع ترمذی وسنن ابی داود) آپنے ہندی زبان مین ترجمہ کرکے چہپوا دیا ہے اور کئی کتابون (صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ) آپکی توجہ سے مترجم ہو رہی ہین

اور شروح کتب حدیث کی تصنیف و طبع و اشاعت سے آپنے خواص علماء کو عمل بالحدیث و اجتہاد کا راستہ نکال دیا ہے۔ بعض کتب حدیث (جیسے مختصر صحیح بخاری و بلوغ المرام وغیرہ) کی شرح تو آپنے خود تالیف کرکے چہپوا دی ہین اور بعض شروح متقدمین کی تالیف بصرف زر کثیر طبع کرادی ہین۔ باقی آیندہ

بقیہ پیری و مُریدی

وہ کسکی بیعت اور صحبت کا اثر تہا ؟۔

حضرت خضر علیہ السلام (جو بقول اکثر علماء نبی نہ تہے اور انکے حق مین خدا تعالے نے قرآن مین فرمایا ہے) کہ ہمنے اونکو اپنے پاس سے علم سکہایا ہے۔ کسکی بیعت

آتیناہ رحمۃ من عندنا و علمناہ من لدنا علما۔ (کہف ۶ ۲۱)

و صحبت سے اس کمال و عرفان کو پہنچے تہے ۔ ؟

وہ اعرابی جسنے آنحضرت صلعم کے ہاتہہ پر بیعت کی تہی پہر بُخار کی تکلیف سے گہبرا کر بیعت توڑ دی اور اپنی گہر کی راہ لی

دیکہو صحیح بخاری ص ۳۵۲ وغیرہ

اِس بیعت نبوی سے کیون کمال احسان و عرفان کو نہ پُہنچا۔

کئی صحابی (جو آنحضرت کی صحبت مین مدت تک فیضیاب رہے اور اکثر وہ بیعت سے بہی محروم نہ تہے) ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جنکی سبب وہ مورد حدود و سزا شرعی ہوئے ۔

اِن دونو قسم کی نظائر کو ہم پورا شمار کرین تو ایک کتاب مستقل تیار ہو لہذا اِن چند تمثیلات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین اور مدعیان ملازمت بیعت و احسان (یا اخلاص) کی خدمت مین مودبانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اپنے اس دعوے پر انصاف سے نظر ثانی کرین شاید وہ سمجہہ جائین کہ بیعت تو یہ اور شے ہے اور احسان یا اخلاص اور شے ایک کو دوسرے سے ملازمت نہین ہے گو اِن دونو کا ایک محل مین اتفاق اجتماع و توارد جائز ہے۔

اکثر مدعیان خصوصیات رسمیہ پیر کے انتقال کے بعد اسکے بڑے بیٹے کو گدی پر بہٹاتے ہین اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اِس فعل سے کہ انہون نے آنحضرت

کے بعد حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ مقرر کیا اور حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمر کو اپنا خلیفہ بنا دیا مشابہہ بتلاتے ہیں۔ **شاید بعض** ناواقف اس سے بھی بڑھیں اور بعض خلفار کے اس فعل سے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو اپنا جانشین مقرر کیا تمسک کریں **اسکے جواب** دو ہیں اول یہ کہ بیعت خلافت و بیعت توبہ میں آسمان و زمین کا فرق ہے لہذا خصوصیات بیعت خلافت سی خصوصیات بیعت توبہ کا ثابت ہونا ناممکن ہے (چنانچہ اسکا کافی ثبوت نمبر ۳ جلد ۲ بصفحہ ۹ گذر چکا ہے)

دوم یہ کہ خلفار راشدین سی کسینے اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد نہیں کیا اور نہ اور اصحابہ نے کسی خلیفہ کے بیٹے کو انکا جانشین مقرر کیا ہے بلکہ حضرت عمرؓ نے جب امر خلافت کو اصحاب شوریٰ کے سپرد کیا تو اپنے بیٹے کے نسبت صاف کہدیا کہ میرے بیٹے عبد اللہ کا اس خلافت میں کوئی حق نہیں ہے (چنانچہ نمبر ۳ جلد ۶ مین بصفحہ ۴۸ منقول ہے) اور خلفار راشدین کے سوا اور خلفار و امرا کا فعل لایق اعتبار نہیں ہے۔

سب سی پہلے امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا سو اجلہ صحابہ نے اسپر انکار کیا اور اس فعل کو سنت کسریٰ و قیصر قرار دیا چنانچہ تاریخ الخلفار و صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ جب مروان نے بحکم امیر معاویہ مدینہ مین خطبہ کیا کہ امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو ابوبکر و عمر کی سنت پر خلیفہ مقرر کرنا مناسب سمجھا ہے تو عبد الرحمن بن ابی بکر نے صاف فرمایا کہ یہ تو کسریٰ و قیصر کی سنت ہے ابوبکر و عمر نے تو اپنے بیٹے یا کسی اور گھر والے

وفیھا دعا معاویۃ اھل الشام الی البیعۃ بالخلافۃ لابنہ وھو اول من عھد بھا فی صحتہ ثم انہ کتب الی مروان بالمدینۃ ان یاخذ البیعۃ فخطب مروان فقال ان امیر المومنین رای ان یستخلف علیکم ولدہ یزید سنۃ ابی بکر و عمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال

بل سنۃ کسریٰ وقیصر ان ابابکر وعمر لم یجعلاہ ھا فی اولاد ھما ولا فی احد من اھل بیتھما ۔ (تاریخ الخلفاء صـ۲۰۲ بخاری صـ۱۵۱)	کو اپنا جانشین مقرر نہین کیا پس انسی فعل سے جسکو صحابہ نے کسریٰ وقیصر کا طریقہ بتایا ہے مدعیان خصوصیات رسمیہ کا تمسک کیونکر جائز ہے ۔

بعض مدعیان خصوصیت کہتے ہین کہ ہم پیر کے بیٹے کو اسکے افضل و زیادہ متقی ہونے کی نظر سے گدی نشینی کا مستحق سمجھتے ہین صرف قرابت اور ولدیت پر نظر نہین رکھتے ۔

اسکا جواب بصفحہ ۱۱۴ وغیرہ پہلے ادا ہو چکا ہے کہ بیعت کے لئے افضل و زیادہ متقی ہونے کی کچھہ ضرورت وخصوصیت نہین ہے ہر ایک مسلمان سے جو فاسق وفاجر نہو بیعت کرنی جایز ہے ۔

بالجملہ بیعت کے لئے پیر کے بیٹے کی خصوصیت کسی دلیل سے ثابت نہین نہ اسکی ولدیت و قرابت اس خصوصیت کی دلیل ہو سکتی ہے ۔ نہ اسکا متقی و پرہیزگار ہونا اس خصوصیت کا مثبت ہے نہ اور کوئی وجہ اس خصوصیت پر شاہد ہے یہہ خصوصیت جہان کہین قصداً و اختیاراً پائی جاتی ہے پابندی رسم سے خالی نہین ہے

بعض مدعیان خصوصیات رسمیہ جو بیعت لینے کے وقت مریدون سے (سورہ فاتحہ وکلمہ توحید وغیرہ) اذکار پڑہواتے ہین اور مریدون کو ہمیشہ کے لئے اون اذکار مین عدد اور وقت کی قیدین و خصوصیتین (جیسے سورہ فاتحہ چالیس مرتبہ پڑہوا اور یاحی یاقیوم سو یا ہزار دفعہ صباح کو پڑہوا اور شام کو دہ) بتلاتے ہین اور ان قیدون وخصوصیتون کو افضل ٹہراتے ہین) ان قیدون اور خصوصیتون کے افضل ہونے پر **ایک یہ دلیل** پیش کرتے ہین کہ شارع کی طرف سے مطلق ذکر و دعا و تلاوت قران کی ہدایت آچکی ہے ایسا ہی مطلق فضیلت بعض

وقتون اور عددون کی شرع مین وارد ہے۔ پس اگر کسینے اس مطلق ہدائیت وفضیلت کی نظر سے کسی دعا یا ذکر یا عبادت کو بعض اوقات سی مخصوص اور مقرر کرلیا یا اسمین کوئی عددی قید لگادی تو کیا بُرا کیا شارع نے مطلق ذکر کی ہدایت کی ہے اور یہہ بہی ذکر کرتا ہے۔

دوسری دلیل یہہ کہ بعض صحابہ نے بعض موقع پر بعض اذکار و عبادات کو از خود مقرر کرلیا تھا آنحضرت اس پر مطلع ہوئے تو آپنے اس سی منع نہ فرمایا بلکہ مسلم و مقرر رکہا اسکی تفصیل و تمثیل ہین وہ **ایک حدیث** بلال پیش کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ آنحضرت نے انکو جنت مین اپنے آگے چلتے ہوئے دیکہا پہر اسکا سبب پوچہا تو انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت وضو کرتا ہون اسکے بعد دو رکعت پڑہ لیتا ہون اسمین وہ یہہ دعویٰ کرتے ہین کہ یہہ دو رکعت آنحضرت سے ثابت نہین بلال نے اپنی طرف سے اسکا التزام کررکہا تہا۔ پھر آنحضرت نے انکو اس سے منع نہ کیا۔

دوسری حدیث ایک صحابی جب نماز مین سورہ فاتحہ کے ساتھہ دوسری سورۃ ملاتا تو اس سے پہلے سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑہ لیتا۔ آنحضرت نے اسکا سبب پوچہا تو اسنے بیان کیا کہ اسمین خدا تعالےٰ کی صفت ہے اس لئے مجھے اس سے محبت ہی۔ آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت نے تجھے بہشت مین داخل کردیا اسمین بہی انکا وہی دعوی ہے کہ اسموقعہ پر قل ہو اللہ پڑہنے کا حکم وارد نہ تہا۔ اسنے اپنی طرف سی اس موقع پر قل ہو اللہ کو پڑہا پہر آنحضرت نے اسکو منع نکیا ان دلایل کی تائید مین وہ ایک اثر حضرت عائیشہ سے اسمضمون کا لاتے ہین کہ انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت کو نماز اشراق پڑہتے نہین دیکہا پر مین خود پڑہتی ہون

انکی پہلی دلیل کا جواب یہہ ہے کہ مطلق ہین اور ان قیدون اور خصوصیتون

مین (جو اسمین لگائی جاوین) ایک قسم کا مقابلہ ہے لہذا مطلق اون قیدون
اور خصوصیتونکا مثبت نہین ہوسکتا گو بلا لحاظ قیدون کے مطلق اپنے ہر فرد
کی مشروعیت کی دلیل ہوسکتا ہے - یہہ مسئلہ اصول کی چہوٹی بڑی کتابون
مین موجود ہے - پس جو شخص کسی مطلق حکم شرعی مین اپنی طرف سے بلا دلیل
شرعی کوی وقتی یا عددی قید لگا دے اور اسکو افضل اور داخل دین سمجہے اور
اسکے افضل اور دین ہونے پر اسی مطلق کو دلیل ٹہرائے وہ علم اصول سے ناواقف
ہے جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہے اور مطلق و مقید احکام سے خبر ہے وہ مطلق کو
بلا دلیل شرعی مقید کرنے اور مقید شرع کو بلا وجہ مطلق بنانے کو بدعت و حرام جانتے
ہین - حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ کتاب **ایضاح الحق** مین (جسکی نظیر
مولفات سلف و خلف مین تحقیق معنے بدعت مین دیکہی نہین گئی) اس قسم کی بدعت
کو (جسکی اصل تو شرع مین کچہہ ہو مگر لوگون نے اسمین اپنی طرف سے قیدین اور خصوصیتین
بڑہا کر اسے کچہہ اور بنا دیا ہو) بدعت وصفیہ کہا ہے اور اسکے بدعت ہونے مین بدست
آویز احادیث صحیحہ طولانی بحث کی ہے جسکا خلاصہ صہ ۶۱ مین اس کتاب کے یون
فرمایا ہے - باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید کلام فصل اول چنان
مستفاد گردیدہ کہ ہر عقیدہ و معاملہ دارد کے و حالی و قولی و فعلی کہ از جنس عبادات
باشد یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود معینہ
و ہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر و اعلان یا سر و کتمان یا اہتمام و عدم اہتمام
یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت بکتاب باشد و نہ بہ سنت و نہ باشتہار و رواج نہ در
قرون ثلثہ و نہ اجماع اہل حق و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین مسلم
الاجتہاد و صاحبش آنرا از امر دین شمارد و یا بادو معاملہ امور دینیہ کند پس ہمان امر را بدعت
میگوئیم - اور اس سے پہلے صہ ۱۴ مین کہا ہے - و معین مقام تفحص باید کرد کہ انبیاء

علیہم السلام بہ بیان کدام چیز در باب امور دین اہتمام میفرمایند پس میگوئیم چنانچہ
ترغیب بفعل امور نافعہ در معاد و تنفیر از فعل امور ضارہ دران از خواص منصب نبوت
است چنانکہ در بحث اول مذکور گردید وانرا دین میگویند وآن مشترک است در
جمیع ادیان سماویہ بحکم کریمہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا
الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسی وعیسی ہمچنین تحدید حدود امور مذکورہ و
تشخیص صور خاصہ آنکہ در منفعت ومضرت اخرویہ دخل داشتہ باشد نیز از خواص منصب
رسالت است وانرا شریعت ومنہاج نامی مندوان مختلف میباشد باختلاف رسل
بحکم کریمہ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا مثلا ترغیب بفعل نماز ونکاح وتنفیر از
شرک وزنا از باب تعلیم اصول دین است وتحدید نماز بتعیین اوقات واعداد رکعات
وشروط وامثال آن وتحدید نکاح بتعیین ایجاب وقبول وحضور شہود ولزوم مہر
وامثال آن وتحدید شرک بطیرہ وحلف باسم غیر اللہ وتحدید زنا بتعیین محلی کہ از ملک
وشبہہ آن خالی باشد وتعیین حد آن از جلد ورجم وامثال ذلک اینہمہ از باب تشریع ست
پس چنانکہ تحقیق بحث اول موقوف بر تفصیل امور دین بود ہمچنین تحقیق این بحث موقوف
بر تفصیل ابواب تشریع است پس میگوئیم کہ تعیین صور خاصہ وتحدید حدود معینہ برای
اصول دین از جہت شارع بدو طریق متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی باین نوع
تعیین فرماید کہ اصل مذکور بدون اینصورت خاصہ اصلا در نظر شارع معتبر نیست یا
کالعدم ست وثانی بطریق تکمیل یعنی باین وجہ تعیین فرماید کہ ہرگاہ اصل مذکور
در ینصورت خاصہ متحقق گردد در نظر شارع نہایت مستحسن وممدوح باشد پس صورت
معینہ را استحسان شرعی دخل وارد یا نہ در اصل تحقیق آن اصل مذکور ہر واحد از
قسمین بوجوہ متعددہ میباشد کہ چندے از ان بطریق تمثیل درین مقام ذکر کردہ
میشود مثلا از انجملہ تعیین اجزاے امر نسبت از امور دین با بطریق لزوم مثلا

تعیین قیام و قرات و رکوع و سجود و امثال آن به نسبت نماز و تعیین ایجاب و قبول به نسبت نکاح یا به طریق تکمیل مثلاً تعیین قومہ و جلسہ و تسبیحات به نسبت نماز و تعیین قدرے زاید از اصل درباب آداے قرض حسنہ بر تقدیریکہ شرط نکردہ باشد۔

از انجملہ ست تعیین اوقات یا بطریق لزوم مثلاً اوقات خمسہ براے اداے صلوۃ و ماہ رمضان براے صیام و ذی الحجہ براے حج و حولان حول براے زکوۃ وغیرہ وقت اذان جمعہ براے معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجہ براے تعید یا بطریق تکمیل مثل تعیین لیالی رمضان و لیلۃ نصف شعبان براے قیام و وقت نصف آخر از شب و وقت ارتفاع شمس براے تہجد و اشراق و ایام بیض و ستہ شوال و روز عرفہ و عاشورہ و پانزدہم شعبان براے صیام و ماہ رمضان براے عمرہ و روز ہفتم از ولادت مولود براے عقیقہ و پنجشنبہ و دوشنبہ براے سفر و امثال آن از مواضعیکہ توقیت اوقات دران از جہت شارع واقع گردیدہ کہ عدو احصاے آن ممکن نیست **و از انجملہ** ست تعیین امکنہ یا بطریق لزوم مثل تعیین امکان طاہر غیر مقابر و حمامات براے نماز و امصار براے نماز جمعہ و اعیاد و مساجد براے اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ براے حج و عمرہ وغیرہ مساجد براے معاملات یا بطریق تکمیل مثل تعیین مساجد براے نماز فرض و عقد نکاح و بیوت براے نفل و تلاوت قران و مواضع مخصوصہ حرمین براے دعا و مسجد جامع براے نماز جمعہ و صحرا براے نماز عید و استسقا و دفن اموات و مقابر براے تذکیر آخرۃ و استغفار براے اہل آن و مساجد ثلثہ براے سفر سوے آن بجہت تحصیل منفعت آخرویہ و امثال آن از توقیتات مکانیہ کہ در کثرہ و تعدد و احصار مثل توقیتات زمانیہ ست **و از انجملہ** ست تعیین اعداد یا بطریق لزوم مثل اعداد رکعات در فرائض و اعداد صیام در فرائض

وکفارات و اعداد مساکین درباب کفارت و اعداد اشواط وجمار درباب حج و اعداد شہود و ضربات جلدہ درباب معاملات وحدود و تعیین سنہ حیض یا مدت عدۃ ماہ یا چہار ماہ و دہ روز یا مدت حمل برائے عدت یا چہار ماہ برائے ایلا و یا سہ روز برائے خیار و امثال آن یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات در نوافل و تسبیحات در ارکان نماز و بعد از فراغ آن و در صلوۃ التسبیح وہمچنین تعیین ستہ شوال و ثلثہ در ہر ماہ درباب صوم و رعایت عدد وتر جمیع عادات و امثال آن و توقیت عددی را ہم بر توقیت زمانیہ و مکانیہ و در کثرت و عدم احصار قیاس باید کرد" اسی قسم کی کئی اور مثالیں آپنے صفحہ ۲۳ سے ۲۶ تک بیان کرکے فرمایا ہے و آنچہ در مقام عذر آن میگویند کہ ہر چند این امر محدث است اما مشتمل بر مصلحے از مصالح دینیہ است یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت مذکورہ محدث باشد پس مجرد این عذر امور مذکورہ را از حد بدعات خارج نمے گردانند آرے تحقیق آنکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ پس عنقریب انشاء اللہ تعالے در فصل ثانی مذکور خواہد شد" اور فصل ثانی میں آپنے عمدہ تفصیل و دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ہیہ بدعت قبیحہ ہے اور بدعت حسنہ شرع میں کوئی چیز نہیں اور جو اوہنوں نے خاصکر اون اذکار اشغال صوفیہ کی نسبت (جنسے بحث ہو رہی ہے) فرمایا ہے وہ نمبر ۲ میں بصفحہ ۴۸ منقول ہو چکا ہے ہہہ کچہہ مولانا مرحوم نے فرمایا ہے یہ انکے متفردات و اجتہادات سے نہیں بلکہ اجلہ اصحابہ و تابعین و آیمہ مجتہدین اور انکے اتباع متقدمین و متاخرین سے منقوم ہے انکے اقوال کی تفصیل اون کتب و رسایل میں جو رد بدعت میں علماء ہندوستان نے تالیف کی ہیں (جیسے تفہیم المسایل و صواعق الہیہ وغیرہ) میں منقول ہیں ہم ان پرانے مباحث کو نئے سر سے چھیڑنا نہیں چاہتے جو ان مباحث کا شایق ہو وہ ان پرانی تالیفات کو دیکہیں۔ .

اسمقام مین ایک صحابی کا قول بطور نمونہ نقل کرتے ہین حضرت ابن عمرؓ

عن نافع ان رجلاً عطس الی جنب عبد اللہ بن عمر فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ و لیس ھکذا علمنا رسول اللہ علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال

بعا ہ الترمذی ص ۱۰۰ جلد ۲ —

سے روایت ہے کہ انکے پہلو مین ایک شخص نے چھینک ماری تو کہا الحمد للہ و السلام علی رسول اللہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ یہہ تو مین بھی بہت محلون مین کہا کرتا ہون ولیکن آنحضرت نے ہمکو اس محل پر یہ نہین سکھایا۔ بلکہ یون فرمایا ہے کہ ہم اس موقع پر الحمد للہ علی کل حال کہین۔

دوسری دلیل اور ان دلائل کی تائید کا جواب اولاً یہہ ہے کہ جن باتون کو صحابہ کی ازخود تجویز کی ہوئی باتین قرار دیا جاتا ہے وہ سبھی انکی خود تجویزی نہین ہین انمین ایسی باتین بھی ہین جو آنحضرت کے ارشاد و تجویز سے ثابت ہین دیکھو وضو کے بعد دو رکعت نماز جسکو وہ آنحضرت سے ثابت نہین مانتے آنحضرت کے ارشاد سے ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت عثمان رضؓ سے

عن عثمانؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یتوضاء رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوٰۃ الا غفر لہ ما بینہ و بین الصلوٰۃ التی تلیھا (اخرجہ الشیخان) وفی روایۃ من توضاء مثل وضوئی ھذا ثم قام فرکع رکعتین

حدیث مروی ہے کہ مینے آنحضرت سے سُنا کہ جب کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو خدا تعالے اسکے وہ گناہ (جو اس سے پہلے نماز سے اوسوقت تک اسنے کئے ہین) بخش دیگا۔ ایک اور حدیث مین بھی ذکر آیا کہ دو رکعت پڑھے جسمین اسکو

لا یحدث فیهما نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (اخرجہ الشیخان)	اسکو کچھ دلمین خیال پیدا نہوا ہو۔

اور صلوۃ الضحے (اشراق یا چاشت) (جسکی نفی مین وہ حضرت عائشہ کی روایت پیش کرتے ہین) خود حضرت عائشہ کی روایت سے آنحضرت سے ثابت ہے چنانچہ

عن معاذۃ انہا سالت عائشۃ کم کان رسول اللہ صلعم یصلی صلوۃ الضحی قالت اربع رکعات و یزید ماشاء (مسلم ص ۲۴۹)	صحیح مسلم مین معاذہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلعم کی نماز کتنی رکعت پڑہتے آپنے فرمایا چار رکعت اور اس سے زیادہ پڑہا کرتے۔

یہہ **حدیث** صاف ناطق ہے کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت کو اشراق پڑہتے بچشم خود کبہی نہین دیکہا مگر آنحضرت کے اشراق پڑہنے کا (آنحضرت سے سنکر یا کسی اور دیکہنے والے کے بیان پر) انکو علم تہا اسواسطے انہوں نے اس نماز کا التزام کیا تہا نہ یہہ کہ اپنی طرف سے اسکو گہڑ لیا تہا (چنانچہ حضرات مستدلین کے کلام کا فحوا ہے) امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ حضرت

واما الجمع بین حدیثی عائشۃ فی نفی صلوتہ صلی اللہ علیہ وسلم الضحے واثباتہا فہو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیہا بعض الاوقات لفضلہا و یترکہا فی بعضہا خشیۃ ان تفرض کما ذکرتہ عائشۃ و یتاول قولہا ما کان یصلیہا الا ان یجئ من مغیبہ علی	عائشہ کی روایت نفی و اثبات مین تطبیق موافقت کی یہی صورت ہے کہ بعض اوقات آنحضرت یہ نماز اسکی فضیلت کی نظر سے پڑہتے تہے بعض اوقات بخوف فرض ہو جانے کے ترک کر دیتے حضرت عائشہ کے اس قول کے کہ آپ نہ پڑہتے تہے یہی معنے ہین کہ حضرت عائشہ انکو نہ دیکہتی اسکی وجہ یہ ہے

ان معناه ما رایته کما قالت فی
الروایة الثانیة ما رایت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یصلی سبحة
الضحی وسببه ان النبی صلی الله
علیه وسلم ما کان یکون عند عایشة
فی وقت الضحی الا فی نادر من الاوقات
فانه قد یکون فی ذلک مسافرا
وقد یکون حاضرا ولکنه فی المسجد
او فی موضع اخر واذا کان عند
نسائه فانما کان لها یوم من تسعة
فیصح قولها ما رایته یصلیها
وتکون قد علمت بخبره او خبر
غیره انه صلاها ویقال قولها
ما کان یصلیها ای ما یداوم علیها
فیکون نفیا للمداومة لا لاصلها

کہ وہ حضرت عایشہ کے پاس اشراق
کے وقت کم ہوا کرتے کبہی سفر مین ہوتے
کبہی مسجد مین کبہی کسی اور بی بی کے
گہر مین کیونکہ حضرت عایشہ کے گہر آنے
کا دن نو مین سے ایک ہوتا تہا اسلیئے
اونکا یہہ کہنا صحیح ہوا کہ مینے بچشم خود نہین
دیکہا ۔ مگر اونہون نے انحضرت کے بیان سے
یا کسی اور کی روایت سے یہہ جان لیا تہا کہ انحضرت
یہہ نماز پڑہا کرتے تہے یا اونکی یہہ مراد ہوگی
کہ آنحضرت ہمیشہ نہ پڑہتے اس صورت
مین مداومت کی نفی ہوئی نہ اصل نماز کی۔
اور ثانیاً یہہ کہ اگر ہم یہہ مان لین کہ
وہ سبہی باتین صحابہ کی خود تجویزی اور
نئی نکالی ہوئی باتین ہین تو بہی آنحضرت
کی بعض ان باتونکو تسلیم کر لینے اور
قایم رکہنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اون باتون کے سوائے بہی جس قسم کی قیدین
اور خصوصیتین مطلق احکام شرع مین صحابہ یا کوئی اور شخص لگانا چاہے شرع
کی طرف سے اسکو اجازت ہے اور بدعت وصفیہ (جسمین شرعی امر کو کچہہ تغیر دیکر
ایک نئی صورت بنایا جاتا ہے) جایز ومباح ہے ان باتون کے تسلیم وتقریر سے
نہایت یہی ثابت ہوتا ہے کہ شارع نے ان باتون کو عام حکم ممانعت احداث
سے مخصوص ومستثنیٰ فرمایا ہے نہ یہہ کہ اس حکم عام کو بالکل مہمل وبیکار کر دیا ہے

اور مطلق شرع کو مقید کرلے اور احکام شرعیہ مین از خود کمی و بیشی کریگا -
ہر ایک کو عام اختیار دیدیا ہے -

یہہ **عام** اختیار نہ آنحضرت کی سکوت یا اون الفاظسے جوان موقعون پر آنحضرت نے فرمائے ہین) ثابت ہوتا ہے اور نہ اون خاص مواقع پر عام مواقع کا قیاس ہوسکتا ہے -

حضرت بلال کی نماز پر آنحضرت نے صرف سکوت فرمایا ہے یہہ نہین فرمایا کہ اسیطرح جس موقع پر تیرا دل چاہے اپنی تجویز سے نوافل یا کوئی ذکر و دعا مقرر کرلیا کر -

اِس صحابی نماز مین قل ہو اللہ پڑھنے والے کو صرف یہہ فرمایا ہے کہ اسکی محبت نے تجھے بہشت مین داخل کردیا یہہ نہین فرمایا کہ ایسا ہی جہان تو چاہے قل ہو اللہ یا کوئی اور دعا پڑھ لیا کر اور نہ اسکی مثل کوئی اور لفظ عام متضمن اختیار عام فرمایا ہے -

اِن خاص موقعون پر **عام** موقعون کا **قیاس** اسلئے نہین ہوسکتا کہ بجز ان خاص مواقع کے اور مواقع مین از خود کوئی بات نکال لینے یا کسی شرعی بات مین کمی بیشی کرنے سے عام حکم ممانعت احداث مانع ہے - **پھر اس** حکم عام کے (جو نصوص صریحہ سے ثابت ہے) مقابلہ مین قیاس کیونکر جایز ہوسکتا ہے -

افسوس مدعیان خصوصیات رسمیہ کم توجہی کے ساتھ الفاظ حدیث سے تمسک کرتے ہین اور یہہ غور نہین کرتے کہ جس حدیث سے ہم تمسک کرتے ہین وہ عام ہے یا خاص اگر وہ خاص ہے تو ہمارے مدعا پر اسنے

† اِن نصوص کو دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب اصلاح الحق کا مطالعہ کرو -

منطوق سے شاید ہے یا مفہوم سے اگر مفہوم سے شاید ہی تو وہ کسی منطوق کے معارض و مقابل تو نہین ہے برآے خدا اب بہی ان باتون کو سوچین اور اگر ان باتون کیطرف توجہ تہو تو کتب اصول فقہ تالیف محدثین و فقہا کی طرف مراجعت کرین اتنی ہمت نہو تو ضمیمجات اشاعۃ السنۃ نمبر (۱۰ وغیرہ) جلد (۳) ہی کو پڑہ کر ان باتون سے واقف ہوکر اپنے استدلال پر نظر ثانی کرین

اور اگر وہ یہہ بھی نکرسکین تو وہ اپنے ہی خیالات کو ٹٹولکر سوچین کہ جن قیدون اور خصوصیتون کو وہ لوگ بدعت سمجھتے ہین اور اپنے مریدون سے (خصوصاً بیعت لینے کے وقت) اون بدعتون کو نکرنے کا اقرار لیتے ہین وہ کیون بدعت ہین - ؟

اون قیدون اور خصوصیتون مین اور انکی مجوزہ اذکار کی قیدون اور اور خصوصیتون مین کیا فرق ہے - ؟

کیا اون قیدون اور خصوصیتون کے لئے شریعت مین کوئی مطلق و بے قید اصل نہین - ؟

اگر ہے تو اس مطلق مین اپنی طرف سے وقتی اور عددی وغیرہ خصوصیات لگانے کے لئے حدیث بلال و حدیث قاری قل ہو اللہ و حدیث عائشہ کیون اجازت نہین دیتی - ؟

اور اگر یہہ دعوے ہے کہ ان خصوصات کے لئے کوئی مطلق اور بے قید اصل بہی نہین تو یہہ دعوے محض غلط ہے -

ہم اس مقام مین بطور تمثیل چند ایسی خصوصیات کو ذکر کرتے ہین جنکی کچہہ نہ کچہہ مطلق اصل شریعت مین ثابت ہی اور یہہ لوگ انکو صرف وقتی و عددی وغیرہ قیود کی نظر سے بدعت قرار دیتے ہین -

مُردہ کے سوم وچہلم وجمعرات کی روٹیان اور شب برات کا حلوہ بھی اسی قسم مین سے ہے اِس خصوصیات کو وہ اِسی نظر سے بدعت سمجھتے ہین کہ اس موقعہ پر اور اس ہیئت اجتماعی سے یہہ خصوصیات شریعت سے ثابت نہین ورنہ اِن خصوصیات کے لئے اپنی اپنی جگہہ پر کچہہ نہ کچہہ اصل شریعت مین موجود ہے۔

میّت کے لئے مطلق ایصال ثواب عبادت مالی باتفاق اہل سنّت ثابت ہے اور حدیثون مین صاف آچکا ہے۔ **تین** کا عدد بہت سے احکام شرعیہ مین ملحوظ ہے (کفارہ یمین اور ایّام بیض کے روزہ تین دن ہین میت پر سوگ تین دن تک ہے و علے ہٰذ القیاس) ایسا ہی **چالیس** کا عدد بعض مواقع مین ماخوذ ہین (حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دن ٹہرایا گیا ہے) جمعرات و شب برات کی فضیلت مین بہی کئی موقعہ پر نصوص آچکی ہین **حلوہ** بہی آنحضرت کو پیارا تہا۔ مگر یہ لوگ اِن چیزون کے اِن مطلق اصلون کا لحاظ نہین کرتے اور ان خصوصیات کے لئے شریعت مین خاص اصل نہ ہونے کے سبب انکو بدعت قرار دیتے ہین۔

ایک طرفہ مثال (جسکو کوئی مسلمان بدعت نہین کہہ سکتا نہی حضرات اسکو صراحۃً یا کنایۃً بدعت کہتے ہین) فرضی نماز کے بعد ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگنا ہے۔

یہہ لوگ پانچون وقت نماز پڑہ کر ہاتہہ اوٹہا کر دعا نہین مانگتے اور اسپر یہی دلیل پیش کرتے ہین کہ اِس موقع پر آنحضرت سے ہاتہہ اوٹہا کر دعا مانگنا ثابت نہین ہے باوجودیکہ انکو اسبات کا علم و اقرار ہے کہ **مطلق** دعا آنحضرت کے فعل و قول سے بلکہ خدا تعالےٰ کے ارشاد سے ثابت ہے اور **مطلق** نماز کا خاتمہ

دعا کا محل ہے اور دعا مین ہاتھہ اٹھانا ہی مطلق اداب دعا سی ہی اور آنحضرت سی صدہا
مواقع مین ہاتھہ اٹھاکر دعا مانگنا ثابت ہی پایا نہیں وہ ان اطلاقات کا کچھہ لحاظ و اعتبار
نہین کرتے اور صاف ہی ہین نہ ا[illegible]
نہین ہی اسی کے موافق الکار[illegible]ن (بڑون سی لیکر چھوٹون تک) عمل ہی ہم نہین جانے
اس دعا مین وہ مطلق نصوص پر عمل کیون نہین کرتے اور اسکی مشروعیت کے لئے
وہ یہہ کیون نہین کہتی (جیسا کہ خصوصیات اذکار مین وہ کہتی ہین) کہ خدا تعالے نے مطلق
دعا کو مشروع کیا ہی اور یہہ شخص (جو فرائض کے بعد ہاتھہ اٹھاکر مانگتا ہی) یہی دعا کرتا ہی۔
یہہ مثال (جو انکی شبانروزی عمل مین ہی) انپر ہزار دلیل سی زیادہ سخت حجت ہے
اُسمین اگر وہ انصاف سی غور کرین تو اسی سی اپنے اذکار مجوزہ (جنکو وہ دین اور افضل سمجھتی ہین اور وہ
آنحضرت سی خصوصیت کی ساتھہ مروی و ثابت نہین) بدعت ہونا یقین کر لین یا وہ ایسے
تشددات کو (کہ نماز کے بعد ہاتھہ اٹھاکر دعا مانگنا بدعت ہی) چھوڑ دین مگر انکی موجودہ حالت
کو دیکھکر مجھے امید نہین ہی کہ وہ ان باتون کو سمجھہ سکین یا سمجھکر اپنی عندیات سی رجوع کرینگے
مجھے زیادہ تر ان لوگون کی فہمائش مد نظر ہی جو باوجود دعوے اتباع سنت
ان لوگون کے مرید و مقلد ہو رہے ہین وہ لوگ خدا کے
لیئے تھوڑی دیر انکی تقلید و یا افراط محبت کو (جسکی نسبت آچکا
ہے "حبك للشئ يعمى ويصم" یعنے ایک چیز کی محبت
تجھے اندہا و بہرہ کر دیتی ہے) یکسو کرکے سوچین کہ کیا وہ بزرگوار ہیت
اجتماعی دعا بعد الفرائض کو بدعت کہتے یا سمجھے اور ان —
اطلاقات کا جو اس دعا کی نسبت شرع مین آچکی ہین لحاظ
و اعتبار نکرنے مین اور خصوصیات اذکار کو انکے اطلاقات
کے لحاظ سے مشروع و افضل سمجھتے ہین متناقض القول نہین

ہین اسباب کو وہ خود نہ سمجہہ سکین تو ادن علماء و مقتدا ون سے جنکا علم و اتقا مسلم ہے پوچہہ لین اپنی اندہا دہند محبت و اعتقاد ... ہین اور اون کو لون مین جنکو وہ پیر پرست سمجہتے ہین یا اماموں کے مقلد خیال کرتے ہین کیا فرق ہوگا ؟ — آیندہ اختیار ہے — وما علینا الا البلاغ —

تذییل

مین پہلے ہی بصفحہ (۴۵ و ۷۰) کہہ چکا ہون اور اب پہر کہتا ہون کہ جسقدر میرا اعتراض و انکار خصوصیات رسمیہ (خصوصیت گدی نشینی وغیرہ) پر ہے اسی صورت مین ہے کہ ان خصوصیات کو کوئی دین سمجہے اور افضل و موجب قرب و ثواب قرار دے (جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین سمجہتے ہین) اور اگر ان خصوصیات کو اصل دین نہ سمجہا جاے و صرف ضرورتون اور عارضی سلببون سے یا اتفاقیہ طور پر کام مین لایا جاوے تو اسپر ہمارا اعتراض و انکار نہین ہے مثلاً ایک شخص سورہ فاتحہ یا کوئی اور دعا ہر روز ایک سیو مرتبہ پڑہتا ہے یا تلاوت کے لئے قران کا ایک پارہ یا سوا سیپارہ مقرر کرتا ہے اور اس تعین و خصوصیت کو دین نہین سمجہتا یعنے اس خصوصیت عدد و مقدار کے عوض مین علاوہ اس اجر و ثواب کے (جو مطلق دعا و تلاوت یا اور عدد و مقدار سے (جو اس سے بڑہکر ہو) متوقع ہے کچہہ اور اجر ثواب کی توقع نہین رکہتا صرف اپنی سہولت و ضبط کے لئے یہ تعین کرتا ہے اسکے حق مین یہ خصوصیت بدعت نہین ہے —

یا کوئی شخص ایک ہی بزرگ کی صحبت کا التزام رکہتا ہے مگر اس التزام کو بحکم خدا و سول واجب یا اولیٰ نہین سمجہتا صرف اسوجہ سے ضروری سمجہتا ہے کہ جہان وہ رہتا ہے وہان اور کوئی لایق صحبت و صحبتا با برکت نہین ہے یا اسکو کوئی ایسا نظر نہین آتا ہے اور وہ اور کسی کی صحبت سے فایدہ نہین اوٹہاتا) اسکی صحبت کا التزام رکہتا ہے تو اسکے حق مین یہ التزام بدعت نہوگا — وعلیٰ ہذا القیاس —

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین آیندہ اگر کوئی صاحب اسمین نکتہ چینی کرینگے تو ہم بہی کچہہ کہینگے ورنہ خیریت فقط

کتاب مستطاب

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار (جو عمل بالحدیث واجتہاد کے لئے کافی ذریعہ ہے) آپ ہی کی توجہ سے آٹھہ جلدون مین مصر مین چھپی ہے اور اب تہوڑی قیمت (پچیس ۲۵) پر ملسکتی ہے اور **فتح الباری** شرح صحیح بخاری تالیف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر (جسکی نظیر کتب اسلام مین اسکے بعد پائی نہین گئی) جناب کی عالی ہمتی سے مصر مین طبع ہو رہی ہے۔ تہوڑے عرصہ مین انشاء اللہ تعالے وہ بہرست عشاق اتباع ہوگی۔ **اسی قسم کی** تالیف واشاعت آپسے بقیہ علوم کے متعلق ہوئی ہے جسکی تفصیل وتوصیف مین جولانی کرنے مین ہمارا اشہب قلم لنگ ہے اور عرصہ قرطاس تنگ۔

شائقین تفصیل آپکی کتب مولفہ کا حال آپکی فہرست مولفات (الملحقہ کتاب منہج الوصول اور آپکے تراجم (جو اکثر تصانیف جناب کے ساتہہ بطور تقریظ شامل کی گئی ہین) سے ملاحظہ فرماوین وہ میسر نہون تو ہمارے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶) کو جسمین کسیقدر انکی تفصیل ہے مطالعہ مین لاوین اور انکی اشاعت کا مشاہدہ وتجربہ جس ملک اور جس شہر سے چاہین کرلین۔

آپکی تالیف بابرکت مین ایک خصوصیت جسکو آپکی کرامت کہین تو بیجا نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (جنکے سنت کے آپ خادم ہین) معجزہ خیال کرین تو ناروا نہین ایسی پائے جاتے ہین جو ایک عرصہ سے کتب مولفہ اہل اسلام سے مفقود ہے وہ یہ ہے کہ آپکی تالیفات آپکی حیات مین اور آپکے ہمعصرون مین مقبول ومعمول بہا ہوگئی ہین اور اکثر علما ہندوستان۔ پنجاب۔ عرب۔ مصر۔ دمشق بیروت۔ بلغاریمن وغیرہ نے سر آنکہون پر رکہہ لی ہین۔ تلقتہا الافاضل بالقبول وھبت علیہا قبول القبول اور یہ بات اور لوگون کی تالیفات مین ایک

مدت سے پائی نہین گئی انکی تالیفات انکے مرنے کے بعد اون لوگون مین جو انکے بعد پیدا ہوے مقبول ہوئی ہین انکے معاصرین نے قبول نہین کین، اسی وجہ سے اوران ہی لوگون کی نسبت یہہ مثل "المعاصرۃ اصل المنافرۃ" یعنے ہمعصری نفرت کی جڑہ ہے مشہور ہو رہی۔

اور جسقدر آپ سے احیا سُنت واقامت خیرات وحسنات اور ازالہ بدعات واخمال منکرات (جو لوازم ونتایج منصب دوم جناب سے ہے) وقوع مین آئی ہے وہ بہی اکثر مجددین سابق سے بڑہکر ہے۔ ہماری قلم مین کہان طاقت اور ہمارے پرچہ مین کب وسعت ہے کہ ہم اسکی تفصیل کرسکین ولیکن بحکم مالایدرک کلہ لایترک کلہ مشتے نمونہ از خروار واندکے از لسیار بطور تمثیل ایک فہرست کے ضمن مین ناظرین کی آگے پیش کرتے ہین۔

فہرست رسوم حسنہ جنکو جناب نے قائیم کیا و رسوم سئیہ جنکا آپنے ازالہ کیا یا ازالہ کے درپئے ہین۔

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
	رسوم حسنہ	۶	مساجد کی مصارف بہ نسبت سابق بڑہا گئے
۱	علمار وفضلا بہ نسبت سابق زیادہ ملازم وخیل بائے گئے	۷	اندہے اپاج وغیرہ معذورون کو وظائف مقرر ہوئے۔
۲	طالبعلمونکو وظیفے بہ نسبت سابق بڑہا دیے گئے		
۳	یتیمون کی تعلیم کی لئے وقفی مدرسہ قائیم ہوا	۸	رفاہ عام کے لئے شفا خانہ بڑہا گئے اور اطبا زیادہ رکہے گئے
۴	قران پڑہنے والی لڑکیون کو وظائف مقرر ہوئے		
۵	سرکاری محل مین تلاوت قران بکثرت جاری ہوئی	۹	تالاب وکنوئین (جنکی بہوپال مین بہت حاجت ہے) کثرت سے کہدوائے گئے

نمبر	رسوم
۱۰	سڑکون وغیرہ مواقع ضرورت عام پر درخت لگالیئے گئے۔
۱۱	روشنی وصفائی شہر کا خرچ ریاست کے ذمہ کیا گیا۔ ریا عاسی اُٹھایا گیا۔
	رسوم بدجنکا ازالہ ہوچکا
۱۲	زناکاری عام شہر کسبیونکی شہر سے اخراج سے روکی گئی۔
۱۳	گانے بجانے کی تعلیم۔ تعلیم دینے والون کی اخراج سے روکی گئی۔
۱۴	ہیجڑون کا پیشہ سیکھانا شہر سے روکا گیا۔ اور اکثر ہیجڑونکا شہر سے اخراج ہوا۔
۱۵	مسلمانون کو شراب خوری سے عام ممانعت ہوئی۔
۱۶	مسجدون کے قریب باجا بجانا جو بیاہیون شادیون مین لوگ بجاتے ہین موقوف ہوا
۱۷	رنڈیکے دربار سے سرود موقوف ہوا
۱۸	تعزیہ داری کی کثر بدعات مہندی وغیرہ کی ممانعت ہوئی

نمبر	رسوم
۱۹	شادی و ختنہ کی رسوم خلاف شریعت کے بذریعہ اشتہارات عام ممانعت ہوئی۔
	رسوم بدجنکا ازالہ پیش نظر جناب ہے اور تدریجاً وقوع مین آنا جاہتا ہے۔
۲۰	ہیجڑون کا بازارون مین گاتے بجاتے پھرنا
۲۱	بعض اقوام اہل اسلام کی مستورات کا شادیون مین رات کے وقت زیب و زینت کے ساتھ سڑکون پر پھرنا۔
۲۲	آمدنی سایرات
۲۳	تعزیہ سازی اور اسکے متعلق رسوم
۲۴	حقوق چودہرایت در قوم سود اہل اسلام
۲۵	شہر کے باہر کسبیون کا آباد رہنا۔
۲۶	آمدنی آبکاری وغیرہ مسکرات
	اسی پر صدہا اور نظایر کو ناظرین قیاس کرین جنکی تفصیل وبیان سے ہم قاصر ہین۔

نوٹ یہہ رسوم بدجسے نواب صاحب بھوپال نے اہل اسلام بھوپال کو ممانعت کی ہے ان رسوم کی مانند ہین جنکے گورنمنٹ انگلشیہ بھی اپنی رعایا کو مانع کئے ہے جیسے قمار بازی۔ ننگے پھرنا۔ مردون کو ہیجڑا بنانا وغیرہ وغیرہ۔

ان **اوصاف** کمال نواب صاحب (احیاء سنت و مراسم حسنات و اشاعت علم وازالہ منکرات) کا اوصاف مجددین سابق الوصف سے اور انکے عیوب وخطاؤن (بقول مفتریان تصویر پر انعام وغیرہ یا اسی قسم کی اور باتون) کا عیوب وخطاؤن مجددین سابق سے **مقابلہ** وموازنہ کرین پھر انصاف سے داد دیکر فرماوین کہ نواب صاحب ممدوح بنظر اوصاف کمال مجددین سابق الوصف کی نسبت مجدد کہلانے کے زیادہ مستحق نہین ہین ۔ ۹ -

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۱)

نواب بھوپال کی ان رسوم مین مداخلت وممانعت کیسے مذہب اور واجبی آزادی مین بے جا مزاحمت وناجائز دست اندازی (جو اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہے) نہین ہے بلکہ اسمین اون لوگون کے مذہب کی (جنکو ان رسوم سے روکا گیا ہے) عین تائید وپیروی پائی جاتی ہے

نواب صاحب نے ان رسوم بد سے صرف مسلمان رعایا کو روکا ہے سوا ونکے مذہب مین ان رسوم کا نام ونشان پایا نہین جاتا بلکہ صاف ممانعت آچکی ہے - زنا - شراب خوری ناچنا - گانا بجانا - ہیجڑونکا پیشہ کرنا خود ان لوگون کے (جو یہ کام کرتے ہین) خیال میں بھی مذہبی رسوم نہین ہین ایسا ہی عوام سنیون کا تعزیہ بنانا یا مہندی نکالنا (گو انکے خیال مین مذہبی رسم ہو مگر انکے عُلماء بلکہ محقق علماء شیعہ کے خیال مین) بھی مذہبی رسم نہین ہے اور اصل مذہب اسلام مین اسکی کہین ہدایت نہین - پھر نواب صاحب کا ان باتون سے سُنی مسلمان کو روکنا مذہبی دست اندازی کیونکر ہو سکتی ہے ؟

مذہبی دست اندازی تب ہوتی جب ہندو یا عیسائی رعایا کو وہ اونکی مذہبی رسوم سے روکتے - یا انسے رسوم اسلام جبراً اتباع کرواتے - بلکہ غور سے دیکھا جاوے تو ایسی رسوم بد (مبدء شر وفساد) مین دست اندازی (الکا مذہبی رسوم ہونا مانا بھی جاوے تو) بے جا مزاحمت وواجبی آزادی مین دست اندازی واصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف نہین ہے برٹش گورنمنٹ نے خود بعض ایسی رسوم مین (جنکو اپنے خیال مین بد اور مبدء شر سمجھا ہے (گو وہ کسی قوم کی مذہبی رسم بھی کیون نہ کہلاتی ہو) دست اندازی کی ہے اور یہہ بات خلاف اصول سلطنت نہین سمجھی گئی دیکھو ستی ہونا ہندوون مین ایک قدیم مذہبی رسم سمجھی جاتی ہے+ اور تپسیا کرکے (بھوکھ ریکر یا آگ کی تپش مین جلکر)

+ گو حقیقت مین یہ رسم مذہبی نہ ہو اور انکی کتاب مین اسکی ہدایت نہ ہو -

اور انکی عیوب و خطا عیوب مجددین سابق سی بڑھکر ہین کہ وہ اون عیوب کے سبب اس رتبہ سی باوجود استحقاق و مقتضی محروم رہین -

اور یہ بہی فرماوین کہ ہمنے اور ہماری ہمعصر علمار نے جو نواب صاحب کو (انکے اوصاف کمال کی نظر سے) مجدد کہا ہے اور انکی عیوب و خطاؤنکا (ناحق انکے ذمہ لگائے جاتے ہون خواہ واقعی انمین موجود ہون) اس خیال سی کہ مجدد ہونے کے لئے معصوم ہونا کسیکی نزدیک (بجز اہل تشیع) شرط نہیں

خود کشی کرنا بعض ہندون مین مکتی (نجات) کا سبب سمجہا جاتا ہی اور بردہ فروشی عموماً مسلمانون مین ایک مذہبی رسم ہے اور چور کا ہاتہہ کاٹ دینا اور زانی کو قتل کی سزا دینا ذی اختیار مسلمانون کا اعلی مذہبی فرض خیال کیا جاتا ہے مگر انگریزی سلطنت مین اور جہانتک اسکا اختیار و تعلق ہے ان رسوم پر کوئی ہرگز عمل کرنے نہین پاتا ان رسوم مین گورنمنٹ کی مداخلت و مزاحمت کا یہی سبب ہی کہ گورنمنٹ ان رسوم مین اپنی خیال پر شر و فساد دیکہتی ہے اور اون لوگون کا ان رسوم کے ادا کرنے کا واجبی حق نہین سمجہتی -

پس اگر کسی مسلمان ذی اختیار نے کسی رسوم بد معمولہ اہل اسلام - (جیسے زنا کاری و شراب خوری) کو بد و سبب شر و فساد سمجہا اور بنظر مصلحت عام و اصلاح انتظام اس سے اپنے ماتحت مسلمانون کو روکدیا (گو اپنی خیال مین کوئی ان باتون کو مذہبی رسم سمجہہ لے) تو اسمین بے جا مزاحمت و ناواجبی مذہبی دست اندازی کہان پائی گئی جو جالے کہ وہ رسوم درحقیقت مذہبی رسوم ہون مذہب ان رسوم سی خود مانع ہو -

بعض متعصب یا پالیسی گورنمنٹ سی ناواقف انگریز ایسی مسلمانون کو (جو اپنے حد اختیار مین اپنے ہم مذہب اقوام مین مذہبی رسوم کو جنسے گورنمنٹ مانع نہین جاری کرنا اور ان رسوم کے مخالف رسوم سے روکنا چاہتے ہین) حقارت کی نظر سے دیکہتے ہین اور متعصب خیال کرتے ہین مگر جو خود تعصب سی خالی ہین اور پالیسی گورنمنٹ سی خوب واقف ہین (جیسے ہمارے ہر دل عزیز فیاض ویسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن بالقابہ ہین (خدا اونکو اپنی مرضیات کی توفیق بخشی) وہ ایسے مسلمانون کو انکا دیانت دار اور گورنمنٹ

اور اس قسم کے عیوب مجددین سابق مین بہی پاے گئے ہین لحاظ و اعتبار نکیا تو اسمین ہمنے کونسی آیۃ یا حدیث یا اجماع امۃ یا تعامل سلف کا خلاف کیا اور کیا گناہ ہمسے ہوا ۔ ؟

شاید ہمارے معترض ہمسے اسبات پر آشفتہ خاطر ہون کہ ہمنے صرف نوابصاحب ہی کو مجدد کہا ہے اور علماء وقت خصوصًا (معترض کے ہموطنون (لکہنو والون) کو مجدد نہین کہا۔)

اسمین ہمارا **عذر** و جواب یہ ہے کہ ہمنے وہ مضمون (جسمین نواب صاحب کو مجدد لکہا ہے) بالاستقلال مجددون کے بیان مین نہین لکہا کہ اسمین مجددین لکہنو وغیرہ کا بہی ذکر آجاتا اور تو کسیکا ذکر کیا ہوتا ہمنے اپنے شیخ حجۃ الخلف بقیۃ السلف مولانا **سید محمد نذیر حسین** محدث دہلوی کا ذکر بہی نہین کیا اور اگر وہ مضمون مجددون کے بیان مین ہوتا تو ہمسے اپنے شیخ کا جنکو ہم اسوقت اول درجہ کا مجدد جانتے ہین ذکر کیون چہوٹتا آیندہ ہم اگر مجددون کے بیان و تعداد مین کوئی مضمون لکہینگے تو اسمین ہم مجددین لکہنو وغیرہ کا نام بہی ضرور درج کرینگے۔ بشرطیکہ ہمارے معترض ہمکو انکے اوصاف کمال بتادین جیسے ہمنے نوابصاحب کے اوصاف نقل کئے ہین۔

تفصیل شق اول

(یعنی نواب صاحب کا انعام ندینا)

ہمنے جس روز وہ اخبار جسمین نوابصاحب پر یہ نکتہ چینی (کہ انہون نے تصویر پر انعام

ورعایا کا پورا وفادار خیال کرتے ہین اور وہ خوب جانتے ہین کہ جسکو خدا کا مذہب کا پاس نہین اسکو دنیا کے حکام کا رعایا کا کیا پاس ہوگا اور جو خدا کا مذہب کا پکا مطیع ہوگا وہ دنیا کا حکام کا رعایا کا بہی سچا وفادار ہیکا و حق شناس ہوگا۔

دیا یا دلوایا ہی؟ کی گئی اور ہمپر یہ چٹکی (کہ ہمنی انکو ایسی حالت کی ساتہہ مجدد کہا ہی) لی گئی ہی پڑہا تو اسی دن فوراً خط متضمن دریافت اصل حال روانہ بہوپال کیا۔ وہانسی یہہ جواب آیا کہ یہہ خبر بالکل بے اصل و پوچ ہی۔ نوابصاحب نے کسی مصور کو انعام نہ جیب خاص سی دیا ہی نہ سرکار سی دلوایا ہی ایک لکہنو کے مصور نے ایک اہلکار ریاست (نایب مدار المہام) کی ذریعہ سی سرکار سی انعام پایا ہی نوابصاحب کو اس کارروائی کا علم بہی نہیں ہوا چہ جائے کہ انکی رضا یا سعی پائی گئی ہو اب ہمارے دوست معترض موت کو۔ قیامت کو۔ قریب سمجہہ کر اور آیۃ لا تقف ما لیس لک بہٖ علم ان السمع و البصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا اور حدیث کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع پیش چشم رکہکر انصاف سی فرماوین کہ اس کارروائی (انعام مصورین) نواب صاحب کا کیا دخل ہی اور اسمین انپر یا ہمپر کیا الزام۔

آپکی تصویر قد آدم کا کہنچا جانا اور تاج المحل بہوپال مین رکہا جانا ہی آپکی رضا و اختیار سی نہیں ہوا تصویر کشی تو دربار قیصری مین ہوئی تہی جہان اور نوابوں اور راجگان وغیرہ کی بہی فوٹوگراف مین تصویرین اوتاری گئی تہین اسمین نواب صاحب کی بے اختیاری مخفی نہیں ہی ناظرین و معترضین خود خیال کر سکتی ہین کہ نوابصاحب اس مجلس سے اوٹہہ سکتی تہی یا تصویر اوتارنے سی منع کر سکتی تہی۔

اور تاج محل مین اس تصویر کا رکہا جانا بیگم صاحبہ رئیسہ کے حکم سی ہوا ہی نوابصاحب اسمین بہی ہرگز ہرگز راضی نہین ہین۔ وہ تصویر کہنچنی یا کہنچوانی یا اختیاراً‡ گہر مین رکہنی کو

* جبکا تجہے علم نہو اسکے پیچہے مت لگ کان آنکہ اور دل سب سی سوال ہوگا۔
† آدمی کو جہوٹہا ہونے یا جہوٹ بولنے کے لئے یہی کافی ہی کہ ہر سنی بات (بلا تحقیق) کہدے۔
‡ اختیاراً کی قید اسلئے لگائی گئی ہی کہ بلا اختیار تو اسوقت تمام ہندوستان بلکہ عربستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی گہر کسی مقدس سی مقدس (مولوی صوفی ولی متقی) کا بہی ایسا نہ ہوگا جسمین بے اختیار تصویر موجود نہو آج کل اکثر اشیائے ساخت یورپ و یورپین اشخاص زر و پیپہ ٹکٹ لمپ چہری کپڑہ وغیرہ وغیرہ

بہت برا جانتے ہین یہہ بات ہمکو ایک خاص مراسلہ سے معلوم ہوئی ہے۔ اسپر اگر کوئی **سوال** کرے کہ نوابصاحب کو (بیگم صاحبہ) رئیسہ سے ایسا تعلق ہے کہ اسکے ذریعہ سے وہ جو چاہین ریاست مین کر ڈالین پہر وہ رئیسہ کو ایسے امور سے کیون مانع نہین ہوتے تو اسکا **جواب** یہ ہے کہ وہ باوجود اس تعلق کے آخر محکوم ریاست ہین بااختیار حاکم نہین ہین کہ جو چاہین فورًا کرا دین۔ ہان حسب موقعہ و مقتضاے مصلحت نیک صلاح دینے کا حق و منصب رکہتے ہین سوا ہونہون نے بہت موقعہ پورا کیا بیسیون منکرات کو ریاست سے ہٹایا جسکا نمونہ فہرست مین بتایا گیا ہے اور ہنوز کئی منکرات باقی ہین (جنمین یہ امر جس سے بحث ہے بہی داخل ہے) انکے ازالہ کے وہ فکر مین ہین خدا انسے چاہتا تو فیق کو بڑہایا تو رفتہ رفتہ ان سبہی منکرات کا اندفاع ہوگا اور بہوپال "بلدۃ طیبۃ ورب غفور" کا مصداق ہو جائیگا۔ اسوقت تک جسقدر ریاست بہوپال سے منکرات کا **ازالہ** ہوا ہے یہ بہی **جناب کی کرامت** و برکت ہے اس قسم کا تعلق انکے مدعیان ہمسری کو کسی ریاست سے حاصل ہو تو ہمکو امید نہین کہ انسے اسکا عشر عشیر بہی ہو سکے بلکہ یہہ خوف ہے کہ انکو ایسے منکرات مین رئیسون کے تابع اور شامل حال ہونا پڑے **یہ آپ ہی کا کام تہا** جو تہوڑے عرصہ مین کر دکہایا۔ **ھذا ما اعتقد فیہ واحسب واللہ حسیبہ**

وھو بکل شیء حسیب۔

یہہ مضمون گویا مضمون نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات کا بقیہ ہے۔ اسوجہ سے اسمضمون کا ما بقی مستقل طور پر لکہا نہین گیا۔

تصویر سے خالی نہین کسی مقدس متقی کے گہر مین اور کچہہ نہوگا تو دیا سلائی کا بکس ہی نہوگا وہ بہی تصویر سے خالی نہین ہماری معتبر قوم (مولوی صاحبان) کے کارخانہ اخبار ہیں علاوہ تصویر دار اخبار کے اور کتابون کی کاغذ کی رسم بہت اسی نکلینگے جنمین کتون و بلیون کی تصویرون کی تکٹ لگی ہونگی اس سے ضرور ماننا پڑیگا کہ اضطرارًا یا اختیارًا تصویر گہر مین رکہنی سے کوئی شخص بچ نہین سکتا یہان بحث یہ کہ کونسی تصویر گہر مین رکہنی جائز ہے کونسی ناجائز بالفعل اتنی ہی معلوم ہوتی ہے جب کوئی یہہ بحث منتشر کریگا کہ جو تصویر بے جان کہرون پر ہیں وہ جائز ہیں اور جو بہوپال مین ہین وہ ناجائز ہین تو اسوقت ہم اس امر پر بحث کرینگے

بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ

ہند کے مسلمانون مین کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہین ہے خواہ انکو
کوئی دشمن انکا بلفظ وہابی مشہور کرے یا نکرے اور سچ پوچھو تو ہے بھی یون ہے
اسلئے کہ معرکۂ حال مصر مین جسطرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت
مالی و جانی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اُسکے جواب میں جناب لارڈ رپن صاحب
بہادر گورنر جنرل ہند نے بتحریر خریطۂ خط شکریہ بیگم صاحبہ کا مع اپنجانب ظاہر فرمایا۔
اسیطرح دیگر ریاستہائے ہند نے بھی اظہار خیرسگالی کا کیا اور فتح مصر کی سب کو
خوشی حاصل ہوئی۔ الحاصل یہ رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالی برٹش گورنمنٹ
کو یہہ بات معلوم ہو جاوے کہ مسلمانان رعایاے ہند و ریاستہائے ہند مین کوئی بدخواہ
اس دولت عظمی کا نہین ہے اور جن مسلمانان ریاستہائے وغیرہ پر دشمن اُنکے تہمت
وہابیت لگاتے ہین وہ ہرگز وہابی نہین اور اصل مذہب صحیح اسلام مین مسئلہ جہاد کا
کسطرح پر ہے اور غربا اہل اسلام بلکہ بعض امراء مسلمین جنکی نسبت ایسی مخبری غلط کبھی
ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اس راہ و رسم سے بالکل بری ہین بھوپال سے بہت پہلے
وزیر الدولہ بہادر مرحوم رئیس ٹونک کو یارون نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلئے کہ اُنھون
نے بعض رسوم فتنہ انگیزی کو اپنی ریاست سے یکقلم موقوف کرا دیا تھا جیسے تعزیہ سازی
پیر پرستی گور پرستی وغیرہ لیکن زمانہ غدر ہندوستان مین وہ کیسے خیرخواہ سرکار
انگریزی کے نکلے اسیطرح ریاست بھوپال اور متوسل اُسکے خواہ اخوان ریاست ہون
جو خاندان خاص بانی ریاست میان وزیر محمد خان بہادر مرحوم مین ہین یا اہلکار ریاست
بڑے ہون یا چھوٹے سب خیرخواہ گورنمنٹ عالیہ ہیں اور یہہ ریاست اس امر مین فایق
ہے سب ریاستون پر لیکن مفسد لوگ جسکو جو چاہتے ہین کہدیتے ہین سو یہ رسالہ اُن
غریبون کا بھی مددگار ہوگا جو بلاوجہ دشمنون کی تہمتون مین پھانسے جاتے ہین اور جو

لاعلمی کے اپنے مسائل مذہبی سے کبھی محل عتاب و خطاب حکام ٹھہر جاتے ہین - مین خیال
کرتا ہون کہ اگرچہ ایک جماعت نے کلکتہ سے لاہور تک وقتاً فوقتاً اس باب مین
قلم اٹھا کر کچھہ کچھہ لکھا پڑھا مطابق اپنے فہم اور استعداد کے لکن جو اصل حقیقت مذہب
وہابیت کی تھی اور جو حکم مفتی بہ مسئلہ جہاد کا دین اسلام مین ہے اسکی کشف ماہیت
جسطرح اس رسالہ مین ہے کسی نے ظاہر نہین کی ورنہ اسقدر وہم و گمان غیر واقع
جو گاہ گاہ بعض حکام عالیمقام کے ذہن مین کثرت اخبار اعداء یکدیگر سے راہ پاتا ہے
ہر گز پیرامون خاطر عاطر انکے نہوتا اور ایکطرح کی بیفکری اس قسم کے تنازع فضول سے حکام
عالیمقام اور رعایائے مطیع دونو کو حاصل ہو جاتی -

اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ سچی بات سبکو بخوبی معلوم ہو جائیگی کہ تہمت وہابیت
کی نسبت مسلمانان ہند کے جو دعوی پیروی قرآن مجید و حدیث کا کرتے ہین محض غلط
اور براہ عداوت ہے ** ورنہ اسکا خصوصاً ریاست ہائے اسلامیہ ہند مین نکوئی
وہابی مصطلح اور لامذہب عرفی ہے اور نہ کوئی بدسگال اپنے حاکم آزادگی بخش امن خواہ
کا اور اگر کوئی ہو تو بتاو کہ کس جگہہ کس ریاست مین کون وہابی ہے اور کیا اسکا
ثبوت ہے اور کہان کہان اسباب جنگ و بغاوت یا امداد باغیان دولت برطانیہ کے
سامان پائے جاتے ہین جھوٹے پر لعنت خدا کی - جو لوگ مفسد طبع ہین وہ اپنا جرم
دوسرے پر لگا کر خود براہ فریب و دغابازی نزدیک حکام کے سرخرو بنا چاہتے ہین -
لیکن ہمیشہ دیکھا گیا کہ خدا جھوٹوں کو روسیاہ کرتا ہے حکام معاملہ شناس جلد مغز معاملہ
کو پہنچ جاتے ہین بہرحال اس رسالہ مین پہلے اس سے کہ مین ترجمہ عبارت متعلقہ وہابیت
و مسئلہ جہاد کا اپنی کتب مولفہ قدیمہ سے تحریر کرون ایک مقدمہ مختصر بیان حال آفرینش
دنیا و بیان مذہب خلق بابت اس دار فانی وغیرہ کے لکھتا ہون جو طریقہ اہل اسلام
اور مورخین کے کلام سے ثابت ہے پھر ایک کتاب کا ترجمہ فصل علیحدہ مین پھر سرگزشت

مختصر اپنے آخر رسالہ مین جو ایک سبب اصلی تالیف اس مقالہ کا بھی ہے لکھون گا
اور سرکار عالیہ برٹش کے انصاف و قدر شناسی کی منتظر رہون گا اسلئے کہ جس طرح اِس
رسالہ سے بیجرمی متہمان وہابیت کی اور تحقیق اِس لقب کی جو باعث تشویش خاطر
حکام عالیمقام ہے ثابت ہوتی ہے - اسیطرح اُن جاہلون مفسدون کیواسطے
جو ہر وقت ہر خرفشار و ہشت و مشت مین جہاد کا نام لیکر فساد کو تیار ہو جانے ہین
ایک تازیانہ اسلامی ہے حق تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے تلک الدار الاخرۃ
نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين"
یہ دیباچہ کی عبارت ہو اسکے بعد جو مقدمہ بیان ہوا ہے اسمین عالم کی ابتداء
آفرینش کے حالات ہین اِس مقدمہ کے بعد اسکی پانچ فصلون مین ان مسایل کے
نقل و تفصیل ہے جو مسئلہ جہاد اور معنی وہابیت کے متعلق نواب صاحب کے قدیم
تالیفات (ہدایۃ السائل مطبوعہ ۱۲۹۲ھ اور عوائد العوائد و روض خصیب وغیرہ) مین
پائی جاتی ہے اور اسکا ماحصل اشاعۃ السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۴ مین (جسکو کاتب نے غلطی
سے جلد ۶ لکھدیا ہے) منقول ہوچکا ہے - پھر اسکی فصل ششم مین آپ کی کتاب تاج مکلل
سے وہابیان نجد کے تاریخی حالات اِس عبارت و الفاظ سے بیان ہوئے ہین -
یہہ کتاب عربی زبان بطور تاریخ ہے اسمین سے جن کے حالات یہان لکھنا
ضرور ہین اُنہین سے اول ابن سعود ہین نام اُن کا محمد ہے نجد کے رہنے والے تھے
اثار الادہار مین مذکور ہے کہ وہ ایک مشایخ عرب عنزہ مین سے ہین جو ایک قبیلہ کا
نام ہے اسمین یہ قبیلہ مسالیخ کے شیخ تھے اور انکو عرب مین وائل اور تغلب اور شمر ان
قبیلون سے قرابت تہی اور نہایت خوش خُلق اور سخی اور عاقل تھے اور دادا اُنکے
سعود اپنے گھر کے سردار تھے کہ وہ درعیہ مین اپنے قبیلہ مین بود و باش رکہتے تھے
اور ابن عماد کے عاملون مین تھے جو حاکم تہا عیانہ کا اور جب محمد بن عبد الوہاب اپنی

دعوت وہابیت ظاہر کی - قرامطہ اُن سے بگڑے اُنہوں نے ابن سعود کے پاس جاکر پناہ لی ابن سعود نے اُن کی دعوت قبول کی اور مدد پہ کہڑا ہوا محمد نے وعدہ کیا کہ تو بلاد نجد پر حاکم ہوجاویگا اور یہہ معاملہ ۱۱۳۰ء کا ہے پہر ابن سعود نے عبدالوہاب کی بیٹی سے نکاح کیا اور اُسکے قبیلہ کے بہت لوگوں نے محمد بن الوہاب کی دعوت قبول کرنے مین اُسکی موافقت کی اور دعوت وہابیہ اُن کی بلاد مین پہیل گئی اور اس طرف کے بہت لوگ اُن کے تابع ہوگئے اور ابن سعود کا غلبہ روز افزون ہونے لگا اور اتباع اُسکے بہت ہوگئی اور ابن دعاس سے اور اس سے لڑائی ہوئی اس لڑائی مین ابن دعاس نے شکست کہائی اور وہان سے قطیف کو جاکر مرگیا اس وقت مین ابن سعود کی حکومت و ولایت جمیع بلاد نجد پر جو جنوب واقع تہی بخوبی ہوگئی اور کام اُسکا ترقی پر ہوا اور اُس نے تجویز کی کہ سایر بلاد نجد پر حاکم ہوجاوے اور عراق قرمطی پر چڑہائی کی اور فتح پائی پہر باجتماع عساکر بلاد قصیم اور احسا اور عسیر کا قصد کیا اور یہہ ملک سب اُسکی زیر فرمان ہوگئے اسکے بعد وہ مرگیا اور اپنے بیٹے کو بڑی سلطنت پر چہوڑ گیا یعنے سعود کو اور سعود نے اُس سلطنت کا اہتمام و بندوبست خوب کیا اور بڑے بڑے کام کئے اور عبدالوہاب کے بیٹے محمد نے جو اُن سے وعدہ کیا تہا کہ تو حاکم تمام بلاد نجد کا ہوجاویگا وہ پورا ہوا اور قریب کے لوگ اُس سے ڈرنے لگے اور اسکی مقابلہ اور محاربہ سے خوف کرنے لگے اور یہہ شخص عالی ہمت اور صاحب شجاعت ہوشیار ذی فراست تہا اور بڑا ادیب اور خوش خلق و خوش گفتار تہا اور درعیہ کو اُس نے خوب آباد کیا اور بہت سی مساجد اور محل تعمیر کئے اور لوگ اُس سے اُنس کرتے اور اُسکی صحبت سے بسبب حسن اخلاق اور خوبی گفتار کے محظوظ و مسرور ہوتے تھے اور اپنی رعیت پر ظلم و تعدی اور خونریزی گوارا نکرتا تہا بلکہ نرمی اور حلم سے اُنکے ساتھ پیش آتا پر دعوت وہابیت پہیلاتا تھا اور باگ اختیار دین کی محمد عبدالوہاب کے ہاتھ مین دے رکھی تہی

اور ملقب بلفظ امیر تہا اور اُسکی وفات سنہ ۱۷۹۱ء مین ہوئی سن میلاد سے تخمیناً انتہی یہ کتاب جسکی یہ عبارت ہے تصنیف عالم مذہب عیسائی کی ہے بیروت مین طبع ہوئی اس مین محمد بن سعود اور اُسکے شیخ محمد بن عبد الوہاب کا سنہ اور حال ضبط کیا ہے -

(۲) دوسرے عبد العزیز بن محمد بن سعود آثار الادوار مین لکہا ہے کہ محمد اُن کے باپ نے انکو خلیفہ کیا اور یہہ اپنے باپ کے رویہ پر چلتا رہا امور سیاست مین قدم بقدم اُسکے رکھتا رہا اور وہابیت کے پہیلانے مین بہت کوشش کی اور ہمیشہ لڑائیون اور سخت کامون مین مشغول رہا اور یہہ اپنے مذہب کا بڑا عالم اور صاحب سطوت و شجاعت تہا اور خلیج عجمی سے حجاز تک سب لوگون نے اُسکی حکومت اور امارت قبول کی اور جب اپنی اطراف کی حکومت مین خوب مضبوط و مستقل ہوا اور قبائل عرب اور ممالک حجاز کے لینے پر مستعد ہوا تب اُسپر غالب نام شریف مکہ نے اعتراض کیا اور نوبت بجنگ و جدل پہنچی اور یہہ لڑائی سنہ ۱۷۹۲ء میلادی مین یا سنہ ۱۷۹۴ء مین واقع ہوئی اور ایک مدت تک جاری رہی اور چند ماہ کے بعد فرقہ وہابیہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر غالب ہوگئے اور عبد العزیز نے قطیف کا قصد کیا اور وہان کے لوگون کو قتل کیا پہر بحرین کا قصد کیا اور اسپر فتحیابی اور جزایر قریبہ پر وہان کے مسلط ہوگیا اور خلیج فارسی اور خلیج شرقی کے لوگون نے اُسکی اطاعت اور امارت قبول کی پہر لشکر اُسکا عمان کو روانہ ہوا اور جب عمان مین داخل ہوا وہان کے حاکم سعید نے ہزیمت پاکر مسقط کو بہاگا اور وہان قلعہ مین متحصن ہوا عبد العزیز کے لشکر نے اُسکا مسقط تک تعاقب کیا اور وہان قلعہ کو جاکر ایک مُدت تک گہیرا اور اس محاصرہ مین سعید نے عاجز ہوکر صلح چاہی غرض ان دونون مین صلح ہوئی اور سعید نے ہر سال جزیہ دینا قبول کیا اور یہہ اقرار ٹہرا کہ وہابیون کا ایک حق مسقط وغیرہ کی مساجد مین مقرر رہے اور وہابی اُن دونون دیا

بصرہ اور اسکی اطراف مین قبائل عرب کو لوٹتے تہے اور ۱۲۱۴ھ تک انکی یہی کیفیت رہی اور اسی سال سلیمان پاشا والی بغداد نے ایک لشکر کثیر الاعداد ظفر اور بنی شمر اور منتفج کے لوگون سے جمع کرکے عبد العزیز کیطرف روانہ کیا اور اس لشکر نے درعیہ کیطرف توجہ کی اور راہ مین احسا کیطرف ملتفت ہوا اور احسا کے قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ کیا اور وہان کے حاکم نے عبد العزیز کو خبر کی وہ نجد سے بافواج گران فوراً چڑہ دوڑا اور سلیمان پاشا اور عبد العزیز کے درمیان صلح ٹہری اور چھہ برس تک اسی صلح پر دونون قایم رہے اور سلیمان پاشا بعد تقرر صلح کے پہر بغداد مین لوٹ گیا اور عبد العزیز نے ۱۲۱۸ھ مین مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر تیار کرکے روانہ کیا اور اسکے مقدمہ یعنی پیش خیمہ مین آپ ہی نکلا اور فرات کے کنارہ سے اسکا گذر ہوا اور قومیط کے لوگون نے اسکی اطاعت ڈر کر قبول کی اور بہت غلام اور تحف و ہدایا پیش کئے عبد العزیز انکے قتل و قمع سے باز رہا اور اپنی لشکر مین سے کچھہ لوگون کو زبیر اور سوق شیوخ اور سماوہ کیطرف روانہ کیا کہ ان ملکون کو فتح کرین اور آپ مشہد علی رضی اللہ عنہ مین پہنچا اور اسکا محاصرہ کیا اور حاکم وہان کا ایک مدت حصار مین متحصن رہا پہر بعد فتح حصار کے عبد العزیز کربلا کی طرف متوجہ ہوا اور وہان جاکر خون ریزی اور غارت کا بازار گرم کیا اور امام حسین کے مزار کا سامان سب لوٹ والون پر مباح کر دیا وہان کی آبادی اکثر ویران ہوگئی اس جنگ وجدل کے بعد جب درعیہ کو لوٹا والی بغداد نے ایک لشکر عثمانیہ کا اسکی طرف روانہ کیا اور عبد العزیز نے ایک تہوڑی مسافت پر درعیہ سے باہر اس لشکر سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ و قتل کے اسکو درہم برہم کر دیا اور اسی سال مین غالب شریف مکہ سے دوبارہ لڑائی ہوئی عبد العزیز نے دوسرے سال ایک لشکر تیار کرکے طایف کو بہیجا اور ان لوگون نے وہان قتل و قمع کے بعد فتح پائی اور کربلا کیطرح وہان بہی

قتل عام کیا اور اموال اُن کے لوٹ لیے اور اسی سال مین قنفدہ کو جو سات دن کی راہ پر جدّہ سے جنوب کیجانب واقع ہے فتح کیا سنہ ۱۸۰۷ء مین عبد العزیز نے ایک لشکر وہابیون کا تیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اسکا مقدمۃ الجیش بنایا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا وہ لشکر مکہ مین پہنچا اُس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک اُسکی حصار کا مقابلہ کیا اہل مکہ کا توشہ تمام ہوگیا ناچار اونہون نے اسکی اطاعت قبول کی اور غالب شریف مکہ مغلوب ہوکر جدہ کو روانہ ہوا اور سعود بن عبد العزیز مکہ مین نیسان† مین داخل ہوا اور وہان کے لوگون کے ساتھ بہت رعایت اور مدارات کی اور اس مقام کے آداب و تعظیم کو بخوبی بجالایا اور بعضون نے لکہا ہے کہ وہان کے سردارون اور شریفون کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا اور دعوت وہابیت قبول کرنے کو لوگون پر جبر کیا پھر وہان سے مع لشکر جدہ کو روانہ ہوا اور اس کا کئی روز محاصرہ رہا۔ غالب شریف نے اُسکی اطاعت قبول کر کے بہت سے اموال بطریق تحفہ اُسکو پیشکش کئے اسی اثنا مین عبد العزیز مقتول ہوا اور کیفیت اُسکے قتل کے یہ ہے کہ اسی سال کے وسط مین وہ ایک دن نماز مین مشغول تھا ایک مرد شیعی نے جو فارس کا تہا اور نام اسکا عبد القادر تہا اوس نے عبد العزیز پر حملہ کیا اور دو شانون کے بیچ مین ایک تلوار ماری کہ اُسکے زخم سے وہ زمین مین گر گیا اور خون مین لوٹنے لگا اور لوگ اس قاتل پر دوڑ پڑے اپنے نیزے لیکر اور اسکا سارا بدن نیزون سے چھید ڈالا باقی رہا سبب قتل سو مورخین یون بیان کرتے ہین کہ بادشاہ فارس نے ابن سعود کو اسلئے مروا ڈالا کہ اُس نے بلاد قطیف اور جزائر بحرین کو اُسکی ولایت سے چہین لیا تہا اور مشہد امام حسین کو برباد کیا تھا اور اُس سے لڑنیکی طاقت نہ تھی سو اسطرح فریب سے اوسے عبد القادر کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا عبد القادر پہلے درعیہ مین آیا اور بڑی دینداری اور زہد و عبادت ظاہر کی اور مساجد

† رومیون کے مہینون سے ساتوین مہینے کا نام ہے۔

مین مشغول بعبادت رہتا تھا یہانتک کہ اپنے مقصود پر فایز ہوا۔ ابن سعود بہی نماز
کا پابند تہا کہ ہر نماز اپنے وقت مین ادا کرتا تہا اور یہی شان اور علماے وہابیہ کی بہی
تہی اور بعضون نے کہا کہ عبد القادر مذکور نے عبد العزیز کو اپنے عیال کے عوض مین
قتل کیا کہ وہ اسکی تلوار سے کربلا مین مارے گئے تھے عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو خلیفہ
کیا تمام ہوا مضمون آثار الادہار کا۔

(۳) تیسرے سعود جو بیٹا عبد العزیز کا ہے جب اپنے باپ کی جگہہ پر بیٹھا ۱۸۰۴ء
مین اسکا حال آثار الادہار مین یون لکہا ہے کہ وہ کریم النفس عالی ہمت دانا و مضبوط
اور ادیب اور عالم اور بہادر تہا اور اپنی عالی ہمتی سے بڑے بڑے کامون پر اقدام
کرتا تہا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے سبب سے بہ نسبت اور بہائیون کے باپ کو بہت
پیارا تھا اور باپ نے اسکو کئی بار لشکرون کا سردار کر کے جابجا قریب بعید ملکون مین روانہ
کیا تہا اور وہ بسرداری لشکر وہابیہ کئی جگہہ فتحیاب ہوا اور اسمین تدین اور علم
اور عدل تھا اسلئے خاص اور عام اسکی طرف میلان رکہتے تھے اور اجراے احکام مین
ایک شمشیر برہنہ تہا اور مجرمون کو سخت سزا دیتا اور ابطال طلاق مین اوس نے بہت
کوشش اور فریضہ رمضان کی حفاظت مین بہت سعی کی اور سعد ہمیشہ اسکا خادم تہا
اسکے ایام امارت مین اور موافق رہا اسکی دولت مین یہانتک کہ جب سعد مر گیا اسکے
گہر والون مین ایک بلا پڑ گئی اور آپسمین پہوٹ ہو گئی اور وہ بڑی دولت والا تہا
اور بڑے لشکر والا اور اسکی ڈاڑہی اور مونچہون کے بال بہت گہنے تھے سواہل وہابیہ
نے اسکا نام ابی الشوارب رکہا تہا اور اسکی پہلی بیوی سے آٹھ بچے تھے اور دوسری سے
تین اور جب اسکے باپ عبد العزیز نے انتقال کیا اسوقت سعد حجاز مین غالب شریف
کی لڑائی مین مشغول تہا اور راستے شریف کے لشکر کے بند کر دئے تھے اور غالب نے
مغلوب ہو کر اسکی امارت کو تسلیم کر لیا تھا اور یہی غالب جب مکہ مین لوٹ کر آیا اور وہابیون کو

غافل پاکر چاہا کہ اُن پر تسلّط کرے سعود نے اُسکی بہت تعظیم وتوقیر کی اور اپنے نزدیک رکھا پھر بنی صرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور اُن کے شہرون مین اُس نے بہت خون ریزی کی اور شہر ینبع مین اُترا اور وہان کے لوگون نے اُسکی اطاعت قبول کی پھر مدینہ منورہ مین گیا اور وہان کے لوگون پہ جزیہ باندہا اور مزار مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کر دیا اور اُسکے خزائن اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو لیگیا بعضون نے کہا کہ ساٹھ اوٹھون پر بار کر کے خزائن لیگیا اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا اور مدینہ پر نمر بن شیخ بنی حرب کو حاکم کیا اور لوگون کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ مزار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈہانیکا قصد کیا مگر اِس امر کا مرتکب ہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سواے وہابیون کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیون کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک حج سے بہت لوگ محروم رہے اور شام اور عجم کے لوگون کو حج نصیب ہوا اور ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد پر فائز نہ ہو سکے اور اواخر ۱۸۰۲ء مین سعود نے ابو نقطہ کو جو عسیریون کا شیخ تہا اپنے لشکر کے پیادون کے ساتھ صنعا ویمن کے شہرون مین بہیجا اور اُس نے اُن شہرون مین داخل ہو کر بہت خونریزی کی اور لحیا اور حدیدہ کو غارت کیا پہر اپنے شہرون مین لوٹ آیا اور حمود صاحب صنعا نے دعوت وہابیہ قبول کی کہ اُن کے شر سے اپنے شہر کو بچا وے اور تمام بلاد حجاز نے اطاعت اور امارت سعود کی قبول فرمائی اور حکم اُسکا تمام بلاد عرب مین پہیل گیا سواے حضرموت کے اور بعض قریٰ یمن کے غرض سلطنت اُسکی بہت عریض وطویل ہو گئی۔ پہر سعود نے اپنی لشکر کئی بار بصرہ کو بہیجے اور ما بین النہرین اُنہون نے بڑی خون ریزی کی اور بصرہ مین داخل ہوے پھر اپنے حرک غلام کو صحراے شام کی طرف روانہ کیا اور اُس نے جا کر وہان قتال کیا اور حلب تک ان کا تعاقب کیا

اور بعض لشکری اُسکے فرات سے پار اُترے اور وہان کے ملکون مین لوٹ مار اور
قتل و قمع کی اور بغداد کے اور اُنکے بیچ مین تہوڑی مسافت باقی رہگئی اور اس اثنا
مین ابی نقطہ عسیری اور حمود صاحب صنعا مین لڑائی جاری تھی اور ۱۸۰۸ء مین
یوسف پاشا والی شام ہوا اور اُس نے وہابیون کی لڑائی مین بڑی کوشش کی اور
اپنی مراد کو نہ پہنچا اور اُسی سال مین خلیج عجمی پر اسطول انگریزی آیا اور اُس نے راس
خیمہ پر گولہ باری کی کہ وہ ویران ہوگیا اُسکے رہنے والے چور تھے کہ وہ رہزنی انگریزونکی
کرتے تھے اور اُن کے جہازون کو لوٹ لیتے تھے اور ۱۸۱۰ء مین سعود نے بلاد شام
کیطرف چھ ہزار سوار لیکر ارادہ کیا اور اسمین پہونچکر بڑی خونریزی کی اور (۴۵)
شہرونکو وہان کے خراب کیا یہانتک کہ اُسکے اور دمشق کے بیچ مین دو دن کی راہ
رہگئی اور وہانکے لوگ اُس سے ڈرے اور یوسف پاشا کو اُس سے مقابلہ کرنیکی طاقت
نہ تھی مگر سعود وہین سے فتح پاکر لوٹ گیا اور پہر اسکو خبر لگی کہ بعض سردارون بلاد حجاز
نے اسکی طاعت و انقیاد سے انکار کیا اُسنے اوسیوقت اپنا کچہ لشکر اُس جانب روانہ کیا
اور اُس نے اُنکے شہرون مین داخل ہوکر وہان کے چھوٹے بڑونکو تہ تیغ کیا۔
اور وہان دس ہزار آدمی تھے سو اُنمین سے ایک بھی نہین بچا اور جب امر وہابیت
نے اُسکے وقت مین خوب زور پکڑا اور اُنکا رعب وداب لوگون مین زیادہ ہونے لگا
تب سلطان محمود خان نے اُنکے دفع کا ارادہ کیا اور اُنکے شر سے لوگون کو بچانا چاہا
سو اُس نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو لکہا کہ ان لوگون کو بزور بلاد حجاز سے نکالدو اور
اُنکی حکومت اور ولایت حرمین شریفین وغیرہا سے اُٹھادو سو اُس نے توشہ اور
لشکر جمع کرنا شروع کیا اور جب ایک بڑا لشکر تیار کر لیا اُسپر طوسون پاشا اُسکے اپنے
بیٹے کو امیر بنا کر روانہ کیا لشکر وہان سے اسطول روانہ ہوکر (۲۸) جہازون
مین براہ سویس ینبع تک پہنچا اور تشرین مین اُترا اوایل ۱۸۱۱ء مین پھر ینبع سے

مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اور اسکی راہ مین بدر اور صفراء پر غلبہ کیا پھر عبداللہ
بن سعود اور اسکے بہائی نے اس لشکر سے مضیق جدیدہ مین کہ وہ قریب ایک
منزل کے ہے مدینہ سے ملاقات کی اور بڑا مقاتلہ ہوا لشکر نے شکست کہائی سب
اموال و اثقال اسکے وہابیون کے ہاتہ آئے اور چار توپین معہ سامان حرب انکے
ہاتہہ لگین پھر طرسون پاشا انکی قید مین دوبارہ آیا اور مدینہ کیطرف تشرین اول
سنہ ۱۸۱۲ مین مدینہ پہنچا اور سارے شہر کو گہیرا اور تشرین ثانی مین سن مذکور سے مدینہ
مین داخل ہوا اور وہابیون کا قتل کرنا شروع کیا اور لوٹ مار وہان جاری کی
اور بعضی وہابی قلعہ مین متحصن ہوئے جب انکا توشہ تمام ہوگیا تو انہون نے
امن چاہی اور طرسون نے انکو امن دی جب وہ قلعہ سے باہر نکلکر مدینہ سے دور
گئے ایک لشکر نے انپر حملہ کیا اور انمین سے کسیکو نہ چہوڑا مگر جو بہاگ نکلا اور سنہ ۱۸۱۴ء
مین طرسون نے مکہ مکرمہ پر فتح پائی اور جدہ پر غالب ہوا اور اسمین اور وہابیون
مین کئی لڑائیان ہوئین اور مصری قنفدہ پر اسی سن مین غالب ہوئے اور
تہوڑہی عرصہ مین وہابیون نے انپر حملہ کیا اور مصری بہاگ نکلے اور وہابی شہر
مین داخل ہوئے اور قتل و قمع شروع کیا اسی ایام مین سعود بن عبدالعزیز جسکا
ہم حال لکھہ رہے ہین اسکا انتقال ہوا مرض بخار مین اور یہہ معاملہ آٹھوین جمادی الاول
سنہ ۱۲۲۹ ہجری (۲۸) نیسان کو سنہ ۱۸۱۴ میلادیہ مین ہوا عمر اسکی اڑسٹھ برس کی تھی
چوتھے عبداللہ بیٹا اسی سعود کا ہے جسکا حال ہم اوپر لکھہ چکے مرد شجاع تہا اور
اور باپ اکثر امور مین اسپر اعتماد رکہتا تہا اور وہ علو ہمت اور جنگجوئی اور بہادری
مین اپنے باپ سے بڑہکر تہا مگر صاحب رائے ایسا نہتا جیسا اسکا باپ تہا اور وہ محمد علی پاشا
عزیز مصر کے مقابلہ مین درہم برہم ہوگیا اور عزیز مصر حجاز مین آیا اور اپنے لشکر کا
تفقد حال کیا اور ان سے مدد لیکر بلاد حجاز مین بہت خون ریزی کی اور وہابیون پر

غالب ہوا اور لوگون کو اُنکی شر سے امان دی پہر عزیز مصر مکہ مین لوٹ آیا سنہ ۱۸۱۱ء
مین اور ابن سعود سے صلح طلب کی اِس شرط سے کہ وہ جو چیزین مزار نبوی سے
لوٹ لیگیا ہے پہیر دے اور اگر نہ پہیریگا تو لشکر عزیز کا درعیہ مین داخل ہوکر بالکل
استیصال درعیہ کا کریگا ابن سعود نے اس صلح کو قبول نہ کیا اور عرب نجد کی طرف
چلا کہ طرسون پاشا سے ملے کہ وہ خبرہ مین جو قصیم کے حوالی مین ہے اُترا ہوا تہا
اور ابن سعود شنان مین اُترا جو خبرہ سے کئی گہنٹے کے راہ پہ ہے اور وہان مصریون نے
کی راہ بند کی انکو گہیر لیا وہ اُنکے لشکر کے کثرت سے ڈرے اِن سے صلح چاہی اِنہین
ابن سعود کے ساتہہ مصریون نے فریب کیا ابن سعود نے اُنکی صلح مان لی وہ صلح ابن سعود
اور طرسون کے درمیان ان شرطون کے ساتہہ ٹہیرے کہ وہان سے کچہہ مزاحمت نہ کی
جاوے اور حج کی انکو اجازت دی جاوے بغیر مزاحمت کی اور مصری لوگ قصیم کو چہوڑ دین
اور ان مشایخان عرب کو پہیر دین جو ابن سعود کی عہد شکنی کرکے مصریون مین
ملگئے تہے اور اقرار کرین سلطان کی سلطنت کا سوائے اسکے اور شرطین مقرر ہوئین
اور طرسون پاشا اپنا لشکر لیکر خبرہ سے حجر کیطرف لوٹا پہر وہان سے مدینہ گیا اور اواخر جون
سنہ ۱۸۱۵ء مین مدینہ مین داخل ہوا اور اپنے باپ کو وہان نہ پایا اِسلئے کہ وہ مصر کو کسی
ضرورت سے چلا گیا دو قاصد ابن سعود کے مصر گئے اور عزیز مصر سے پروانہ صلح طلب
کیا اُس نے انکار کیا اور کہا ہم صلح نہین کرتے جبتک کہ احسا جو ایک عمدہ اور نہایت
ارزانی کا ملک تہا وہابیون کا دولت کے سپرد نہ کر دیا جاوے غرض وہ دونون
قاصد بے نیل مرام لوٹ آئے اور یہ خیانت مصریون کی ابن سعود کو بُری لگی اور دوبارہ
لشکر اُن کے مقابلہ کو تیار کیا اور یہی حال سنہ ۱۸۱۶ء تک رہا اور ستمبر مین سنہ مذکور
سے ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ایک لشکر گران لیکر حجاز گیا اور ابن سعود کی لڑائی
مین بڑی کوشش کی اور اُنکے شہرون کے لینے مین بڑی سعی بجا لایا اسنے

صفحہ ۱۹۰ لایق ملاحظہ ترقی خواہان اہل اسلام و صفحہ ۱۹۷ لایق مطالعہ ناظرین خط جعلی دہلی و رسالہ چودھویں گلابی متضمن و مجوز لعن و طعن مجتہدین عظام و صفحہ ۲۱۸ لایق توجہ گورنمنٹ والامقام کافۂ انام

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

على صاحبها الصلوٰة والتحیۃ

نمبر ہفتم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنہ

بابت ماہ رمضان ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ جولائی ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجہ	مرتبہ (درجات و مراتب قیمت)	تفصیل خریداران بشرح مراتب	بابت رسالہ (قیمت سالانہ)	بابت ضمیمہ (قیمت سالانہ)
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للعہ٥	ـے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و لابریری و سوسائٹی ہا	عہ٥	ـے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	ـے	عہ/۸
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	ـے	۱۲/
۵	للّٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا (۳) خط و کتابت و ارسال زر تا اطلاع ثانی بنام مہتمم پورے پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا چاہیے اور ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی صورت نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ

مالیر کوٹلہ ضلع لودہیانہ

چشمہ نور ہر لسرا امرتسر ملن جہا

یک نشد دو شد

[وہ مرض جسکا علاج اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۶ مین بتایا گیا یا ہے منتشر ہو رہا
تھا کہ ایک مرض مسلمانون مین اور پھیلا یعنے گلابی چودہ قسم کا فتنہ بر پا
ہوا تہا کہ ایک فتنہ اور مسلمانون مین کھڑا ہو گیا جسکے بیان و ازالہ کے لیئے
مضمون ذیل لکھا جاتا ہے ربّ الناس اذھب الباس اشف انت الشافی لا
شفاء الا شفاءک شفاءً لا یغادر سقما]

ترقی معکوس

مرا در دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ہماری قوم ہمارے اسلامی بھائیون ہمارے مذہبی رشتہ دارون کا حال **گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل** کا مصداق ہو رہا ہے —
کچھہ کہتے ہین تو اپنی شکایت کرنی پڑتی ہے جس سے اقوام غیر کی نظرون مین اپنی ذلت وحقارت ہوتی ہے **چپ رہتے ہین** تو اپنی قوم کی تباہی حالت دن بدن ترقی کرتی نظر آتی ہے —
آخر اس کشمکش کے بعد کچھہ کہنے ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جو ذلت وحقارت اقوام غیر کی نظرون مین بصورت شکایت نظر آتی ہے سکوت مین اس سے بڑھکر دکھائی دیتی ہے اسلیئے ہم ناچار ہو کر کچھہ کہتے ہین اور اپنی قوم کے آگے کمال ادب نیاز وعجز وانکسار سی التجا کرتے ہین کہ وہ غور سے اُسکو پڑہین
یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ

ہم جب اکناف عالم مین سرسری نظر کرتے اور دنیا و مافیہا کی حالت آنکھ سے دیکھتے اور اخبارون مین پڑھتے ہین تو مسلمانون کے سوائے اکثر اقوام کو کیا مذہب میں اور کیا معاشرت مین روز افزون ترقی پر پاتے ہین -

انگریزون وغیرہ اقوام یوروپین کو دیکھو اونھون نے معاشرت مین کیا ترقی کی ہے کہ اسوقت وہ ضرب المثل ہو رہی ہے اور انکی مذہبی ترقی بھی انکی سابق حالت سی کچھہ کم نہین ہے اِسکے جواب مین اگر کہو کہ وہ صاحب شوکت وسلطنت ہین اور جو کرتے ہین بزور شمشیر کرتے ہین جس سے مسلمان تہیدست ہین تو ہم اور مثالین برہمو و آریہ کی پیش کر سکتے ہین -

برہم سماج نے جو تہوڑے ہی دنون مین ترقی کی ہے وہ کس کی تلوار کے زور سے ہوئی - نوخیز قوم آریہ جو دن بدن ترقی کر رہے ہین وہ کس سلطنت کی مدد سے اور کس کے تلوار کے زور سے عموماً ہندو بنگال و ممالک مغرب وشمال و پنجاب ہی کو دیکھو اور انصاف سے کھو وہ کیسی تیز سبقت کر رہے ہین کیا وہ بھی کسی مُلک یا حصّہ ملک کے پادشاہ ہین - ؟

اور جب ہم اپنے گروہ مسلمانون کی طرف نظر غائر سے دیکھتے ہین اور آنکھہ پر چشمہ (عینک) چڑھاکر خوردبین لگاکر اِنمین ترقی کے آثار ڈھونڈھتے ہین تو اسکا کہین اثر و نشان نہین پاتے اور اپنی نگاہون کو *ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ کا مصداق بناتے ہین ہان بجائے اسکے ترقی معکوس کے آثار کالشمس فے رابعۃ النہار بلا اشتباہ و استتار مشاہدہ کرتے ہین انکی دنیاوی ترقی معکوس تو عیان ہے محتاج اظہار و بیان نہین ہے کون نہین جانتا کہ اِنکی ذلّت و افلاس پر دوست و دشمن دونو کے گہر مین ماتم ہو رہا ہے کوئی لارڈ ریپن بالقابہ کے آگے انکی مفلسی و بدحالی کا رونا روتا ہے -

* پہر تو آنکھہ کو دوبارہ پہر اکر دیکھہ تیری نگاہ تیری طرف عاجز ہوکر اور تھک کر پھر یگی یعنے کچھہ دیکھہ نہ سکیگی ::

کوئی انکی شکایت حال مین اخبارون کے اوراق سیاہ کرتا اور اپنا وقت کھوتا ہے کوئی لکچرون اور مناد یون کے ذریعہ سے انکی نباصی حال پر آنسو بہاتا ہے اس مقام مین صرف انکی **مذہبی** ترقی معکوس کا بیان اور اسپر افسوس مدّنظر ہے۔

اگر انکے اِس سال کا پہلے سال سے اور اس سے پہلے کا اوس سے پہلے سے مقابلہ کرتے ہین تو علم مین کمالات مین ترقی مذہب مین اشاعت اسلام مین سبھی مین **فیصدی** بچّنؔ اور بعض امور مین فیصدی **نوے** کی ترقی **معکوس** (تنزل) اِنمین پاتے ہین علم وکمالات کے تنزلات ہم پھر کسی موقع پر بیان کرینگے (اگر ہمارے بھائی ہماری اِن باتون کو عداوت واہانت پر حمل نہ کرین گے۔ بالفعل ہم اِن کی مذہبی ترقی معکوس کو بیان کرتے ہین۔ پہلی سال اگر کسی شہر مین ایک لاکھ مسلمان شمار کئے جاتے تھے تو اِس سال وہان پچاس ہزار رہگئے ہین اور اگر انکے اصول پر زیادہ توجہ کرکے دیکھین تو لاکھ مین سے دس ہزار ہی نظر آتی ہین

اِس سے ہمارا مدعا یہہ نہین کہ (خدانخواستہ) وہ مرتد ہوگئے ہین اور اسلام چھوڑکر کسی اور دین عیسائی یہودی مین داخل ہوگئے ہین بلکہ مقصود اِس سے یہہ ھی کہ وہ اپنی ہی اسلامی بھائیون (جو میدان ترقی معکوس کے شہسوار ہین) کے باضابطہ حکم وفتوے سے دین اسلام سے خارج کئے گئے ہین کوئی وہابی کوئی بدعتی کوئی مشرک کوئی لامذہب کوئی رافضی کوئی نجدی قرار پاکر گروہ اہل اسلام سے علیحدہ ہوئے ہین۔

ہمنی اپنی **مدت العمر** مین جہانتک کتب (حدیث تفسیر فقہ اصول عقاید وغیرہ اسلامی علوم کا) عبور کیا اِنمین یہی **مسئلہ** پایا کہ جس مسلمان سے کوئی کلمہ کفر وارتداد یا فعل موجب حد وسزا شرعی سرزد ہو اُسکو اس سے انکار کرانا وتاویل مکر جانیکے تلقین کرتا اور اس انکار وتاویل کو (بفرض وقوع اِس

قول وفعل کیے) توبہ قرار دینا اور جسکے قول مین ننا نوے وجوہ کفر ہون اور
ایک وجہ اسلام اُسکو اُس ایک وجہ اسلام کے اعتبار ولحاظ سے دائرہ اسلام
مین جگہہ دینا اور بلحاظ وجوہ کفر اسلام سے خارج نہ کرنا لازم ہے مگر یہان اس قضیہ
کا عکس ہوتا ہے جس شخص سے کوئی فعل وقول موجب کفر سرزد نہوا ہو اُسکو خواہ
مخواہ اسکا قائل وفاعل قرار دیا جاتا ہے اور جس کے قول یا فعل مین ننا نوے وجوہ
اسلام ہون اور ایک وجہ کفر اُسکو ایک وجہ کفر کے لحاظ سے کافر
ٹھہرایا جاتا ہے پھر اس طرفہ پر یہہ طرہ چڑہایا جاتا ہے کہ جو اس کافر کے کفر مین
شک کرے وہ خود کافر ہوجاتا ہے اور جو اس شک کرنیوالے کے کفر مین تردد کرے
وہ بھی کافر ہوجاتا ہے اس تدبیر سے اصلی کافر جو ان باتون کے مرتکب قرار دئے
جاتے ہین فیصدی پچاس نکلتے ہین اور جو انکے کفر مین یا شک کنندہ کے
کفر مین شک کرنے کے سبب کافر بنتے ہین وہ فیصدی نوے پیدا ہوتے ہین
ان لوگون کو واجب یہہ تھا کہ اِس اتفاقی مسئلہ (جسکا خلاف ہمنے آجتک
کسی کتاب حدیث وفقہ اور کسی مذہب شافعی وحنفی مین نہین دیکھا) پر عمل کرکے
تاویلی ونادانستہ کفر کے مرتکب کو مسلمان بناتے اور مسلمانون کا عدد بڑہاتے اُنھون
نے اپنے فاسد خیالون سے اسکا خلاف تراش کر اسکے ذریعہ سے مسلمانون کو کافر بنایا
اور مسلمانون کا نمبر (جو پہلے ہی پاس ہونے کے درجہ سے کم تھا) اور بھی گھٹایا
اور اس رباعی کا مصداق بنکر دکہایا ہ

شنیدم کہ مردان راہِ خدا دلِ دشمنان ہم نکروند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام کہ با دوستانت خلافست و جنگ

اور اپنے آپ کو یہہ شعر نہ سُنایا "تو برائی وصل کردن آمدی نے برائی فصل کردن آمدی"
ایک شخص دوسرے سے پوچھتا ہے کہ آپکے اعتقاد مین خدا کا جھوٹ بولنا جائز ہے ؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا غیر مسلّم ہے اور آپکے مذہب مین مرد
کی منی شک مین ملا کہ کھانا درست ہی **دوسرا** اس سی یہہ سوال کرتا ہے کہ آپ کے
اعتقاد مین امام فروعی مذہب پیغمبر اسلام مین نبوت مین شریک ہی اور اُسکا قول
پیغمبر کے قول سے تمھارے نزدیک مقدم ہے اے **تمھاری** مذہب مین عورت کے
اندام نہانی کی رطوبت شک مین ملا کہ نوش جان کرنا مباح ہے؟ وعلی ہذا القیاس
پھر منہوز ایک شخص دوسرے کو جواب دینی نہین پاتا کہ وہ اُس کے سکوت و توقف
ہی سے بحکم الخاموشی نیم رضا اسکو ان باتون کا قایل اور اس قایل ہونیکی سبب سی
کافر قرار دیتا ہے اور اگر وہ ان باتون سے برملا انکار کرے تو اس انکار کو وہ نفاق اور
تقیہ قرار دیتا ہے غرض بہر صورت اُسکو دائرہ اسلام سے خارج کرکے کافرون کے گروہ
مین ملاکر اور جہنم مین پہنچا کر لوٹتا ہے ۔

اس **قسم** کی کارروائی آجکل **ایک** تو وہ ہوئی ہے (جو اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۷
مین بضمن مسلمانونکی خوفناک حالت مذکور ہو چکی ہے) **دوسری** یہ کہ جناب
مولانا و شیخنا مولوی سید **محمد نذیر حسین** صاحب محدّث دہلوی جبکہ اس وقت
(امیر المومنین وامام المحدثین ہونا نہ سہی) کلمہ گو ہونا تو مسلم روزگار ہے بارادہ
حج بیت اللہ بمبئی مین وارد ہوئے تو وہان کے خیر خواہان اسلام و ترقی جویان
مسلمانان علما و مشایخ (جن کے پیش امام مولوی خلیل الرحمن صاحب لودہیانوی
ہین جن کے اسم و رسم سے مین واقف نہین شاید وہ مولوی سیف الرحمن صاحب پسر
مولوی عبد القادر صاحب لودہانوی ہون جو زمانہ غدر سی غایب ہین) **اس قسم**
کے چند سوالات لیکر مولینا ممدوح کے گرد ہو گئے اور اس امر کے فکر مین لگے کہ انکو
ان باتون کا قایل ٹھہرا کر کافر بنائین اور جسٹر اسامیوار مسلمانون سی انکا نام خارج
کرکے ایک نمبر گھٹائین **مولانا** ممدوح نے جب ان سوالات کو سنا تو برملا صاف

فرمایا کہ یہ سب مجھپر بہتان ہے اور ان باتونکا معتقد کافر ہے"
(چنانچہ اشتہار مطبوعہ مطبع حسنی بمبئی مین (جو اس گروہ کے پیش امام مولوی خلیل الرحمن صاحب نے مشتہر کیا ہی) یہہ جواب منقول و موجود ہے مگر یارون نے اس جواب کو نہ مانا اور صرف اس بہانہ سے کہ جناب ممدوح نے اس انکار کو بطور اقرار نامہ لکھکر رجسٹری کیون نہین کرا دیا (یعنے تحریری جواب کیون نہین دیا) اٰپکو ان باتون کا قائل ٹھہرا ہی دیا اور ان سوالات کو اخبارون مین خوب مشتہر کرا دیا۔

اس کارروائی مین پہلے تو عموماً مسلمانون کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ اونکی اور اُن کے مذہب اسلام کی نسبت ایسی باتین عالم مین شایع ہوئی ہین جن پر عیسائی و ہنود ہنسی اڑاتے ہین پھر اُن خیر خواہان اسلام پر جنہون نے یہہ باتین تجویز کر کے پیش کین پھر اُن مسلمان اخبار نویسون پر جنہون نے یہہ باتین بلا تردید اپنے اخبارون مین شایع کر دین سب سے زیادہ افسوس اڈیٹر اخبار نور الانوار پر ہے جس نے اس تشہیر کے ساتھ یہہ بات بھی اخبار مین شایع کی (چنانچہ مشیر قیصر مطبوعہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء اُس سے ناقل ہے) کہ مولانا ممدوح نے ان سوالات کا جواب کافی یا نہین دیا اس سے ان اخبارون کے مقلدین ناظرین یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ مولانا ممدوح ضرور ان باتون کے قائل ہین و بنا برعلیہ ایک جم غفیر اہل اسلام کو جنکی تعداد اس اخبار (نور الانوار) مین اسّی لاکھ بتائی ہے) دایرہ اسلام سے خارج کر رہے ہین۔

مین ان حضرات سے سوال کرتا ہون کہ کیا اُنکے نزدیک کافی وشافی جواب یہی تہا کہ وہ ان باتون کو مان لیتے اور کھلم کھلے کافر بنتے یا اُن کے رد و انکار مین قلم اٹھا کر اُن کو شہرۂ آفاق کرتے اور اقوام غیر سے اسلام پر ہنسی کراتے جیسی ان حضرات نے کرائی ہے۔ باطل باتون کا شایع کرنا (رد کے ساتھ کیون نہ ہو) اچھا نہین ہے

اسلئے مولانا ممدوح نے زبانی جواب متضمن انکار پہ اکتفا کیا آپنے تو صریح انکار کیا اگر آپ اُن کے جواب مین محض سکوت ہی اختیار کرتے تو بھی بحکم آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی اور جواب — باشد خموشی ایک نوع کا کافی جواب تھا یہ ضروری نہین ہے کہ ہر بات کا جواب تقریری یا تحریری ہی دیا جاوے

پھلا کوئی شخص کسی شریف آدمی سے پوچھے کہ جناب آپ گوہ کھایا کرتے ہین یا آپکی بھو بیٹی مین فلان عیب ہے تو اسکا جواب وہ شریف آدمی صاحب حیا بجز سکوت اور کیا دیسکتا ہے ؟ کیا ایسا بھی کوئی ہے جو اسکے جواب مین تقریرًا یا تحریرًا اس امر کے درپے ہوجائے کہ ہم تو نہین — کھایا کرتے اور ہماری بہو بیٹی اس عیب سے بری ہے - پھر اسکو اخبار چھاپنے کے لئے اخبار نویسون کے حوالہ کردے -

مسلمانو ! اوخدا سے **شرماؤ** اب بھی ایسی باتون سے جو ترقی معکوس کی علت تامہ ہین **بازآؤ** - اسلام کو **بڑھاؤ** - مسلمانون کے عدد کو (سوائے نام ہی کیون نہ ہو) بڑھنے دو مسلمان آگے ہی تھوڑے ہین تم ان تھوڑے کوا ورنہ گھٹاؤ اور کافرون کی تعداد کو نہ بڑھاؤ اور اگر تمکو **کافرونکی ایسی ہی بکثرت ضرورت** وحاجت ہے **تو** دنیا مین ان کلمہ گویون کے سوا سے کافر اور بہت ہین جو تمہارے دین سے نبی سے قرآن سے اسلام سے برملا کفر (انکار) کے مدعی ہین ان ہی سے اپنا کام چلاؤ اور ضرورت وحاجت کو پورا کرو - آیندہ اختیار ہے ٥

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو

اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

حسن عقیدت محدثین

بجناب آئمہ مجتہدین

اندنون جو اہلحدیث ہندیہ اُن کے مخالفین یہہ تہمتین لگاتے ہین کہ وہ ائمہ مجتہدین و اولیاء کاملین اور انکے اتباع صالحین کو بے ادبی سے یاد کرتے ہین اور انکی عالی جناب مین سوء ظنی رکہتے ہین (چنانچہ گلابی چوورقہ اور اس سے پہلے خط مفسدین دہلی مین (جسکا ذکر وجواب اشاعۃ السنہ نمبرہ جلد ۶ مین گذر چکا ہے) بڑی طمطراق سے یہہ تہمتین درج کی گئی ہین) اُن کے جواب مین جو کچھہ ہمنے یا اور خیرخواہان اسلام واتفاق جویان اہل اسلام نے کہا ہے اُسکو اس گروہ کے ایک رئیس والامقام (مجدد العصر نافذ الامر نواب والاجاہ امیر الملک مولوی سید محمد صدیق حسنخان صاحب بہادر) نے بخوبی تصدیق کر دیا ہے اور اس بات کی بیان وثبوت مین (کہ گروہ محدثین آئمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین سلف صالحین کے جناب مین وہی عقیدت رکہتے ہین جو انکو محدثین سلف کی جناب مین حاصل ہے اور انکے طاعن لاعن کو وہ ملعون اور مردود سمجہتے ہین) ایک سو چار صفحہ کی ایک کتاب عمدہ اور سلیس فارسی عبارت مین لکھی ہے اور مطبع مفید عام آگرہ مین خوبصورتی اور صفائی کے ساتھہ چہپوا دی ہے جس کا نام نامی یہہ ہے

جلب المنفعۃ فی الذب عن الائمۃ المجتہدین الاربعۃ

اور اس نام کا ترجمہ یہہ ہے کہ یہہ اس نفع کو کہینچنے اور حاصل کرنیوالی کتاب ہے جو چار دن

مجتہدین کے جناب سے طاعن طاعنین کے روکنے اور دفع کرنے مین حاصل ہے
ہم اسمقام مین اس کتاب کا مفتح اور خاتمہ اور بعض وسطی وضمنی فقرات ضروریہ کو
بعینہا اور بقیہ مطالب ایک سو چار صفحہ کتاب کا دو صفحہ مین خلاصہ اس غرض سے
نقل کرتے ہین کہ ناظرین حق بین وشائقین وفاق آئین اسکو اس کتاب کی فہرست
سمجھین اور اسسے اسکی خوبی مضامین کو دیکھکر جمال اصلی کتاب کے شائق ہون۔

یہہ **کتاب** گروہ اہلحدیث کی اسارت ادب ائمہ دین سے برارت پر قوی
شہادت ہے۔ اور جماعت مُتبعین آئمہ مجتہدین وصوفیہ صافیہ کے لئے (جنکو
ان تحریرات سے کچھہ کدورت پیدا ہوگئی ہو) دافع سوء ظنی وموجب **طمانیت**
اور طائفہ مفترین اور محررین کلمات توہین ائمہ دین کے لئے مورث حسرت و **ندامت**
اہلحدیث اس کتاب کو (نقد جان دیکر کیون نہ ہو) خرید کر بطور سارٹیفکیٹ
(سند) اپنے پاس رکھین۔ اور **متبعین آئمہ** مجتہدین وصوفیہ صافیہ اسکو
پڑہکر اپنے دامن خاطر کو غبار کدورت وسوء ظنی بحق اہلحدیث سے پاک کرین۔
اور اس زمانہ تنزل وحالت ضعف وقلت اہل اسلام مین ایک دوسرے کو اتفاق
واتحاد کی نگاہون سے دیکھین۔ اور **مفتریان** اہل بہتان یاوہ بیخوف خارج
از ایمان (جسکی قلم سے سب سے پہلے آئمہ دین کے حق مین گالیان نکلی ہین اس کتاب
کو دیکھکر عرق خجالت نہ پائین توکسی کنوئین یا تالاب ہی مین ڈوب کر مرجائین۔
اور اسی دوات کی سیاہی سے جس سے آئمہ دین کے حق مین کلمات سب وشتم لکھی
ہین اپنا مونہہ کالا کرکے کسی سرنگ مین جا گہسین۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد انکو زمین پر رہنا اور لوگون کو مُنہہ دکہانا بڑی
شرم کی بات ہے ڈوب کر مرجانا یا مونہہ کالا کرکے زمین مین دہس جانا اس زندگی
سے ہزار درجہ بہتر ہے (اب اس کتاب کے مطالب کو نقل کیا جاتا ہے) اس کتاب کے

شروع میں حمد وصلوٰۃ کے بعد کہا ہے۔

"واجب بر ہر مسلمان آنست کہ بعد از موالات خدا و رسول موالات مومنین از علما مجتہدین و اولیا صالحین گزینند خصوصاً ولاے آن علما و ائمہ کہ ورثہ پیغمبران اند و بمنزلہ نجوم آسمان کہ در تاریکی بر و بحر راہ مینمائند۔ و در ہدایت بر روی خلق می کشایند و بر روایت و درایت ایشان اتفاق اسلامیان ست چہ ہر امت کہ پیش از مبعث خاتم رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود علماء او شرار آن امت بودند مگر ملت اسلامیہ کہ علماء وے خیار اند چنانکہ این امت وسط امم ست و مرتبہ علما این امت مرتبہ خلفاء رسول ست صلعم سنت مطہرہ ویرا صلعم کہ احیاناً مے میرد زندہ میکنند و روح تازہ در کالبد اسلام مے دمند بہم قام الکتاب وبہ قاموا وبہم نطقت السنۃ وبہا نطقوا ۵

فلولا الهوى ما عرفناهم	ولولاهم ما عرفنا الهوى
نزد من ہر شب نسیم صبح را آمد شد ست	از تو پیغام آورد از من برد آرام را

ہیچ یکے از امامان دین کہ امت سر بقبول ایشان فرود آوردہ ست ہمچو ائمہ اربعہ مجتہدین وغیر ایشان از جہابذہ حدیث چنان نبودہ ست کہ اعتقاد مخالفت رسول صلعم در سنتے از سنن وحدیثے از احادیث وے علیہ الصلوٰۃ والسلام بدل داشتہ باشد چہ دقیق سنت وچہ جلیل وچہ کثیر حدیث وچہ قلیل آن بلکہ ہمگنان متفق بودہ اند بر وجوب اتباع رسول و برانکہ ہر کسے از کسان امت چنانست کہ سخن او ماخوذ ومتروک می تواند شد الا رسول صلعم لکن اگر یکے را قولے یافتہ شود کہ حدیث صحیح خلاف وست پس لابد ویرا در انجا عذرے خواہد بود در ترک آن حدیث و جماع اعذار سہ عذر ست یکی عدم اعتقاد بانکہ گفتہ رسول ست دوم اعتقاد بانکہ مرادش باین قول نہ آن مسئلہ ست سوم اعتقاد نسخ آن حکم واین ہر سہ صفت چند سبب دارد

پہر صفحہ ۳ سے ۲۴ تک ان اسباب کی تفصیل ہین وش سبب بیان کئے ہین جو اکثر جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنہ مین بیان ہو چکے ہین - از انجملہ ایک سبب یہ ہے - کہ بعض احادیث بعض ائمہ کو نہین پہنچی ہین اسکی تفصیل مین مخفیات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کو عمدہ طرز سے بیان کیا ہے اور وہ تفصیل ہمارے ضمیمجات ۱۲۷۶ء مین ہو چکی ہے -

پہر صفحہ ۲۴ بیان کیا ہے کہ جب کسی مجتہد کا عمل کسی حدیث کے مخالف معلوم ہو تو وہ منجملہ ان اسباب عشرہ کسی سبب پر محمول ہے - اسمین عمداً مخالفت کی تجویز جائز نہین ہے -

پہر صفحہ ۲۵ سے ۶۵ تک اس امر کو بیان کیا ہے کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنے پر یا کسی اور امر پر جو وعید آئی ہے مجتہد اُسکا مورد نہین ہو سکتا اور اس کے موانع کو بہ تفصیل بیان کیا ہے اور اسکے ضمن مین یہہ مسئلہ بہی بیان کیا ہے کہ عام حکم وعید خاص اشخاص پر نہین لگایا جا سکتا -

پہر صفحہ ۶۷ اس بحث کا خلاصہ بالفاظ ذیل بیان فرمایا ہے و خُلاصہ کلام درین مقام آنست کہ لعن و طعن جاہلان درحق ائمہ اسلام خواہ از مقلدان دربارہ مجتہدان باشد و خواہ از متبعان دربارہ مجتہدان متوجہ بدوامرست یکی ترک تقلید ائمہ و این ترک را موجب سوء ظن تارک درحق امام شناسند و مثل اوست طعن غیر مقلدان بر مقلدان در ترک عمل بحدیث صحیح کہ مخالف قول ائمہ مجتہدین ست و این را نیز منجر بسوی ائمہ خود دانند و بران بناسب و شتم مخالفان خود مینمایند دیگر طعن و لعن دربارہ فعل بعض افعال ست کہ بران وعید آمدہ وصدور آن از بعض ائمہ معلومست پس جواب از امر اول ہمان اسباب معذرت ست کہ مذکور شدہ و نزد وجود اعذار ہیچ یکے را نمیرسد کہ بزرگان دین را در شکنجہ طعن و تشنیع کشد چہ ایشان ہرگز ترک عمل بحدیث ازراہ

نفسانیت و عصبیت و حمیت جاہلیت نکروہ اند چنانکہ پس آیندگان ایشان بدین وجود اعذار صحیحہ و اسباب سائغہ میکنند و جواب از امر ثانی منع لحوق وعید ست بوجوہ متقدمہ مذکورہ درین کتاب بر وجہ فصل خطاب و علی ہذا جملہ اکابر ملت اسلامیہ مصون اند از طعن و لعن این جاہلان بیخبر و سفہاء شوریدہ سر خواہ آئمہ اربعہ مجتہدین باشند یا عصابہ محدثین یا جماعہ صالحہ متصوفین یا طائفہ دیگر از متقدمین خصوصاً آنانکہ پیش از زمان صدہا سال جلوہ گر بودند و زمانہ خیر قرون ایشان را دریافتہ گو این دریافت قلیل باشد خواہ کثیر مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ اول ائمہ اربعہ اہل اجتہاد است و امام دار الہجرہ مالک بن انس و امام شافعی و احمد ابن ہر چہار بزرگوار رضی اللہ عنہم اجمعین در قرن ثالث از قرون ہجرت مشہو دلہا بالخیر بودند۔

پھر صفحہ ۵۸ وغیرہ میں اُن ائمہ کا خیر القرون میں داخل ہونا ثابت کیا ہے اور قرون ثلثہ کی حد بیان کی ہے۔

پھر صفحہ ۶۲ و ۶۳ امام ابو حنیفہ کے فضایل و مناقب بیان کئے اور جو اُن کی نسبت عربیت سے کم واقف ہونا اور حدیث کی روایت کم کرنا بیان کیا گیا ہے اسکا محمل و مطلب بتایا ہے پھر صفحہ ۵۶ وغیرہ بقیہ آئمہ اربعہ کے فضایل بیان کئے ہیں۔

پھر صفحہ ۶۶ میں فرمایا ہے "پس اگر نیک بنگا قند دریابند کہ مقلدان راستگو و تابعان حق جواز برائے ائمہ موصوفین ہمین عصابہ محدثین ست و این احناف و شوافع وغیرہا کہ تقلید را در برابر حدیث اختیار کردہ اند و مسایل قیاسیہ و احکام اجتہادیہ را بر کلام خدا و رسول ترجیح می نہند در حقیقت تارکان تقلید ائمہ و منکران ارشادات ایشان اند خود جادہ خلاف امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ می سپرند و تہمتش بر متبعان می نہند وقد خاب من افتری"۔

پھر اسکی تائید میں صفحہ ۶۷ سے ۸۲ چاروں اماموں کے اِس مضمون کے اقوال نقل کئے ہیں

که اونهون نے فرمایا کتاب و سنّت کے سامنے ہمارے اقوال کو چھوڑ دو اور نص کے ہوتے کسیکی تقلید نکرو امام ابو حنیفہ کے ۷ قول امام مالک کے ۳ امام شافعی کے ۹ امام احمد کے ۳ - پھر صفحہ ۸۳ مین لوگون کے اِس خیالی وادعائی اجماع کی حقیقت بیان کی ہے جبکا ہر باب مین لوگ بلا تحقیق و ثبوت دعوی کرتے ہین - پھر صفحہ ۸۷ و ۸۸ مین ائمہ محدثین واصحاب صحاح کے حالات و فضایل بیان کئے ہین -

پھر صفحہ ۸۹ مین بیان کیا ہے کہ جو نفسانی اختلاف مسلمانون مین آجکل ہو رہا ہے صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین مین اِس قسم کا اختلاف نہ تہا - پھر صفحہ ۹۲ سے ۹۸ تک باہمی تکفیر سے روکا ہے اور اسکے ضمن مین یہہ بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک تقلید بمقابلہ نص حرام و شرک ہے و مع ہذا ہم اِس فعل کے مرتکب پر بالخصوص کفر و شرک کا فتوی نہین لگاتے -

اخیر رسالہ مین صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ فرمایا ہے د بالجملہ مقصود از خامہ فرسائی درین رسالہ بیان ہمین معنی ست کہ گمان سوء ادب از عصابہ حدیث در حق ائمہ اربعہ مجتہدین و غیرہم از علماء دین خواہ متقدمین از سلف صالحین باشند یا متاخرین متبعین افترا محض سوءظنی بحق خاص مومنین ست ورنہ قدر و منزلت ایشان چندانکہ در نظر زمرۂ موحدین بودہ است معشار آن در طایفہ مقلدین ثابت نمیشود و چہ قسم می تواند شد کہ ہر کہ مستی بجناب سید المرسلین ست بانکار حدیث او عمل را بر سنت صحیحہ او بمقابلہ قیل و قال مجتہدین و مجادلین نمی پسند دارد وے توقع تعظیم و تکریم ائمہ دین کجا و علی فرض المحال اگر عاملان سنت ائمہ را بنظر حقارت می بینند آخر ہمین جہت می بینند کہ خلاف آنہا با احادیث در احکام و مسائل معلوم ایشان شدہ ست گو خصم این حرف را از ایشان بنا بر عصبیت و جاہلیت نہ پذیرد نہ بجہت کدام امر دیگر پس این تحقیر نسبت باز در اہ مقلدین کہ در بارہ احادیث و قرآن میکنند ولیکن بہار در ضد ورد و انکار مسائل ثابتہ بسنن صحیحہ بودہ اند بے شبہ حقیر و قلیل ست

مصر ۶

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ فرقی کہ از ائمہ مجتہدین تا جناب شفیع المذنبین ست
بر فردے از افراد مسلمین مخفی نیست اللہم مگر آنکہ یکے کور مادرزاد باشد و بصر و بصیرش
باطل افتادہ و انکار مقلدین و تحاشی ایشان از اتباع سنن سید المرسلین چیزیست کہ
بر ہر یکے از موافقین و مخالفین ظاہرست و انکارش مکابرہ بیش نیست و اگر انکار ایشان
درین باب ثابت ست اہلحدیث چہ گناہ کردہ اند کہ سخن ایشان در تحاشی سوء ادب بجناب
ائمہ مجتہدین مقبول نیست ؎ آہی دیدہ تحقیق دہ ہر یک مقلد را ۔ چو عینک تا بکی ہر سو بچشم دیگران بیند ۔

خلاصہ مطالب رسالہ ختم ہوا جو غالباً ناظرین کو مطالعہ اصل کتاب کا شائق کریگا جس سے ان کو
حسن عقیدت محدثین بجناب ائمہ مجتہدین کا کامل یقین ہوگا و باللہ التوفیق ۔

خط بنام اڈیٹر مشیر قیصر

مشیر قیصر

میری معزز و مکرم دوست مولوی غلام محمد خان صاحب اڈیٹر اخبار

السلام علیکم ۔ جو مضمون آپ نے اپنے اخبار نمبر ۲۱۴ جلد ۷ مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء میں بعنوان علماء اہل اسلام
کی نااتفاقی کے زیب رقم فرمایا ہے میں اسکی قدر کرتا ہوں اور اسکو نیک نیتی اور اتفاق طلبی پر مبنی سمجھتا ہوں ۔ لہذا
اس کی شکریہ کو اپنا فرض جانتا ہوں مگر ساتھ ہی اسکی اسقدر افسوس بھی ظاہر کرنا نامناسب نہیں سمجھتا کہ تین
فقرہ اس مضمون کے میری ناقص سمجھ میں نہیں آئے ۔

ایک یہ کہ گروہ اہلحدیث ایک جدید فرقہ ہے دوم یہ کہ اس گروہ کی تصانیف میں حضرت امام
اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کی توہین اور علم حدیث سے لاعلمی وقتاً فوقتاً درج ہوتی ہے ۔ سوم یہ کہ محمد حسین (خاکسار)
کی اکثر تصانیف میں ایسا تذکرہ ہوتا ہے جو انکی بعض مخالفین نے کیا ہے جس سے بجز چھیڑ چھاڑ اور کدورت
آدمی کے دل دکھانیکے کچھ حاصل نہیں ۔

منجملہ ان فقرات کے فقرہ اول کے سمجھانیکی تو میں آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتا اسکی سمجھنے میں میں خود
ہی مشقت اٹھاؤنگا اور جو سمجھ میں آیا اسکو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں درج کرونگا ۔ فقرہ دوم و سوم
کے سمجھنے و سمجھانیکے جناب کو تکلیف دیتا ہوں براہ مہربانی آپ یہ تکلیف گوارا فرماکر میرے دو سوالوں کا جواب دیں

(۱) آپنے تصانیف علما اہلحدیث مین ایسی کونسی کتاب دیکھی یا سنی ہی جسمین امام الائمہ فخر الامۃ حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کی توہین یا علم حدیث سے لاعلمی پائی جاتی ہے ۔

(۲) خاکسار کی تصانیف مین آپنے ایسی کونسی جگہہ پائی ہے جسمین اس امام عالیمقام کا ایسا تذکرہ ہی جسمین جناب ممدوح کی توہین موجود ہی اور اس سی کسی منصف متبع امام کی (جسکو اِس تذکرہ کی ٹہ پہنچ سے پہلے سے میری نسبت سوء ظنی نہ ہو) کی دلشکنی متصور ہو ۔

مگر سوال اول کے جواب مین یہہ ملحوظ خاطر رہی کہ وہ کتاب جسمین امام صاحب کی توہین ہو اس گروہ کے کسی عالم کی تصنیف ہو نہ محض کسی کتاب فروش کے ۔ اور بوقت جواب سوال دوم پیش نظر فیض اثر رہی کہ دو چار سطرین عبارت توہین آمیز کے ماقبل و مابعد سے بہی دیکہہ لی جاوین ایسا نہ ہو کہ جس عبارت کو آپ توہین سمجہتے ہین اسکا توہین نہ ہونا اسی مین ثابت کیا گیا ہو +

بجواب سوال اول اگر آپ ایسی کتاب کا جسمین امام صاحب کی توہین ہو ہم کو بتا دینگے تو مین اسکی مصنف (اگر وہ اس گروہ کا عالم ہے) سی توبہ کراؤنگا ۔ ورنہ اسکو اپنی گروہ سی باضابطہ خارج کر نیمین کوشش کرونگا اور بجواب سوال دوم اگر میری تصانیف مین کوئی جگہہ بتاینگے جسمین امام صاحب کی توہین ہی تو مین بذات خود لکہنو مین حاضر ہو کہ اس فعل شنیع و جرم قبیح سی آپکے ہاتہہ پر بیعت توبہ کرونگا ۔

اور اگر آپنے ہماری یا ہمارے گروہ کی اصل تصانیف کو نہین دیکہا جو فرمایا ہی اسمین سنی سنائی باتون پر یا کسی مخالف کی نقل و اقتباس پر بہروسہ کیا ہی (چنانچہ آپ کا اسی پرچہ کی سطر ۷ و ۸ و ۹ کالم اول صفحہ ۳ کا یہہ فقرہ " راقم کو بہت کم اتفاق ایسی تصانیف دیکہنے کا ہوا ہی مگر جہانتک اسکا اقتباس نظر سی گذرا الخ" اسپر شاہد ہی) اور اسوجہہ سی آپ اس بحث کو طول دینا نہین چاہتی تو ہم بہی خواہ مخواہ الجہنے کو پسند نہین کرتے آپ خوب جانتی ہین کہ ہم ۱۸۸۱ء سی شخصی مباحث کو ترک کر چکی ہین اس صورت مین آپکو مناسب ہے کہ اب ہماری اس خط کو اپنی اخبار مین چہاپدین جسکی اخیر مین ہم یہہ کہتے ہین کہ جس شخص کے دل مین امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی توہین ہی یا اسکی قلم و زبان سی بغرض توہین ایسے کلمات جنسے ان کی اتباع کے دل دکہین سرزد ہوتے ہون وہ خدا کا رسول کا ایمان کا اسلام کا دشمن ہی ۔ *

اسکو فتح دی اِن دونون مین بڑی بڑی لڑائیان ہوئین وہابیون نے بڑی ہزیمتین پائین اُنہین مین ایک واقعہ ماویہ کا تہا جو (۱۲) یار مین ۱۸۱۵ء مین واقع ہوا اور واقعہ عنیزہ اور شقرا جو (۱۴) کانون ثانی مین ۱۸۱۸ء مین واقعہ ہوا اسکے بعد ضرمہ مین ایک لڑائی ہوئی پہر درعیہ مین ایک جنگ ہوئی۔ ابن سعود نے بہت زاد جمع کیا اور لشکر اکٹہا کر کے درعیہ مین قلعہ بند ہوا ابراہیم پاشا ایک مدت تک اسکو گہیرے رہے بعد اسکے قلعہ فتح ہوا اور ابراہیم پاشا نے قلعہ مین داخل ہوکر ابن سعود اور اسکے گہر والون کو مقید کیا کوئی اُنمین سے بہاگ نہ سکا سوا ایک بیٹے تُرکی کے اور بعضون نے کہا ہے کہ جب ابن سعود اپنی نجات سے مایوس ہوا اور درعیہ بالکل مصریون کی گولہ باری وغیرہ سے برباد ہوگیا تو ابراہیم پاشا سے اس نے امن چاہی ابراہیم نے اُسکو امن دی اور یہ واقعہ (۸) ذی قعد کو ۱۲۳۳ھ ہجری مین ہوا یعنے بقول ۱۸۱۸ء میلادیہ مین غرض ابن سعود ابراہیم پاشا کے پاس آیا اور اپنے تئین اُسکو سونپ دیا اور امن چاہی اور ایک دن کی مہلت مانگی ابراہیم نے اُسکی بہت تعظیم کی اور مہلت دی دوسری دن اُسکی شرط کے موافق اسکو مصر لیجانا چاہا ابن سعود حسب حکم سلطان مصر کیطرف ایک لشکر کی حفاظت وحراست مین روانہ ہوا چودہوین ذیقعدہ کو وہان سے چلکر اٹہارہوین محرم کو محمد علی پاشا عزیز مصر کے پاس پہنچا عزیز مصر نے اُسکا بہت اکرام کیا ایک خلعت دیکر آستانہ علیہ سلطان کو روانہ ہوا (۱۷) صفر (۱۶) کانون اول مین سن مذکور ہی وہان داخل ہوا وہان باندہکر مارا گیا اور خزندارہ اور عبدالعزیز بن سلیمان جو اسکا کاتب ہوا وہ دونون قید رہے۔

پہر فصل ہفتم مین خاص کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حالات بالفاظ ذیل بیان کئے ہین۔

محمد بن عبد الوہاب کا حال کرنیل یوین تقند بک میر کانی نے اپنی کتاب
مرآۃ الوضیہ فی الکرۃ الارضیہ کی چوتھی فصل مین بلاد عرب کے حالات مین
صفحہ ۳۴۶ مین یون لکھا ہے کہ اوائل اِس قرن مین طائفہ وہابیہ قوی ہوا اور
یہہ گروہ ایک مرد تیمی کیطرف منسوب ہی کہ اُسکو محمد بن عبد الوہاب کہتے ہین اور وہ
قبیلہ مسالیخ مین سے تہا اولاد علی سے اور اس قبیلہ کا بقیہ نواحی زبید مین ہی۔
خلیج عجم پر اور محمد بن عبد الوہاب درعیہ مین تہا نجد مین اور حاکم وہان کا اُن
دنون سعود بن عبد العزیز عنزی تہا ربیعۃ الفرس کے قبیلہ سے کہ وہ شیخ تہا شہر کا
غرض سعود ابن عبد الوہاب سے متفق ہوگیا اور اُسکی تعلیمون کو پہیلانے لگا ۱۷۶۰؁ء
مسیحی مین اور اُسکے بعد عبد العزیز ابن سعود حاکم ہوا اور دو بڑے لشکرون پر غالب
آیا جو وزیر بغداد نے اُسکی طرف روانہ کئے تہے اور ایک بڑے لشکر پر اور فتح پائی جو
زید بن مساعد شریف مکہ کے زیر نشان تہا ۱۷۹۴؁ء مین اور یہہ گروہ وہابیون کا
عراق مین غالب ہوگیا اور مسجد علی پر اُنہون نے غلبہ کیا اور اُسکو ویران کر دیا اور ۱۸۰۴؁ء
مین عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا اور وہ طائف
اور مکہ پر حاکم ہوگیا اور پہر جدہ کو گیا اور اُسکا محاصرہ کیا اور وہان اُسکو اپنے باپ
کے موت کی خبر ملی وہ درعیہ کو لوٹ آیا اور ۱۸۰۴؁ء مین پہر حجاز کو گیا اور مدینہ منورہ
کو فتح کیا اور اُسکی اطراف پر مسلط ہوگیا اور وہان فرمان روائی کی ۱۸۱۵؁ء تک پہر
ابراہیم پاشا اُسکے دور کرنے پر مستعد ہوا جو والی مصر تہا اور کئی لڑائیون مین آپ پر
غالب آیا یہانتک کہ اُسکو ملک حجاز سے نکال دیا اور سعود مرض بخار سے درعیہ
مین مرگیا اور پچاس برس کی اُسکی عمر تہی اور اُسکی اولاد نجد پر حاکم رہی اور اُسکی اطراف
پر ابتک حاکم ہے اور قصبہ اُن کا مدینہ ریاض ہی اور وہ لوگ سب وہابیون مین سے
ہین انتہی اس کتاب کے تاریخ تالیف ۱۸۵۲؁ء اور مراجعت اِس کتاب کی بغیر نظر ثانی

سنہ ۱۸۱۷ء مین ہوئی اور اسی مؤرخ نے یہہ بھی کہا ہے کہ نجد اُس ملک کو کہتے ہین جو متصل شام جانب شمال واقع ہے اور عراق سے جانب مشرق اور حجاز سے جانب غرب اور یمامہ سے جانب جنوب اور وہ بہت پاکیزہ ملک ہے عرب کا اور شعرائے عرب نے اکثر اُسکی تعریف کی ہے اور اُسمین ایک زمین واقع ہے جسکو کلیب بن وائل بن ربیعہ نے رمنہ مقرر کیا تہا اور آخر یہہ امر اُسکے قتل کا سبب ہوا اور بڑی لڑائی ہوئی جو حرب بسوس مشہور ہے اور وہ لڑائی عرب مین ضرب المثل ہو گئی اور جبل عکاذ بھی اُس ملک مین واقعہ ہے کہ ایک مدت سے عربی فصیح سوا اُسکے اور کہین باقی نہین۔

اسکے بعد نواب صاحب نے ان حالات محمد بن عبد الوہاب سے یہ نتیجہ نکالا کہ ہندوستان کے مسلمانون مین ان حالات کا نام و نشان بہی نہین پہر انکو کیون وہابی کہا جاتا ہے اور بیان کیا ہے کہ ہندوستان کے روساء اُمراخصوصا رئیسہ بھوپال نے ہمیشہ وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی ہے چنانچہ فرمایا ہے الحاصل جو حال وہابیون کا ان سات فصل مین تحریر ہوا اس سے زیادہ کسی کتاب تاریخ وغیرہ مین کسی نے نہین لکہا اور یہہ موافق تحریر و تحقیق علماء عیسائین کے ہے اس سے زیادہ تحقیقات بہی ممکن نہین ہے اِس حال کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند مین کوئی سنی وہابی مذہب نہین ہے اِسلئے کہ جو کارروائی ان لوگون نے ملک عرب مین عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین خصوصاً کی اور جو تکلیف اُن کے ہاتہون سے ساکنان حجاز و حرمین شریفین کو پہونچی وہ معاملہ کسی مسلمانان ہند وغیرہ نے ساتہ اہل مکہ و مدینہ کے نہین کیا اور اِس طرحکی جراءت کسی شخص سے نہین ہو سکتی اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ یہہ فتنہ وہابیون کا ۱۸۱۸ء مین بالکل خاموش ہو گیا اُسکے بعد کسی شخص امیر و غریب نے اُس ملک مین پہر سر نہ اُٹہایا

× × عہدنامہ بہوپال اسی ۱۸۱۸ء مین ہوا جو سال ختم فتنہ اہل نجد کا ہے جنکی طرف

وہابی منسوب ہین- اُس دن سے آجکا دن ہے کہ کسی نے سرکار برٹش سے کسی قسم کی مخالفت و سرکشی نہین کی بلکہ بپابندی قول و قرار مذکور زمانہ غدر ہندوستان مین جبکہ اکثر رعایا خالصہ انگریزی کی بدل گئی رؤساء ہند نے بقدر اپنی طاقت و مقدرت کے سرکار برطانیہ کو رسد و فوج اور مال سے مدد واجبی دی نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ نے بھوپال سے تا جہانسی فوج ریاست بھیجی اور غلہ و اجناس علاقہ بھوپال سے ہر طرح کی اعانت کی -اِسی طرح نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ نے ہنگامۂ فوج کشی کابل مین مستعدی اپنی واسطے مدد سرکار انگریزی کے فوج و مال سے ظاہر کی اور سال حال مین جبکہ مہم مصر پیش آئی طرح طرح کی دلسوزی اور اعانت ظاہر فرمائی یہان تک کہ جب سرکار نے اعرابی پاشا کو شکست دی اور ملک مصر پھر توفیق پاشا خدیو مصر پر مسلم ہوا تو اُسکی خوشی مین انواب قلعہ فتحگڈھ سے سرکین اور خریطہ خط تہنیت روانہ صدر کیا اسی طرح ہر موقع مین باتفاق نامہ نگار سب سے پہلے اپنی خیر سگالی اور مدد دہی کا ارادہ سچے دل سے ظاہر کیا جسکا شکریہ ذریعہ تحریر سررشتہ وتار ہاے برقی مکرر سہ کرر طرف سے جناب وایسراے کشور ہند کے معرض اظہار مین آیا اور یہ کارروائی موجب کمال خوشی حکام عالی مقام ہوئی-

پھر فصل ہشتم مین جناب مؤلف نے حسب وعدہ اپنی مختصر سرگذشت لکھی ہے اور اُسکے ضمن مین نجدیون کا ۱۸۱۸ء مین منقرض ہوجانا - اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کا مذہب حنبلی کا مقلد ہونا اور اہلحدیث ہندوستان کا تقلید مذہب خاص سے منکر ہونا اور عبد الوہاب نجدی سے کوئی تعلق و راہ رسم نرکہنا اور اہلحدیث کی کتابون مین گورنمنٹ انگلشیہ سے بغاوت و جہاد کی ترغیب کا نہ پایا جانا اور ہندوستان مین کسیکا بھی وہابی مذہب ہونا اور اہلبدعتکا اہلحدیث کو ازراہ عداوت وہابی لکھنا بیان کیا ہے اور فرمایا ہے

جب بسبب اغوای ملازمان قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے ٹیمس آف انڈیا نے اپنے پرچہ خبر مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۱ء مین حسب فرمایش سید حسن و سید احمد و منشی لطف اللہ خان و سید عبد اللہ ساکن سورت آل عیدروس یہ چہاپا کہ ہم لوگون نے عربی اخبار جوایب مطبوعہ قسطنطنیہ مورخہ ۲۵ محرم ۱۲۹۷ھ مطابق ہشتم جنوری ۱۸۸۰ء نمبر ۱ اس مضمون کو پایا ہے کہ صدیق حسن خان ایک معزز وہابی نے جو شوہر ہز ہائینس رئیسہ بہوپال جی ایس آئی ہین دو تین اپنی خاص تصنیف کی کتابین مطبع جوائب مین چہپنے کو بہیجی ہین خطبہ کتب سے ظاہر ہے کہ یہہ کتابین خلاف عام قواعد اسلام اور امن والی مسایل مذہبی کی ہین اور اس صحیح مذہب کے خلاف ہین جو بارہ سو برس سے ایک طرح پر چلا آتا ہے اور یہہ کتابین تائید مذہب وہابی مین ہین جو اُسی ماہ مین صاحب جوائب نے ٹیمس کو جواب دندان شکن دیا اور غلطی خبر مذکور کی ثابت کر دی۔ پہر دوبارہ سید حسن وغیرہ چار نفر مذکور نے ٹیمس آف انڈیا مین وہابی ہونا میر طبع کرایا اسپر ریاست نے اعتراض کیا اور اجنٹی سیہور اور اندور کو لکہا آخر ٹیمس نے لکہنا خبر مذکور کا جہوٹ سمجہکر ترک کر دیا کیونکہ ان کتابون مین بغاوت یا جہاد کا ذکر نہین ہے بلکہ وہ مذہبی کتابین بھی نہین علم تاریخ ولغت معانی وبیان وغیرہ کی ہین۔ پہر ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ ہجری مین سید حسن مذکور مر گیا اسلئے اس جگہہ بضرورت بیان حال خبر مذکور لکہنا اس بات کا ضرور ہوا کہ یہہ وہابیت کس چیز کا نام ہے جسپر اس قدر شور وغل ہوتا ہے اور ہر شخص اور قوم کی دشمن جب کسیکو ایذا پہنچانیکا قصد کرتے ہین تو نزدیک حکام وقت کے اُسکو وہابی ظاہر کرکے بدنام کر دیتے ہین سو اصل اسکی یہہ ہے کہ بموجب تحقیقات علماے عیسوی کے جسطرح کتاب آثار البلاد وغیرہ مطبوع بیروت مین لکہا ہے یہہ بات معلوم ہوئی کہ محمد بن سعود نام ایک امیر ملک نجد مین تہا اُسکے وقت مین ایک شخص محمد بن عبد الوہاب نام ظاہر ہوا جسنے آن جیسے اور قوم پو ہرہ

سے مخالفت مذہبی ہوئی محمد بن سعود نے اُنکی مدد کی یہہ واقعہ ۱۷۴۶ء مین ہوا اور
بعد ۱۷۶۵ء کے ابن سعود مر گیا۔ اُسکی جگہہ بیٹا اُسکا عبدالعزیز نام قایم ہوا اُس نے اپنے
باپ کی طرح پیر مذہب محمد بن عبدالوہاب کا رواج دیا اور اطراف نجد و ملک عرب مین
لڑائی شروع کی یہانتک کہ ۱۷۹۲ یا ۱۷۹۴ء مین مکہ و مدینہ پر فتح پائی اور بہت
علاقہ لے لیا اُسکے بعد بیٹا اُسکا سعود نام ۱۸۰۴ء مین حاکم ہوا اور باپ کے طریقہ پر
کارروائی کی یہانتک کہ حسب الحکم سلطان محمود خان والی روم کے محمد علی پاشا مصر
نے ۱۸۱۱ء مین اُسپر فوج کشی کی اور شکست دی پھر وہ ۱۸۱۴ء مین مرگیا اسکی عمر ۶۸
برس کی تھی اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا عبداللہ نام قایم ہوا اُسکی لڑائی ابراہیم پاشا
بن محمد علی پاشا سے ۱۸۱۶ء مین ہوئی اور آخر کو مقید ہو کر اسلامبول بھیجا گیا وہان جا کر
قید مین مرگیا اور یہہ فتنہ ۱۲۳۴ھ مطابق ۱۸۱۸ء مین ختم ہو گیا۔

اصل اس مذہب کی یہہ ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ سوائے اطراف ملک نجد کے
کسی دوسری جگہہ مذہب مذکور نے رواج نہین پایا اور دوسری کتب تاریخ بیروت
سے جو تالیف علمائے عیسوی کے ہین یہہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مذہب محمد بن عبدالوہاب
کا حنبلی تھا جب سے سعود وغیرہ اور اُسکے مددگار مٹ گئے پھر کسی نے اُسدن سے آج دن
تک اُس ملک مین خروج نہین کیا ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی یا حنفی
رکھتے ہین انکی راہ و رسم ملک نجد سے کسی کتاب تاریخ سے ثابت نہین ہوتی اور نہ کوئی شخص اُس ملک کا
مرید یا شاگرد اُن لوگون کا ہے اور نہ کوئی کتاب اُس مسلک کی اس اقلیم مین رائج ہے
لکن ہم دیکھتے ہین کہ ایک شہر مین بعضے لوگ بعضونکو وہابی کہتے ہین اور ایک دوسرے کے
رد مین کتابین بناتے ہین اسکے سبب مین جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ فساد آپسکی عداوت
سے ہے اسلئے کہ مذہب اسلام مین باوجودیکہ تہتر فرقے ہین جنکی گنتی علمائے اسلام نے
اپنی کتابون مین لکھی ہین انمین کسی جگہہ کوئی فرقہ بنام وہابیہ نہین گنا۔ ان کے سوا جنکو

ہندوستان مین اُنکے دشمنون نے وہابی مشہور کیا ہے وہ اِس نام سے انکار کرتے ہین اور کوئی تعلق اُنکا ملک نجد سے ثابت نہین ہوتا - پھر جو غور کیا گیا کہ وہ کون مسایل ہین جن کے سبب سے ایک فرقہ کا نام بدعتی ہوا اور دوسرا وہابی کہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ چند مسئلہ ہین - بعضے اُنمین متعلق عقاید ہین اور بعض متعلق عبادات اُن مسایل مین کسی جگہہ مسئلہ جہاد کا ذکر نہین ہے اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے تعداد اُن مسئلون کی سات مسئلہ اپنی کتاب مین اور چودہ کتابین لکھی ہین - لکن ان مسایل مین اُن سے غلطی ہوئی ہے - چنانچہ نکتہ چینی سید احمد خان سی ایس آئی سے ظاہر ہے جو معہ ترجمہ انگریزی خاص مقام لندن مین طبع ہوئی ہے اور حصر کتابون کا بھی غلط ہے اور بعض ایسی کتابون کا نام لیا ہے جو کسی کے نزدیک مذہب وہابی کے نہین ہین جیسے درمختار - پس جو لوگ قبر کو نہین پوجتے مردون کی نذر و نیاز نہین کرتے مولویون اور درویشون کی رائے کی اطاعت نہین کرتے مجلس مولود نہین کرتے تعزیہ نہین بناتے کسی مذہب خاص کے پابند نہین - چوری و دغابازی و رشوت خوری و زناکاری و عہد شکنی وغیرہ افعال بد کو منع کرتے ہین اور جو دین بارہ سو برس سے چلا آتا ہے کہ جسوقت سواے اسلام کے کوئی نام مذہب کا جانتا نہ تھا اور وہ قرآن شریف اور حدیث کی کتابون مین لکھا ہے - اور وہ کتابین ساٹھہ ستر برس ملکہ اُس سے پیشتر سے مکہ و مدینہ و کلکتہ و دہلی و بمبئی و مصر وغیرہ مین طبع ہوئی ہین اور ہوتی ہین اور ان کا منشا صرف قائم ہونا عبادات پر یعنی نماز و روزہ و حج وغیرہ فرائض پر اور بچنا ہر فساد کی بات سے اور اس قسم کی کتب و رسائل سینکڑون عدد عربی وغیرہ زبانون مین سینکڑون برس سے تالیف ہوئی ہین نہ چودہ کتابین ہین نہ چالیس انکو یہہ بدعتی لوگ جو پابند کسی مذہب خاص کے ہین وہابی کہتے ہین - ایک شخص فضل رسول نام شہر بدایون ملک ہند کا رہنے والا تہا سب سے پہلے وہابی نام اُس نے مسلمانان ہند کا رکھا

پہر اِس نام کو عوام مین مشہور کردیا جو لوگ فسادی تھے اُنہون نے حکام کے ذہن مین یہ بات ڈالدی کہ جو لوگ وہابی کہلاتے ہین وہ سرکار انگریزی کے دشمن ہین سرکار نے جو غور فرمایا تو یہ دریافت کیا کہ مطلق وہابی کے کہنے سے کوئی ہمارا دشمن نہین سمجہا جاتا جب تک کوئی جرم بغاوت اُس سے صادر نہ ہو مگر یہہ بات مدت دراز کے بعد سرکار نے سمجہی ورنہ ایک زمانے مین صرف کسی کے وہابی کہدینے پر بہی مواخذہ ہوجاتا تہا اب وہ بات باقی نہ رہی سید احمد شاہ ساکن نصیرآباد بریلی مین ایک شخص تہا جنہون نے بہت خلق کو نماز روزے پر قایم کیا اور گناہون اور فساد کے کامون سے روکا اور پہر وہ ہندوستان سے چلیگئے۔ اطراف پنجاب مین سکہون سے لڑے انکو فضل رسول بدایونی نے وہابی ٹہیرایا اور سرکار کا دشمن بتلایا حالانکہ وہ کلکتہ تک گئے تہے اور ہزارون مسلمان فوج انگریزی کے اُن کے مرید ہوگئے تہے مگر اونہون نے کبہی یہہ ارادہ ساتہ سرکار انگریزی کے ظاہر نہ کیا اور نہ سرکار نے اُن سے کچہہ تعرض فرمایا حالانکہ خاص کلکتہ سے سات سو آدمی اپنی ہمراہ لیکر حج کو گئے اور مدت دراز تک ہزارون مریدون کو ہمراہ لیکر ہندوستان کے شہرون مین وعظ و نصیحت کرتے رہے اسکی تصدیق کے واسطے تحریر سید احمد خان سی ایس آئی کافی ہے جو اُنہون نے جواب مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خاص لندن مین بعبارت اردو و انگریزی طبع کرائی ہے اُسمین حال وہابیون کا اور حال سید احمد شاہ بریلوی کا اور مسئلہ جہاد و ہجرت کا اور مسئلہ دار الحرب کا اور دار الاسلام ہونے ملک ہندوستان کا اور ذکر اُن کتابون کا جنکو لوگ تصنیف وہابیونکی خیال کرتے ہین مفصل لکہا ہے اور انکا لکہنا اسواسطے زیادہ معتبر ہے کہ یہہ بڑے معتمد گورنمنٹ عالیہ و خیرخواہ سرکار انگریزی کے ہین ہمنے تو سید احمد شاہ بریلوی کو نہین دیکہا اور نہ اُن کا زمانہ پایا لوگون سے انکا حال سنا اور کتاب سید احمد خان سی ایس آئی مطبوعہ مقام لندن سنہ ۱۸۷۲ء مین لکہا دیکہا ہے

اسکے بعد سول و ملٹری گزٹ لاہور کے ایک آرٹیکل کا خلاصہ نقل کیا ہے جس مین
سنہ ۱۸۵۷ء مین علما کا خیر خواہ گورنمنٹ رہنا مذکور ہے - اسکے بعد اخبار نیر ہوین صدی
آگرہ سے ایک مضمون اس گروہ (خصوصاً جناب مولف) کے خیر خواہ گورنمنٹ
ہونے کے شہادت مین نقل کیا اسکے بعد یہہ بیان کیا ہے کہ کتب اسلامیہ مین مسئلہ جہاد
ایسے طور پر بیان نہین ہوا کہ اسکے پڑہنے سے گورنمنٹ سے بغاوت کا کسیکو خیال پیدا ہو
اور بیان کیا کہ سنہ ۱۸۵۷ء وغیرہ مین جو مفسدے ہوئے ہین وہ اس مسئلہ کی نتائج نہین ہین
ان مفسدونکو علم مسائل نتھا اسکے بعد فرمایا ہے معہذا تہمت وہابیت اور جہاد علما حدیث پر
خواہ قدما ہون خواہ متاخرین محض خیال خام ہے کوئی دانشمند تجربہ کار معاملہ فہم ہرگز
اس بات کو قبول نہین کرسکتا ہے کہ سوائے اُن ملاؤن کے جو علم کامل سے جاہل اور
اور تحقیق صحیح سے عاطل ہین کوئی شخص بھی اہل علم و معرفت سے ایسا دعوی کرے کہ
سرکار سے جہاد کرنا مذہب اسلام مین حالت موجودہ پر بالخصوص فرض ہے یا اسوقت
مین شروط جہاد موجود ہین اور مجھکو تو خاصنہ اس بحث مین قلم اُٹھانے سے کچھہ
غرض نتھی مگر چونکہ ایک کتاب مجموعہ خطب جس کا نام **موعظۂ حسنہ** ہے
بھوپال مین طبع ہوئی اور وہ کتاب ایسی تہی کہ اسمین خطب جمعہ سال تمام کے فی ماہ
پنج خطبہ علما سابقین مرحومین صدہا سال کے جمع تہے مثل **ابن الجوزی** و محمد
ابن احمد یمنی وغیرہما اہل حدیث کے اسمین اتفاقاً ایک خطبہ غزو کا مولفہ مولوی محمد اسمعیل
مرحوم کا بھی ایک کتاب مین بذیل خطب کسوف و خسوف و استسقا و نکاح وغیرہ حسب
طریقہ دیگر مجموعات خطب مطبوعہ بلاد متفرقہ درج تہا آسپر یارون نے مجھکو وہابی
کہدیا جس کا جواب دیباچہ کتاب **غربال** تاریخ بھوپال مین لکہا گیا ہے حالانکہ
مین نے مولوی محمد اسمعیل کو نہین دیکہا اور نہ انکا زمانہ پایا اور نہ انکی کسی کتاب مین
ذکر جہاد کا لکہا دیکہا اور نہ خاص اس خطبہ مین ذکر جہاد کا ساتھ گورنمنٹ کے ہے صرف

بیان فضیلت جہاد کا ہے جس طرح ساری کتب سلامیہ میں لکھا ہے اسی طرح کے خطب و کتب تاریخ سلاطین اسلام وغیرہ میں بہت لکھی ہیں اور مجامیع خطب مطبوعہ بلاد متفرقہ میں بھی موجود ہیں بلکہ آٹھ۔ پس پہلے طبع مجموعہ خطب مذکور سے میں نے کتاب ہدایۃ السائل میں ایک فقرہ یہہ بھی تحریر کیا ہے کہ ہم پر نہ اتباع محمد بن عبد الوہاب نجدی کا لازم ہے اور نہ اتباع محمد اسمعیل دہلوی کا حالانکہ اگر کوئی شخص مسلمان کسی عالم اسلام کی کتاب سے کوئی مسئلہ رد شرک و بدعت و تقلید کا نقل کرے اور اُسکے موافق عقیدہ رکھے اور اسکو اپنا پیشوا جانے تو یہ بات بھی کچھہ مضر کسی سلطنت و دولت کو اس وقت تک نہیں ہوسکتی ہے جبتک کہ بنیاد کسی فساد و بغاوت کی اسپر قائم نہو علماء ہر ملت و مذہب ایک کتاب سے ہمیشہ نقل استفادہ و استدلال کیا کرتے ہیں یہہ امر کوئی جرم مذہبی یا قانونی نہیں ہے مگر جب یہہ تہمت نسبت میرے بطور مخبری لگائی گئی تو اُسوقت جس طرح ہر شخص کو اپنے خلاف منشاء امر پر غصہ و رنج ہوتا ہے مجھکو بھی اس مخبری بے اصل اور تہمت محض پر غصہ و رنج پیدا ہوا ناچار میں نے اس فصل کو واسطے بیان حال وہابیت کے تحریر کیا ہمکو وہابی کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کسی کو گالی دے اور منسوب کرنا ہمارا طرف اُن اشخاص کے جنکا نام بعض لوگوں نے براہ عداوت مذہبی یا خانگی وہابی رکھا ہے اور وہ لوگ بھی وہابی نہ تھے اور نہ اُنہوں نے سرکار انگریزی سے کبھی جہاد کیا اور نہ ہندوستان میں فتوی جہاد کا لکھا سراسر ناانصافی ہے۔ میں باتفاق رائے سید احمد صاحب خان بہادر سے جو اُنہوں نے جواب ڈاکٹر منٹر صاحب میں ظاہر کی ہے اور کتاب نکتہ چینی میں لکھی ہے یہہ کہتا ہوں کہ سید احمد شاہ بریلوی جن کا نام فضل رسول بدایونی نے وہابی مشہور کیا تھا وہ اپنی ذات سے عالم مولوی نہ تھے ایک درویش قوم سادات سے تھے شاہ عبد العزیز دہلوی کے مریدوں ہی کے طریقہ پر چلتے تھے اور وہ اپنے باپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے طریقہ پر تھے

اورخلق کو وعظ و نصیحت کرتے تھے انکی نصیحت سے ہزارون جاہل ہندوستان
کے راہ راست پر آگئے - شاہ عبدالعزیز اور انکے باپ کا زمانہ ہنگامہ ملک نجد سے
قریب یا اول تھا مگر اون کو کسی نے وہابی نہ کہا اور نہ اونہون نے ملک نجد کو دیکھا
اور نہ انکو طریقہ اہل نجد پر اطلاع حاصل ہوئی - اور نہ انہون نے کسی اپنی تصنیف مین
ذکر وہابیون کا لکھا بلکہ وہ نام و مذہب وہابی سے بھی آگاہ نہ تھے - اسیطرح جو تصنیف
سید احمد شاہ صاحب بریلوی اور انکے مریدون کی ہے اسمین کہین بھی ذکر وہابیون
کا نہین ہے اور نہ مسئلہ جہاد کا لکھا ہے ایک کتاب انکی **صراط مستقیم**
نام ہے جو کلکتہ مین اسی زمانہ مین طبع ہوئی تھی اور پھر دوبارہ اس زمانہ مین دہلی
میرٹھ مین چھپی اسمین مسائل درویشی ہین دوسری کتاب **تقویۃ الایمان** مولفہ
مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے اسمین ذکر رد شرک و بدعت کا ہے کہین وہابیون کا ذکر
مسئلہ جہاد کا پتہ بھی نہین - یہی حال کتاب راہ سنت اور ہدایۃ المومنین کا ہے
کہ اسمین بدعات اور تعزیہ کی برائی لکھی ہے - تعزیہ ایک ایسی چیز ہے کہ مذہب شیعہ
مین بھی بدعت ہے - گورنمنٹ اگر ساری کتابون کو جمع فرماکر ملاحظہ کریگی تو کسی کتاب
مین ان کتب سے مسئلہ جہاد کا یا بغاوت کا سرکار انگلشیہ سے یا فساد سکھانے کی کوئی
بات نہ پاویگی - سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سے اس مقام پر یہ بھول ہوئی
ہے کہ اونہون نے لقب وہابی کا حق مین سید احمد شاہ اور انکے مریدون اور شاگردون
کے روا رکہا اور یہہ بھی لکھا کہ ہر فرقہ حنفی مذہب وغیرہ مین بھی وہابی ہوتے ہین
مگر یہہ لوگ معتقد جہاد کے ساتھ سرکار انگریزی کے نہین ہین اور آخر فقرہ انکا یہہ ہے
کہ ہم اسوقت بہت سے آدمیون کا نشان دے سکتے ہین جو سرکار انگریزی کے ملازم
ہین اور ملازم بھی ایسے کہ انسے زیادہ خیرخواہ سرکار کا اور معتمد کوئی نہین باینہمہ وہ
اپنے تئین کھلے خزانہ بے تامل وہابی کہتے ہین اور اس کہنے پر انکو ایک طرح کا ناز ہے

مراد اس عبارت سے خود سید احمد خان بہادر ہین کہ وہ اپنی جان کو وہابی قرار دیتے ہین مگر ہمارے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ سارے جہان کے مسلمان دو طرح پر ہین - ایک خالص اہلسنت وجماعت جنکو اہلحدیث بہی کہتے ہین دوسرے مقلد مذہب خاص وہ چار گروہ ہین - حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی - جو شخص ملک نجد مین پیدا ہوا اور جسکی رائے پر محمد بن سعود نجدی نے بوہرون اور عرب کے مسلمانون اور بدؤن سے لڑائی کی وہ شخص حنبلی مذہب تہا - یہہ بات کتب تواریخ عیسائی و اہل اسلام دونون سے ثابت ہے پہر اہلحدیث کسطرح وہابی ہوسکتے ہین "-

اسکے بعد جناب مولف نے بڑی بسط وتفصیل کے ساتہہ چند باتین بیان کی ہین جنکا خلاصہ ہم اس مقام مین نقل کرتے ہین اصل عبارت سے بخوف تطویل تعرض نہین کرتے +

(۱) لفظ وہابی ہر شہر وملک مین جداگانہ معنی مین مستعمل ہے -

(۲) سرکاری محاورہ مین وہابی بمعنی باغی وجہادی استعمال کیا گیا ہے جسکی غلطی سید احمد خان بہادر نے سرکار کو جتا دی ہے -

(۳) جہاد کا مسئلہ اہل اسلام کے ہر فرقہ ومذہب (شیعہ سنی حنفی اہلحدیث) کی کتابون مین موجود ہے مگر وہ ایسی شرائط پر موقوف ہین کہ ان کا وجود سینکڑون سال سے معدوم ہے وبناء علیہ وہ مسئلہ گورنمنٹ انگلشیہ سے متعلق نہین ہوسکتا

(۴) ان ہی شروط کے لحاظ سے امیر تیمور کی لڑائیان جہاد متصور نہین ہوتین

(۵) اسیوجہ سے محمد بن سعود نجدی وہابی کی لڑائی بہی علماء حرمین کے نزدیک جہاد متصور نہین ہوئی مفسد وباغی ہر قوم مین ہوتے ہین دیکہو سرحدی اقوام (جو وہابیون کے بہی سخت دشمن ہین) سرکار سے ہمیشہ فساد برپا رکہتی ہین -

(۶) اِسی وجہ سے زمانہ غدر کا جنگ شرعی جہاد نہین سمجہا گیا -

(۷) زمانہ غدر مین جہاد کے فتوے پر علماؤن کی مُہرین جبراً کرائی گئی ہین۔

(۸) اہلحدیث نے کبہی کسی کے مذہب مین دست اندازی وجبر نہین کیا اور نہ کسی سے مذہب پر لڑے ہین۔

(۹) اِن کے مخالفون کا حال اسکے برعکس ہے۔ پہر وہ برطبق مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" اُنہین کو مجرم بناتے ہین

(۱۰) اسکی تائید مین قاری عبدالرحمن پانی پتی کی رسالہ **کشف الحجاب** کے عبارات

(۱۱) اخبار نور الانوار کا وہابیون کی تعداد اسّی لاکہہ بتانا غلط ہے

(۱۲) رؤسا اسلامی ہندوستانی ریاستون کا وہابی ہونا زمانہ غدر مین ثابت ہوگیا۔

(۱۳) ریاست بہوپال کا خیرخواہ گورنمنٹ ہونا اور وقتاً فوقتاً خدمت ومعاونت کرنا اور اسپر عزت پانا۔

(۱۴) اہلحدیث کا عقیدہ جس سے انکا خیرخواہ ملک وگورنمنٹ ہونا ثابت ہے۔

(۱۵) مولف کے والد ماجد (مولانا ابوالحسن قنوجی) کا ۱۸۴۲ء مین وہابی ہونیسے انکاری ہونا۔

(۱۶) کوئی اہلحدیث ہندوستانی وہابی نہین کہلاتا جیسے شیعہ شیعہ کہلاتا ہے حنفی حنفی۔

(۱۷) بعض مسایل مین اہلحدیث ہندوستان کا وہابیہ نجد سے اتفاق واشتراک ایسا ہے جیساکہ بعض مسایل مین ہندوؤن اور عیسائیون کو بہی انسے اشتراک حاصل ہے

(۱۸) اہلحدیث ہندوستان کا وہابیہ نجد سے مسئلہ قتل وتکفیر مخالفین مذہب مین مخالف ہونا۔

(۱۹) جو اہلحدیث ہوگا وہ کبہی گورنمنٹ کا مخالف وباغی نہ ہوگا۔

ان سب باتون کے بعد سول و ملٹری گزٹ لاہور سے ایک مضمون نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے اہلحدیث ہندوستان وہابی و باغی و بدخواہ گورنمنٹ نہین ہین اور نہ وہابی کہلاتے کے مستحق ہین - اخیر رسالہ مین ایک خاتمہ لگایا ہے جسمین بشہادت احادیث صحیحہ یہہ بیان کیا ہے کہ فتنہ و فساد کے زمانہ مین مسلمانون کو اپنی تلوارین توڑکر اپنے گہرون کا ٹاٹ بن جانے (یعنی خانہ نشین ہوجانے) یا جنگلون اور پہاڑون مین عزلت و خلوت نشینی اختیار کرنیکا حکم ہے - اس فساد مین شریک ہونیکی ہرگز اجازت نہین ہے - یہہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے اب سپر اڈیٹر اپنی راے ظاہر کرتا ہے -

رائے اڈیٹر

یہہ کتاب سچّے مسلمانان پیروان احکام اسلام کے لئے (جو حکام و رعایا کی واجبی حقوق کی رعایت کو جزو اسلام سمجھتے ہین) بشیر ہے - اور ناواقف مسلمانون کے لئے (جو بعض اوقات چند اوباش خلائق کو مخالفین مذہب سے لڑتے ہوئے دیکھہ کر اسکو جہاد شرعی سمجھکر بخیال شہادت اسمین شریک ہوجاتے ہین) ایک واعظ و نذیر ہے - اور گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے ایک دیانت دار و صدق شعار مشیر و پولیٹیکل وزیر ہے - اور مختلف فرقہ ہاے اہل اسلام کے باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے اکسیر ہے -

فریق اول کو تو وہ صاف بشارت دیتی ہے کہ جو کچھہ مسئلہ جہاد و اطاعت سلطنت کی بابت مین انکا عقیدہ ہے خدا و رسول اور قرآن و حدیث کا وہی حکم و فیصلہ ہے وہ اپنے اس اعتقاد پر قائم و مستحکم رہین اور سلطنت کی اطاعت و عدم بغاوت کو اپنی ایمان و اسلام کا جز سمجھتے رہین -

فریق دوم کو وہ یہہ سکہاتی ہے کہ اکثر ملکی لڑائیان جنکو وہ جہاد سمجھتے ہین اور وقتاً فوقتاً انمین وہ شریک ہوجاتے ہین جہاد نہین فساد ہین شرع محمدی کیطرف سے انمین شریک ہونیکی

اجازت نہین بلکہ ایسے موقعون پر تلوارین توڑکر خانہ نشینی غزلت گزینی کا صاف حکم آچکا ہے
گورنمنٹ انگلشیہ کو (جو فریق سوم ہے) وہ یہہ بتاتی ہے کہ اُنکی رعایا
سے کروڑہا مسلمان عموماً اور لکہوک اہلحدیث خصوصاً اُنکے سچی وفادار و پوری اطاعت
شعار رعایا ہین اور یہہ مشورہ دیتی ہے کہ گورنمنٹ انکو قوت بازو اور بیخ سلطنت خیال کرے
اور اس خیال سے انکو اسی نظر عطوفت اور یگانگت سے دیکھے جس سے ہر ایک سلطنت اپنے
ہم مذہب رعایا کو دیکھتی ہے اور اس باب مین اُن خیر خواہان سلطنت (ناواقف
انگریزون کی) جنکا یہہ مقولہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بغاوت عموماً مسلمانون یا
خصوصاً وہابیون کا مذہبی فرض ہے) ہرگز نہ سنے اور یہہ خیال کرے کہ ان انگریزونکو
بلحاظ علم و واقفیت مذہب اسلام سے کیا تعلق ہے اور جو لوگ اُن کے برخلاف گورنمنٹ
کو یہہ بتاتے ہین کہ سلطنت کی بغاوت (خواہ وہ کسی مذہب پر ہو) مسلمانون کی
مذہب مین حرام اور سخت گناہ ہے۔ مذہب اسلام سے کیا نسبت ہے۔ اور اُن کے قول کو
عام اہل اسلام مین کیسی وقعت ہے۔

یہہ بات تسلیم کیجاتی اور ضرب المثل ہو رہی ہے صَاحِبُ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَا فِیْهِ
یعنی گہر والا اُس چیز کو خوب جانتا ہے جو اس گہر مین ہوتی ہے۔ یہہ واقفیت اس شخص کو
نہین ہوتی جو کسی کے گہر مین چوری یا اجازت سے تہوڑی دیر کے لئے آگہستا ہے اور یہہ
امر بہی لائق تسلیم ہے کہ یہہ کتاب جس پر یہہ ریویو لکہا جا رہا ہے اُس شخص کی تصنیف ہے
جسکو مسائل مذہب اسلام سے نہ صرف معمولی واقفیت بلکہ رتبہ اجتہاد و مجددیت حاصل ہے
اور اہل اسلام مین نہ صرف شہرت و مداخلت بلکہ کمال اعتبار و قبولیت میسر ہے اسلئے
اسکا قول گویا لاکہون اہل اسلام کا قول ہے۔

اور یہہ امر بہی مخفی نہین ہے کہ یہہ مضامین نہ صرف آجکل پرائیویٹ طور پر
خاص لوگون مین دائر ہین بلکہ ایک مدت سے اس کتاب کے مؤلف والاشان اور اُن کے

تصحیح غلطی | کارپردازان مطبع نے نمبر ۶ جلد ۶ مین مضمون مجددکا اخیر جو ورقہ مضمون سری مریدی کے

مثل دیگر اسلام کے اعیان ان مسایل کو اپنی کتابون مین چہاپتے اور اخبارون اور رسایل کے ذریعہ سے تمام ملکون مین مشتہر کر دیتے ہین جسمین توریہ و تصنع کا گمان و احتمال کسے بہی جگہہ نہین ان امور کیطرف توجہ خیال کرنے سے (امید ہے) گورنمنٹ کو کامل یقین ہو گیا کہ ان ناواقف انگریزون کے خیالات مسلمانون کی نسبت غلط ہین اور یہہ قوم گورنمنٹ کی ایسی خیرخواہ رعایا ہے جیسیکہ اور اقوام رعایا ہنود عیسائی وغیرہ ہین اور اس امر کا یقین کرنا اور اس یقین کا رعایا پر اظہار کرنا نہ صرف رعایا کے لئے موجب امن و سود مندہے بلکہ گورنمنٹ کا فایدہ اس سے چند در چند ہے۔ اور اس کے برخلاف لکو یہہ رعایا پر مخالفت کا گمان (جیساکہ بعض افسران گورنمنٹ کو مدت تک رہا ہے) جانبین مین وحشت و بیگانگی کا موجب ہے اور پولیٹکل اصول کی بالکل مخالف ہے۔ کیا اچہا کسی نے کہا ہے رعیت چو بیخست و سلطان درخت ٭ درخت ای پسر باشد از بیخ سخت ٭

عام مسلمانون (فریق چہارم) کو وہ یہہ ہدایت کرتی ہے کہ مسلمان سب گروہ و اشخاص آپسمین ایک ہین۔ انکا خدا ایک رسول ایک کتاب آسمانی ایک اصول ایک پہر وہ یہہ فروعی اختلاف کے سبب آپسمین کیون لڑتے اور ایک دوسرے پر ناحق تہمتین اور حکام وقت کے پاس جہوٹی مخبریان کرتے ہین وہ سب آپسمین ایک ہو جائین اور اتفاق و اتحاد کے ذریعہ سے حسن معاشرت و شایستگی سے اوقات بسر کرین **ان نتایج و فواید کی قدرشناسی** چارون فریق مذکورہ سے حسب تفصیل ذیل ہونی چاہئے۔

تینون **فریق رعایا** اہل اسلام اس کتاب کو خرید کر فریق اول سکو اپنے پاس بمنزلہ سارٹیفکٹ رکہے فریق دوم و چہارم اسکو اپنا رہنما و دستور العمل قرار دین گورنمنٹ اس سے مشیر و وزیر کا کام لیوے اسکا انگریزی مین ترجمہ کرا کر قالب طبع مین لا کر اسکی ایک ایک کاپی تمام پولیٹکل افسران و حکام سول و پولیس مملکت ہند مین تقسیم کرے۔ اور یہہ ہدایت کر دے کہ جملہ افسران گورنمنٹ عموماً اہل اسلام اور خصوصاً اہل حدیث کو اس کتاب کی شہادت سے اس سلطنت کے سچے وفادار اور پوری اطاعت

یہ نمبر پولیٹیکل اشارات۔ مسلمان ایڈیٹرون کے خیالات علماء اسلام کے مناظرات۔ عام اہل اسلام کے حالات اور متعدد اخبارون (مشیر قیصر مظہر العجائب اکمل الاخبار نور الانوار طوطی ہند کشف الاخبار کوہ نور وغیرہ) کے بعض مضامین کے جوابات پر مشتمل ہین۔ لہذا یہ گورنمنٹ ایڈیٹرز۔ علماء و عام اہل اسلام سبھی کی توجہ کے لایق ہین ٭ ٭

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم و نہم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ مسند محدثین اہل السنۃ منتضم ہب

بابت ماہ شوال و ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق اگست ستمبر سنہ ۱۸۸۳ عیسوی

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ وضمیمہ

درجات و مراتب قیمت		تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ	
درجہ	مرتب		بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
(۱)	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للوعـه	سے
(۲)	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیاء لاہرے و سیاسٹھیا	عـه	سے
(۳)	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	سکر	۸عہ
(۴)	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین در رسالانہ یکشگی واخل کرین	سے ر	۱۲ر
(۵)	للّٰہی قیمت	بسوعت جو دس روپیہ ماہوار سے کی آمدنی نرکھین مگر علمیت رکھین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعاء خیر

(۲) یہ رسالہ اور ضمیمہ دو نوماہواری ہین (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہین ہوتا (۴) خط و کتابت وارسال زر تاطلاع ثانی مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیے (۵) ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈی کسی سبیل سے ہو وہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا ٭ ابو سعید محمد حسین لاہوری مہتمم اشاعۃ السنہ لودیانہ

مطبع چشمہ نور امرتسر مین چھپا

مسلمانون کی افسوسناک حالات

لایق توجہ وترحم ترقی خواہان قوم

ہم حسبۃً للہ ونصیحۃً للخلق اللہ اپنی درماندہ اور متنزل قوم کے بعض حالات (جو اسکے تنزل اور درماندگی کے آثار و علامات ہیں) اِس غرض سے کہ اب بہی ہمارے وہ بہائی اپنا آپ سنبہالین یا اور بہی خواہان و ترقی جویان قوم اُنکی دستگیری کرین نہایت افسوس وتپاک کے ساتھ قید قلم مین لاتے ہین ۔ جو اس بیان کو مسلمانون کی توہین سمجہین یا اسے محض چہیڑ چہاڑ خیال کرین وہ ازراہ کرم پہلے ایک دفعہ جلد ششم اشاعۃ السنہ نمبر ا (صفحہ ۹) و نمبر ۵ صفحہ ۱۲۶ و صفحہ ۱۳۵ و نمبر ۷ (صفحہ ۱۹۰) وغیرہ دیکہہ لین اور نوٹ مندرجہ حاشیہ صفحہ (۲۲۳) کو بہی ملاحظہ کرین پہر جو مناسب سمجہین تجویز کرین ان مقامات کے ملاحظہ سے پہلے ہمارے دل وزبان و بیان پر کچہہ حکم نہ لگادین ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اِس حکم و تجویز مین خود نقصان اُٹہا دین یا اَور مسلمانون کو ضرر پہنچا دین ۔ اِن حالات کی چند نمبر ہم اِس مقام مین وارد کرتے ہین باقی آیندہ وقتاً فوقتاً بیان کرتے رہین گے لعلّہم یتفکّرون ٭

نمبر ا
مسلمانونکی مناظرات و مذہبی تالیفات

جس طرز و انداز پر آج کل بعض مسلمانون کے مناظرات و مذہبی تالیفات ہو رہی ہین اگر وہ چندے اسی طرز پر رہے تو (خدانخواستہ باشد) اسلام و مسلمانون کا کام تمام ہوگا روز بروز مسلمانون مین شقاق و نفاق بڑہتا جائیگا ۔ ترقی اسلام و اتفاق قومی کا (جسکے ہوا خواہان قوم جویان ہین) کہین سراغ نظر نہ آئیگا ۔ مسلمانون کا زور ترقی باہمی خانہ جنگی مین صرف ہوکر تمام ہوگا ۔ مذاہب غیر کو بے روک ٹوک عروج ہوگا پہر مسلمانون کو سر پٹکنے اور ہاتہہ پانون مارنے سے بہی ترقی کا (مذہبی ہو خواہ دنیاوی) مونہہ دکہائی نہ دیگا

اقوام و مذاہب غیر سے ہمسری و مقابلہ کا حوصلہ نہ رہیگا ٭
آجکل جدہر دیکہو اور جہان جاؤ یہی پاؤگے کہ مسلمان باہم لڑ رہے ہین ایک دوسرے
کی مذہب کی عیب شماری کر رہے ہین ایک دوسرے کے عیوب مذہب کو بذریعہ تحریرات †رسائل
واخبارات شہرہ آفاق کرتے ہین۔ جس سے مسلمانون کے سبہی مذاہب اقوام غیر کی نظرون
مین تمام جہان کے مذاہب سے ردی و بدتر معلوم ہوتے ہین۔

† **نوٹ** اگر کوئی سوال کرے کہ تم بہی تو انہی مین داخل ہوئے جب کہ اس رسالہ
مین کسی مسلمان فرقہ یا شخص کے عیب بیان کرنے لگے۔ تو اس کا جواب یہہ ہے
گو بظاہر ہمارا ان کا فعل باہم مشابہ ہے۔ مگر اسمین اوسمین بوجوہ ذیل فرق ہے۔
اول ان کا مقابلہ اپنے مخالف گروہ سے ہے ہمارا مقابلہ کسی مخالف گروہ سے
نہین ہے **دوم** ان کا مقصود و ادعا فصل ہے ہمارا مدعا وصل۔ وہ اپنے
گروہ مخالف سے مخالفت کو بڑہانا اور انکو تہ تیغ کرکے انپر فتح پانا چاہتے ہین ہم
سب گروہون کی مخالفت کو گہٹانا اور سب کو ملانا چاہتے ہین **سوم** ان کا فعل
ان دو دشمنون کی مانند ہے جو ایک دوسرے کے مقابلہ مین لشکر کشی و شمشیر زنی
کرین۔ ہمارا فعل اس گروہ مصالحہ جو کی مانند ہے جو اپنے زور شمشیر سے دونون
کو جنگ سے ہٹادے۔ اور جو لڑائی سے باز نہ آوے اسپر تلوار چلادے جسکی اس آیت

وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا
فاصلحوا بینهما فان بغت احدهما
علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ
الی امر اللہ۔ الحجرات ع ١۔

مین ہدایت ہے کہ اگر مسلمانون کے دو گروہ
آپسمین لڑین تو انکی باہم صلح کراؤ۔ پہر بہی اگر
ایک گروہ دوسرے پر تعدی کرے تو اس سے تم
خود لڑو یہانتک کہ وہ خدا کے حکم اصلاح کیطرف رجوع کرے

بانہمہ وجوہ فارقہ پہر بہی ہمارے فعل کو کوئی عیب جوئی و باہمی بدگوئی قرار دے تو یہہ اسکی خوش فہمی اور
اور مسلمانون کی خوش قسمتی ہے کہ انہین حسن ظنی و اسباب صلح کلی کو راہ نہین ملتی اس تقدیر پر خدا کو کون بدلے؟

تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ہماری (علاتی[+]) بہائی حنفیون نے ہماری (عینی) بہائی اہلحدیث پر چند الزام[++] قایم کئے اور وہ بذریعہ اخبارات[*] واشتہارات اور ایک خط جعلی اور ایک چو ورقہ رسالہ گلابی (موسومہ بجامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد) تمام دنیا مین مشتہر کئے۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ و ۷ جلد ۶ مین از انجملہ چند الزامات منقول ہو چکے ہین ؛

اسکے جواب مین اہلحدیث کیطرف سے اب چار جنگی رسالہ تیار ہو کر عالم مین منتشر و مشتہر ہو رہے ہین اور پانچوین رسالہ کی تیاری ہو رہی ہے ؛

اول رسالہ کا نام **کاشف المکائد فی رد من منع عن المساجد** ہے جو دہلی مطبع انصاری مین چہپکر شائع ہوا ہے اسکا ماحصل یہہ ہے کہ جو باتین تمنے ہمارے ذمہ لگائی ہین وہ تمہاری ہی مذہب مین پائی جاتی ہین - اسمقام مین از انجملہ چند باتین اس رسالہ سے منقول ہوتی ہین ؛

(۱) خدا کا جہوٹ بولنا اور وعید مین خلاف ورزی کر سکنا تمہاری ہی مذہب کی کتاب **شرح عقائد** مین بصفحہ ۷۳ موجود ہے -

(۲) انبیاء علیہم السلام سے خطا و زلات کا سرزد ہونا تمہاری ہی **مرقاۃ** ملا علی قاری اور **شرح فتوح الغیب** شیخ عبد الحق و مباحثہ مولوی **محمد قاسم** مرحوم واقع شاہجہانپور

+ علاتی و عینی کی وجہ تسمیہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر (۱۱) جلد (۱) مین بیان ہو چکی ہین ؛

* جیسے اخبار نور الانوار کانپور و اخبار شیر قیصر لکہنؤ و اشتہارات مطبوعہ مطبع حسینی بمبئی جنمین صاف بیان کیا گیا ہے کہ اہلحدیث کی نزدیک (معاذ اللہ) منی اور رطوبت اندام نہانی عورت پاک ہی خواہ اُسے شکر ملا کر کہا دین اور سور کی چربی اور خون اور اسکی بال اور کہال اور اسکا گوہ موت پاک ہی - خواہ انکو کوئی کہا وے یا پیوے یا اُسکی کہال کا مصلے یا ڈول بنا وے

++ وہ الزامات وہی اور اس قسم کے ہین جو مؤلف رسالہ کاشف المکائد نے بالمقابلہ حنفیون پر جمائے ہین دیکہو مسلمانونکی تہذیب یہی ہی جو اس قابل ہی کہ مسلمان ملکر اسپر رووین رونا آوے

کے صفحہ ۴۱ و ۴۸ و ۳۹ مین اور اکثر کتب اصول مذہب حنفی نور الانوار حسامی وغیرہ مین پایا جاتا ہے ؛

(۳) الف ولام خاتم النبیین کو عہد خارجی ٹھہرانے سے اگر انکار ختم رسالت نکلتا ہے تو اس جرم کے مرتکب تمہارے ہی مولوی عبد الحیؒ صاحب لکھنوی ہین جنہون نے رسالہ دافع الوسواس عن اثر ابن عباس مین اس الف ولام کو عہد خارجی کے لئے ٹھہرایا ہے ؛

(۴) خبر واحد کا مثبت اعتقاد ہونا جس سے تمنے انکار معجزات نکالا ہے تمہاری ہی شرح مسلم الثبوت تالیف مولوی عبد العلی لکھنوی مین موجود ہے بلکہ تمہارے مولوی ٹونکی نے تو حاشیہ شرح نخبہ مین اسکے مثبت وجوب عمل ہونے سے بھی انکار کیا ہے ؛

(۵) اجماع بلا سند کا لایق اعتبار نہ ہونا تمہاری ہی کتب اصول (تلویح مسلم الثبوت تحریر ابن الہمام وشرح تحریر عبد العلی) مین زور وشور سے بیان کیا گیا ہے۔

(۶) نجاست افتادہ پانی کو (بشرطیکہ برتنے والے کی رائے مین نجاست کا اثر دوسری جانب نہ پہنچا ہو) پاک کہنا تمہاری ہی امام کا مذہب ہے جو درمختار مین صفحہ ۲۳ منقول ہے علاوہ بران تمہارے مذہب مین گائی بھینس کے پیشاب کو پاک لکھا ہے اور ہدایہ مطبوعہ مطبع مصطفائی اور اسکے حاشیہ مین بصفحہ ۶۴ لکھا ہے کہ اگر تھوڑا سا پیشاب پانی مین ملجائے تو اس سے وضو کرنا جایز ہے اور تمہارے مذہب مین پیشاب کے ساتھ مردار کے چمڑے پر قرآن لکھنا جایز ہے (دیکھو فتاوی قاضیخان مطبوعہ نول کشور صفحہ ۳۶۴

تو انا اللہ وانا الیہ راجعون ہی پڑہین۔ ہمکو ان الزامات کی نفی یا اثبات سے کچھہ بحث نہین ورنہ ہم کسی جانب مدعی یا طرفدار ہین صرف اتنا بتانا چاہتے ہین کہ مسلمان آپسمین اس قسم کی بحث کرتے ہین جس سے بحث ومقصود ہم بعد اختتام نقل الزامات ظاہر کرینگے ؛

اور فتاوی سراجیہ مطبوعہ نولکشور جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ اور فتاوی عالمگیریؒ مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۴ وغیرہ ❊

(۷) - شیرخوار لڑکے کو اور انسان کے بول کیطرح ناپاک نہ ٹہرانا — صرف اسپر پانی چہڑک دینا تمہارے ہی امام کا مذہب ہی جو مُسند امام ابیحنیفہ کے صفحہ ۲۰۱ مین منقول ہے ❊

علاوہ بران تمہاری درمختار مین بصفحہ ۳۶ لکہا ہی کہ اگر انگلی کو نجاست لگجاوے تو وہ چوس لینے سی پاک ہو جاتی ہے جسمین صاف اجازت ہی کہ گوہ موت والی اُنگلی کو مونہہ مین ڈالکر چوس لیا کرین اور اسی مین بصفحہ ۳۷ لکہا ہی کہ عورت کی اندام نہانی کی رطوبت پاک ہی جس سی تمہارے اصول پر نکلتا ہی کہ اسمین شکر ملا کر چاٹ لیا کرین

(۸) بلاانزال دخول سی غسل واجب نہ ہونا تمہاری ہی درمختار کے صفحہ ۱۹ مین بیان کیا گیا ہے جہان کہا ہے کہ اگر کوئی صغیرہ یا بہیمہ سی جفت ہو تو بلاانزال غسل واجب نہین ہوتا صرف عضو تناسل کا دہونا واجب ہی ❊

(۹) وضو مین بجائے پاؤن دہونیکے مسح جایز کہنا تمہارے ہی خرج† بہائیون کا کام ہے ہم تو اس مسئلہ کے قائل کو ضال ومضل جانتے ہین ❊

(۱۰) مال تجارت مین اگر وہ یتیم کا مال ہو زکوۃ کو واجب نہ کہنا تمہارا ہی مذہب ہی - ہمارے مقتدا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب نے تو ایک فتوی مطبوعہ مطبع حنفی دہلی واقعہ ۱۹ شعبان ۱۲۹۸ھ ہجری مین صاف فرمایا ہی کہ مال تجارت پر زکوۃ واجب ہے -

(۱۱) خنزیر کو پاک کہنا تمہارے ہی طحطاوی حاشیہ درمختار کے باب المیاہ وکتاب الصید مین بیان ہوا اور تمہاری مُغنیہ مین لکہا ہی کہ خنزیر کا چمڑہ دباغت سی پاک ہوتا ہے

† دوسرے و تیسرے رسالہ کے مولفون نے اسکا نام ونشان بہی بتایا ہی جو صفحہ ۷۹ کیطرف آویگا -

اور تمہاری درمختار کی کتاب الحظر والاباحۃ مین لکھا ہے کہ سورنی کا دودھ بکری کے بچہ کو پلایا جاوے تو وہ حلال ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دودھ پاک ہے ؂

ہمارے علماء (مولینا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب وغیرہ) نے تو صاف فتوے دیا ہے کہ اگر کسی چیز مین خنزیر کی چربی ملجاوے تو وہ چیز حرام ہے (دیکھو فتوے مطبوعہ مطبع حنفی جسکا ذکر اوپر ہوا) ۔

اسی قسم کے الزامات اس رسالہ مین اور بھی ہین جنکی تفصیل مین تطویل ہے ۔

دوسرے رسالہ کا نام عمارۃ المساجد بهدم اساس جامع الشواهد ہے جو بنارس مطبع گلزار بنارس مین چھپکر شایع ہوا ہے ۔ اسکا ماحصل بھی رسالہ کشف المکائد کا ماحصل ہے ؂

علاوہ بران اسی مین الزام نمبر ۳ مین مولوی محمد قاسم مرحوم کو بھی شامل کر لیا اور کہا ہے کہ اونہون نے بھی رسالہ تحذیر الناس مین الف ولام کو عہد خارجی قرار دیا ہے ۔

اور الزام نمبر ۸ کی تائید مین کہا ہے کہ تمہاری ہے بحر الرائق اور فتاوی برہنہ مین لکھا ہے کہ عضو تناسل پر لف حریر یعنی باریک کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے بدون انزال غسل واجب نہین ہوتا اور اپنی کتاب ہدایت القلوب القاسیہ مین اس مسئلہ عدم وجوب غسل بدون انزال کے پائے جانیسے سخت انکار کیا ہے ؂

اور الزام نمبر ۹ کی تائید مین صاف ظاہر کیا ہے کہ وضوء مین پاؤن پر مسح تجویز کرنیوالے فتاوی ابراہیمی کا مؤلف تمہارا ہے حنفی بھائی مولوی ابراہیم ہے جو آجکل ضلع اعظم گڈہ مین اہلحدیث پر لے دے کر رہا ہے ۔

اور الزام نمبر ۱۱ کی تائید مین لکھا ہے کہ تمہاری ہی کتاب غایۃ الاوطار در فتح العزیز مین پنیر شام کا (جسکا خنزیر کی چربی سے تیار ہونا مشہور تہا) استعمال ہونا بیان کیا گیا ہے

اور تمہارے ہی ایک بھائی حنفی نے اُسکو شایع کیا ہے۔ اِس الزام کے ضمن مین مولف رسالہ نے تمام کتب مذہب حنفی کی بے اعتباری بیان کی ہے اور اِس مذہب کے ائمہ امام ابو حنیفہ وامام محمد رضی اللہ عنہما وغیرہ پر سخت جرح وطعن کیا ہے جسکی نقل وبیان سے ہماری قلم عاجز ہے اِس جرح وطعن کے ثواب کا کامل حصہ ہمارے خیال مین اُن خیرخواہان مذہب حنفی کو ضرور ملیگا جنہوں نے ناحق اہلحدیث پر تہمتین لگاکر (نوجوانان اہلحدیث) کو چھیڑا اور اُس کے مقابلہ مین اپنے اماموں کو بُرا کہلوایا۔ سب سے زیادہ حصہ اِس ثواب کا ہمارے دوست اڈیٹر اخبار مشایرقیصر لکھنؤ کو ملیگا۔ جنہوں نے ہماری بار بار کی معذرت کو کہ امام ابو حنیفہ کی توہین اِس گروہ کے علماء سے کبھی نہین کی نہ سُنا اور اپنے اخبار کو ہر بار بین مضامین توہین اہلحدیث کہ یہہ فرقہ جدید ہے۔ اور اس گروہ کے علماء امام ابو حنیفہ کی توہین کرتے ہین اور ان کے مسایل مذہب ایسے ہین اور اُن کے سرگروہ مولوی سید نذیر حسین مکہ مین پکڑے گئے ہین" وغیرہ وغیرہ شایع کر کے خواہ مخواہ ایک نوجوان کو اپنے امام مذہب کا طاعن و مخالف بنا ہی لیا۔ اب بھی وہ ہمارے مہربان دوست اِس چھیڑ چھاڑ کو چھوڑ دین لوگونکو بلافایدہ اشتغال دیکر اپنا اور اپنے امام کا مخالف نہ بنائین۔ ورنہ خدا جانے چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ کہانتک پہنچیگا۔

اُن الزامات کے علاوہ دس بارہ الزام اور اِس رسالہ مین حنفیہ پر قایم کیئے گئے ہین جو اسی قسم سے ہین بلکہ ان سے بھی افحش ہین۔ از انجملہ۔ ایک یہ تمہاری کتاب غایۃ الاوطار مطبوعہ مطبع صدیقی صفحہ ۰۰ امین لکھا ہے کہ کُتے کو بغل مین لیکر نماز پڑھنی جایز ہے۔

ایک یہ کہ اُسی کتاب کے صفحہ ۹۹ مین ہے کہ کُتے کی کھال کی جا نماز و ڈول بنانا جایز ہے۔

اور ایک یہ کہ قاضی خان کے صفحہ ۰۰ امین تسکین شہوت کے لئے . . . . زنی کو جایز

لکھا ہے ٭

تیسرے رسالہ کا نام **جامع الفوائد** ہے جو دہلی مین مطبوع ہو کر
شایع ہوا ہے۔ اسکا ماحصل بہی ان دو رسالون کا ماحصل ہے ٭

علاوہ بران اسین **الزام نمبر ۶** کی تائید مین لکھا ہے کہ امام **ابو حنیفہ** رضی اللہ
کی کتاب **مسند** مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۳ مین ہے کہ پانی کپڑا زمین جسم کسیطرح ناپاک نہین
ہوتی۔ اور تمہارے **رد المحتار** کے صفحہ ۱۵ مین ہے کہ امام ابو یوسف نے اس حمام کے
پانی سے غسل کیا جسمین چوہا مرا ہوا تہا۔ تمہاری **طحطاوی** مین بصفحہ ۴۵ **بحر الرائق**
سے منقول ہے کہ بارش کا پانی گندگیون پر چلتا ہے اگر گندی زمین پاک مین سے
زیادہ نہین تو پانی پاک ہے۔ اور اُسی مین بصفحہ ۴۶ ہے کہ چہت پر نجاست پڑی ہو
اور نہایت ہی تہوڑا پانی اسپر چلتا ہے وہ پانی پاک ہے اور **طحطاوی** کے صفحہ ۱۵۸
مین درمختار سے منقول ہے کہ پتنالہ مین مردار پڑا ہے یا کوئی پیشاب کر رہا ہے اُس پانی
مین کوئی وضو کرلے تو جایز ہے جبتک کہ نجاست کا اثر معلوم نہ ہو اور **تاتارخانیہ** مین
لکھا ہے کہ سور کے بال پانی کو ناپاک نہین کرتے ٭

اور الزام نمبر ۷ کی تائید مین لکھا ہے کہ تمہاری ہی فقہ حنفی کے فتاوی
خلاصہ اور **عتابیہ** مین ہے کہ شیرخوار کا پیشاب پاک ہو لڑکی کا ناپاک ہے اسواسطے
کہ وہ دبر کو لگ کر آتا ہے۔ **چلپی** اور **اشباہ** اور **بحر الرائق** اور **کبیری** وغیرہ
مین ہے کہ چوہے اور چمگادڑ کا اور بعضوں کے نزدیک بلی کا اور امام محمد کے نزدیک گائے
بہینس بکری وغیرہ کا پیشاب پاک ہے۔ اور رد **المحتار** کے صفحہ ۱۴۰ مین نعوذ باللہ پیشاب سے
الحمد کا لکہنا بہی جایز لکھا ہے ٭

اور الزام **نمبر ۸** کی تائید مین لکھا ہے کہ حنفیون کے نزدیک ترپورات و جواہرات
مرواریدہ فیروزہ لعل الماس وغیرہ مین (خواہ کرورہا روپیہ کے ہون) اور گہوڑے خچر اور اونٹ

سواری یا بار برداری مین اور مکانات کرایہ مین (خواہ کرورہا روپیہ کے ہون) اور نابالغون کے مال مین (خواہ کرورہا روپیہ کا ہو) زکوۃ واجب نہین ہے - اور ہمارے مولانا محمد سید نذیر حسین صاحب تو صاف فتوی دیتے ہین کہ مال تجارت مین زکوۃ واجب نہین ہے - (دیکھو فتوی جناب ممدوح مطبوعہ مطبع حنفی دہلی) -

اور الزام نمبر ۱۱ کے تائید مین لکھا ہے کہ یہہ مسئلہ حنفیہ ہی کا ہے اور ان کی کتابون مین ایسے مسایل اور بہت ہین -

پھر ملا علی قاری کی **مرقاۃ** سے ایک طولانی عبارت عربی نقل کی جس کا حاصل یہہ ہے کہ بانات جسکا خنزیر کی چربی سے بننا مشہور ہے پاک ہے - ایسا ہی وہ لونگیان جنکا بال سے رنگا جانا مشہور ہے پاک ہین - ایسا ہی جو پنیر فارسیون اور مجوسیون کے ملک سے آتا ہے اور اسکی نسبت لوگ کہتے ہین کہ اسمین مردار کی چربیان ملاتے ہین بسم اللہ پڑھکر کھالینا حلال ہے وغیرہ وغیرہ -

اور کتب فقہ **منیہ** و **قنیہ** و **تاتارخانیہ** و **درمختار** کی وہ روائتین نقل کی ہین جنمین ذکر ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اسکی کہال اور بال سے کام لینا جایز ہے اور اُسکے دودہ سے پلی ہوئی بکری حلال ہے -

چوتھے رسالہ کا نام صیانۃ المؤمنین عن تلبیس المتبدعین ہے جو مطبع بحر الاسلام بنگلور مین چھپکر شائع ہوا ہے اسکا ماحصل بھی رسایل مذکورہ بالا کا ماحصل ہے -

علاوہ بران اسمین حنفیہ کے اس بات کا کہ گروہ (اہلحدیث گمراہ فرقون سے ہین اور اہلسنت سے خارج ہین) جواب مین یہہ کہا ہے کہ حنفیہ مرجیہ ہین اور بحکم فتوی حضرت پیران پیر اہلسنت وجماعت سے خارج ہین اور اسکی تائید مین حضرت ممدوح کی غنیۃ الطالبین کی عبارت عربی معہ ترجمہ نقل کی ہے - اور انہی حضرت سے یہہ بھی نقل کیا ہے کہ اہلحدیث ہی

اہلسنت وجماعت ہین انہی کا نام اہلسنت وجماعت ہے اور انہی کا دوسرا نام اہلحدیث ہے۔

یہہ ان چارون رسایل کا خلاصہ مطالب ہے۔ اِس خلاصہ کے بیان سے ہمارا مقصود یہہ ہے کہ ہمارے حنفی بہائی جو اپنے مخالفون کے رسایل وتحریرات نہین پڑہتے اور آنکھہ اٹہاکر نہین دیکھتے کہ دنیا مین کیا ہورہا ہے۔ وبناء علیہ وہ اَوْرون کی عیب شماری مین اپنی فتح سمجھتے ہین اور اپنے خیال مین وہ اِس کارروائی سے ایکطرفی ڈگری حاصل کئے بیٹھے ہین ذرا آنکھین کہولین اور ہوش سنبہالین اور یہہ جان لین کہ ہماری تحریرات (گلابی چوورقہ واخبارات) نے کیا بد اثر پیدا کیا ہے اور ہمارے مذہب کو مخالفون کی نظرون مین کیسا حقیر کر رکہا ہے۔ اب بہی ہم اِس چال کو چہوڑ دین اور اپنے مخالفون سے جو درحقیقت اُن کے موافق اور اسلامی بہائی ہین مصالحہ اور اتفاق سے سلوک کرین ٭

ہمنے تو اس گلابی چوورقہ اور اسکے ہمرنگ تحریرات کی فساد کو بہت جلد بند کرنا چاہا تہا اور ان کے جواب مین صرف اِس بات پر اکتفا کیا تہا کہ یہہ مسایل جو ان تحریرات مین بیان ہوئے ہین محض غلط وافترا ہین۔ جو ان مسایل کو اہلحدیث کی کتب معتبرہ سے ثابت کردے وہ ہزار روپیہ انعام پاوے مگر جبکہ ہمارے حنفی بہائیون نے ہماری اِس بات کو غنیمت نہ سمجہا بلکہ فضول شیخی قرار دیا چنانچہ **اکمل الاخبار** دہلی نمبر ۲۴ جلد ۱۱ مطبوعہ ۳ نومبر ۱۸۸۳ء و **مظہر العجائب** مدراس نمبر ۴۸ جلد ۵ مطبوعہ ۲۹ نومبر مین ہمارے اس حق آب کی نسبت اِس قسم کے الفاظ درج ہوئے ہین **تو اس** سے ہمارے دوسرے بہائیون اہلحدیث کو اشتعال پیدا ہوا اور یہہ خیال آیا کہ یہہ عجیب جرأت ہے جو **ع** چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اور مثل اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کا مصداق ہے کہ خود ہی ہم پر تودہ تودہ اتہامات کا افترا باندہین اور ہم جب ان مفتریات سے انکار کرین تو اوہ ہمکو ڈانٹین۔ **پس ناچار** اونہون نے بہی قلم کو اٹہایا اور جواب ترکی بہ ترکی دیا اور جو نہ کہنا تہا سو بہی کہدیا ٭

ہرچند ہمکو اس خانہ جنگی وباہمی تبرّابازی سے دو نو گروہ پر سخت شکایت اور نہائت رنج وافسوس ہے مگر ایمان انصاف اور عقل ہمکو اس بات کے کہنے پر مجبور کرتے ہین کہ اسمین زیادہ تر قصور ہمارے حنفی بہائیون کا ہی جنہون نے فیصلہ مصالحہ دہلی مصدقہ محکمہ کمشنری کے بعد نئے سرے آتش فساد وعناد کو سلگایا۔ پہلے ایک **جعلی خط قلمی** مشتہر کیا پہر **چوورقہ** گلابی کو شہرہ آفاق کیا۔ پہر بذریعہ اخبارات واشتہارات اہلحدیث پر تہمتون والزامون کا مینہ برسانا شروع کیا۔ پہر ہمارے انکار واشتہار کو غنیمت سمجہکر انہے سکوت وصبر اختیار نہ فرمایا بلکہ اسکو لاف وجزاف قرار دیکر اس گروہ کے نوجوانون کو اکسایا جسکا نتیجہ یہہ نکلا جو بیان ہوا *

اب بہی ہمارے حنفی بہائی (علماء والامقام واڈیٹران نیک نام) اپنی زبانون اور قلمون کو تہام لین اور حسبۃً للہ ونصیحۃً لخلق اللہ اس خانہ جنگی کو موقوف کرین اس قسم کے مضامین کبہی زبان وبیان مین نہ لاوین اور نہ انکو اخبارون مین جگہہ دین۔ اب تک تو جانبین سے متعدد رسایل شایع ہوئے ہین خدا جانے آیندہ کس قدر رسالے ادہر اُدہر سے نکلین گے اور ان جنگی رسالون کے کتنے کپ تیار ہون گے۔ کیونکہ بظاہر انشاء اللہ کوئی ایک فریق دوسرے سے علم مین تحریر مین تقریر مین زر مین زور مین کم نہین ہی پہر ایک دوسرے سے دبے تو کیونکر دبے۔ دونون ہی فریق موچہین نیچی کرلین اور ہتہیار ڈالدین تو کام سے چلے *

ہمارے حنفی بہائیون کا یہہ **خیال** کہ اہلحدیث ہندوستان مین مٹہی بہر ہین اور شغبہ بازپنگ کرتے (چنانچہ ہمارے لایق ہمعصر اڈیٹر **اکمل الاخبار** اپنے اخبار کے نمبر۴۴ جلد۸ مطبوعہ ۱۳ نومبر ۱۸۸۸ عیسوی مین یہہ الفاظ درج فرماچکے ہین اور اڈیٹر اخبار نورالانوار بہی اس سے متفق ہین) **نہایت دہوکہ** دینے والا خیال ہے وہ لوگ اس خیال پر غرہ ہون ایہٗ کم **مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً** کو غور سے پڑہین اور مصرعہ وشمن

* یعنی بہت تہوڑی جماعتین ایسی ہوتی ہین جو بڑی جماعتون پر غلبہ پاتی ہین۔

نتوان حقیر بیچارہ شمرد مین فکر و تدبر کرین اور یہہ بہی خیال کرین کہ گو وہ عدد مین اپنے کم ہین مگر عدد ور (سامان) مین اِن سے کم نہین - گروہ حنفیہ مخاصمین مین کون زبردست بے مثل عالم ہی جسکی نظیر اہلحدیث مین اسوقت موجود نہین ہے اُنمین کون خوش تقریر و تحریر مولف یا اڈیٹر ہے جسکا شریک اہلحدیث مین موجود نہین ہے و علی ہذا القیاس ؂ لہذا ان پر فتح و فیروزی حاصل ہے بید ونہین ہے و نظر بران بحکم اَلصُّلْحُ خَیْرٌ ان دونون فریق کا باہم مصالحہ کرنا اور ایک کا دوسرے کے آگے جہک جانا ہی مناسب ہے - آیندہ اختیار ہے - ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند ؂

نمبر ۳

مسلمانون کے ریفارمر علما و اڈیٹر

ہر ملت و مذہب کے مذہبی خیالات کو ترقی دینی اور اصلاح کرنیوالے اُس مذہب کے علما ہوتے ہین اور مُلکی و دنیاوی خیالات کی مصلح و ترقی دہ ملکی اخبارون کے اڈیٹر بھی ہوتے ہین مگر آجکل مسلمانون کے اکثر علما و اڈیٹر مسلمانون کے مذہبی و دنیاوی ترقی کے برعکس کوشش کر رہے ہین ؂

علما تو رات دن مسلمانون کے کافر بنانے اور مسلمانون کا نمبر گہٹانے کے فکر مین رہتے ہین اور کاغذ قلم ہاتہہ مین لیکر مسلمانون کے تکفیر و تفسیق و ہجران و تفریق کے فتوے لکہہ رہے ہین - اور یہہ احکام نافذ فرما رہے ہین کہ فلان گروہ مسلمانون کو کافر سمجہو فلان کو اپنی مسجدون مین نماز نہ پڑہنے دو فلان سے ملنا بولنا چہوڑ دو و علی ہذا القیاس اڈیٹران اخبار بہی مختلف گروہ اہل اسلام سے ایک کو دوسرے سے وحشت و نفرت دلاتے ہین اور ایک کو دوسرے کا دشمن بناتے اور لڑائیان کراتے ہین ؂

عُلماء کا یہہ چال و چال تو ہم نمبر ۲ جلد ۲ مین بیان کر چکے ہین اِس مقام مین حضرات

مسلمان اڈیٹرون کا ذکر خیر کرنا چاہتے ہین شاید وہ ہماری نصیحت کو ملاحظہ فرما کر منصب
ریفارمری کا پاس کرین اور مذہبی لڑائیون کی ترغیب و معاونت کو چھوڑ دین ❊
اکثر اخبارات ہندوستان و پنجاب کو (**بشرطیکہ اسکا اڈیٹر مسلمان خصوصًا
کوئی مولوی ہو**) ملاحظہ کرو گے تو اسمین مسلمانون کے دو گروہ حنفیہ و اہلحدیث کی
چھیڑ چھاڑ ضرور پاؤ گے ۔ اور ان گروہ کے اعیان و اکابر کی ہجو و مذمت خواہ نخواہ اسمین
دیکھو گے ۔ اس چھیڑ چھاڑ مین انکا حال شاعرون کا سا ہو رہا ہے کہ مضمون نیا اور دلچسپ
ہاتھ آوے خواہ اُس سے امن جاتا رہے اسلام مین نقصان آ ئے مسلمانون مین تفرقہ
و فساد راہ پائے جو ہو سو ہو† ۔ واہ شعر فہمی عالم بالا کا مطلب و مورد ناظرین کو معلوم ہوگا
وہ بعینہ آجکل اکثر نامی اخبارون کے اڈیٹرون پر صادق آرہا ہے ۔ **ازان جملہ** ایک ہمارے
کرمفرما ہے اڈیٹر **اخبار مشیر قیصر** لکھنؤ ہین جو اکثر گروہ اہلحدیث کی اعیان و عُلماء سے
اس قسم کی چھیڑ چھاڑ رکھتے ہین جس سے نہ کچھ اسلام کو منفعت پہنچتی ہے نہ حنفی مذہب کو رفعت
حاصل ہوتی ہے ۔ صرف انکا اخبار عوام اور جنگ جو عام اقوام کا دلچسپ ہو جاتا ہے اسمقام مین
اس قسم کے چند مضامین آپکے اخبار کے بطور تمثیل پیش کئے جاتے ہین ❊
(ا) اپنے اخبار ۳ مئی ۱۸۸۰ء مین خاکسار کی نسبت یہہ چھاپ دیا "کہ انکا تشدّد غیر مقلدین
مین حد سے زیادہ بڑہا ہوا ہے اور یہہ لوگ حضرت امام ابو حنیفہ کو نہایت سوء ادب سے
یاد کرتے ہین" جسکا **جواب** ہمنے اپکی اخبار ۱۳ مئی ۱۸۸۰ء مین یہہ دیا تہا کہ یہہ بات محض غلط

---

† اگر انکی حالت یہی رہی جو اب ہے تو یہ اسلام و مسلمانون کا کام تمام کرینگے ایک مُسلمان کا دوسرے مسلمان سے
میل جول نہ ہونے دینگے ۔ اتفاق و وفاق کا اسلام سے نام نشان مٹا دینگے ؎ گر ہمین مکتب است و این ملا کار
طفلان تمام خواہد شد ❊ ایسی حالت مین بہتر ہے کہ مالکان اسلامی اخبارات (جو خود اڈیٹر نہین) بجائے انکے کسی غیر متعصب
ہندو یا عیسائی کو اڈیٹر مقرر کرین وہ اسلام و مسلمانون کو نفع نہ پہنچائینگے تو خواہ مخواہ نقصان و تفرقہ بھی نہ دینگے
نہ ہونگے ۔ انکی موجودہ حالت سے تو یہہ بھی توقع نہین کہ ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ❊ پر عمل کرین ۔

ہے۔ ہم لوگون کو امام الائمہ فخر الامۃ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی جناب مین کمال حسن عقیدت ہے۔ جسکو جناب نے بہی اپنے اڈیٹوریل ریمارک مین تسلیم کر لیا تہا اور اسپر خوشی کا اظہار فرمایا۔

(۳) - اپنے اخبار ۲۷ فروری ۱۸۸۳ء مین نواب صاحب بہوپال کی نسبت ایک مضمون بعنوان **مقلدین پر چوٹ** لکھہ مارا اور اسمین یہ درج کرایا کہ نواب صاحب ممدوح نے مقلدین کی توہین مین یہہ شعر لکہا ہے ؎

مقلد تا خراب بادہ آرای پرستی شد ٭ بگوئی آشنایان سخن بیگانہ می آید ٭

جسکا جواب ہمنے ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳ مین یہہ دیا تہا کہ یہہ سبہی مقلدون کے حق مین نہین کہا گیا خاص گران ہی ضدیون اور ہٹ دہرمی لوگون کے نسبت کہا ہی جنکو خود حنفیہ کے محققین مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی وغیرہ نے بھی برا کہا ہے۔

اور ایک **جواب** اسکا سید مولوی جمال الدین ڈاکٹر کہوڑی ضلع ساگر نے بہی دیا تہا جو اخبار جریدہ روزگار نمبر ۴ جلد ۹ بہی چہپا ہے ٭

ایک **جواب** اسکا مولوی عبد الکریم ہوشنگ آبادی نے دیا تہا جو کسی پرچہ اسی جریدہ روزگار مین چہپا تہا۔ پہر اسکا جواب شیر قیصر نے بڑی سختی سے دیا جسکا آخری جواب مولوی عبد الکریم ہوشنگ آبادی نے جریدہ روزگار نمبر ۴۵ جلد ۹ مین چہپوایا جسمین اڈیٹر شیر قیصر کی سختی و چہیڑ چہاڑ کا ثبوت دیا ہی ٭

(۳) آپنے اخبار **۲۵** ستمبر ۱۸۸۳ء مین یہہ چہاپ دیا کہ مولوی **نذیر حسین** صاحب محدث دہلوی **بمبئی** پہنچے تو وہان کے علما اس قسم کے **سوالات** کہ آپ کے مذہب مین خنزیر کا گوہ موت اور اسکی چربی اور خون اور بال کہال پاک ہی لیکر آپ سے مباحثہ کے خواستگار ہوئے ٭

(۴) پہر اپنے **اخبار** ۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین منقول از اخبار نور الانوار یہہ چہاپ دیا کہ مولانا محمد حج

نے اُن سوالات کا جواب کافی نہ دیا جسکا جواب ہمنے آپکے اخبار ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین چھپوایا اور آپنے بہی وہ جواب تسلیم کر لیا ❊

(۵) آپنے اخبار ۱۶ - اکتوبر ۱۸۸۳ء مین گروہ اہلحدیث کی نسبت یہہ مشتہر کیا کہ یہہ نیا فرقہ ہے' اسکا اصول حنفی مذہب سے لوگون کو پہیرنا اور امام ابو حنیفہ کی توہین کرنا ہے' جسکا جواب ہمنے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۶ اور آپ کے اخبار کے نمبر ۴۵ مورخہ ۲ نومبر مین یہہ دیا تہا کہ ہم ابو حنیفہ کے طعن و توہین کو بد دینی جانتے ہین ہمارے یا کسی اور عالم گروہ اہلحدیث کی کلام مین آپنے امام کی توہین پائی ہے تو اسکی نشان دہی کرین - اس کے جواب مین

(۶) آپنے اُسی پرچہ اخبار ۲ نومبر مین ایک لفظ قلت حدیث ہماری کلام مین اور ایک لفظ مزجاۃ نواب صاحب بہوپال کے کلام مین امام ابو حنیفہ کی نسبت نکال کر درج کیا - جسکا جواب ہمنے اس اخبار کے نمبر ۴۷ مطبوعہ ۲ نومبر مین یہہ دیا کہ یہہ الفاظ کمال نیک نیتی اور مقام مدح امام والا مقام مین استعمال کئے گئے ہین بدنیتی اور طعن کے طور پر نہین کئے گئے - جسپر بھی آپکا دل خوش نہ ہوا اور ہمکو اپنی مخالفت و طعن و توہین امام سے بری نہ کیا ❊ ہمارے جواب کے حاشیہ مین نہی نہی دو حرفی ایسے نوٹ لگائے ہین جنسے آپ کی ناخوشی و سوء ظنی مترشح ہوتی ہے - مگر پہر ایک منصف و محقق حنفی اڈیٹر اخبار جریدہ روزگار نے اپنے پرچہ نمبر ۴۶ جلد ۹ مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۳ء مین ایک منصفانہ محاکمہ لکہا اور اسمین ہمارے حق مین فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ یہہ کلمات امام صاحب کی توہین کے کلمات نہین ہین ❊

(۷) آپنے کسی پرچہ ماہ اگست مین نواب ممدوح کی نسبت یہہ اعتراض کیا کہ اونہون نے تصویر پر انعام دیا یا دلوایا ہے اور اُس کے ضمن مین ہم پر یہہ اعتراض کیا کہ ہمنے انکو باین حالت محمدی کہا ہے جسکا جواب ہمنے اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۶

مین دیا جسپر اَوربھی آپکو غصہ آیا * اور آپ نے

(۸ پرچہ نمبر ۵ ع۴ جلد ۷ مین نواب صاحب کے حقمین جو عرفاً شرعاً عقلاً کہنا چاہئیے تہا سو کہا *

(۹) اخیر مین آپنے اخبار نمبر ۴۸ مورخہ ۲۷ نومبر مین سرگروہ اہلحدیث حضرت مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی نسبت بتقلید اخبار نور الانوار یہ مشتہر کیا کہ جناب ممدوح بارادہ حج مکہ مین پہنچے تو بادشاہ نے چند مسلح سپاہی بہیجکر انکو پکڑوا منگوایا اور انکو قید کرنا چاہا آخر اونہون نے لامذہبی سے توبہ کی اور حنفی المذہب ہونیکا اقرار کیا تو انکو چہوڑا۔ اور مولوی رحمت اللہ نے اُنکی ضمانت دی تو انکو مدینہ جانے دیا۔ اُن کے مدینہ سے واپس آنے پر انکا مقدمہ ہوگا۔ ہمارے رائے مین مکہ والون سے بہول ہوئی اور افسوس ہے کہ ہمارے لائق اڈیٹر ان نے بھی انکو یہ رائے و صلاح نہ دی کہ سید صاحب ممدوح کو محرم محترم مین شہید کردیتے اتنی قیل و قال کیون کی۔ سیدون کا شہید کرنا تو بڑا کار ثواب ہے۔ چنانچہ پہلے مسلمانون نے انکی جدامجد حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔ یہ پکے مسلمان تہے۔ تو انہی کی پیروی کرکے ثواب کمانے نواسہ کو نانا کے ساتھہ ملاتے۔ **سبحان اللہ** کیا مسلمانون کے مقدس مشاہد کے حالات اور مسلمانون کے بادشاہون کے فضایل کس فخر و مباہاۃ کے ساتھ بیان ہوتے ہین اگر یہ حالات و فضایل سچ ہین تو تم سُن لوگے کہ ایک ایک دن ہندی حاجیون کے حفظ امن کے لئے خاص مکہ شریفہ مین بہی انگریزی کانسل (جیسا کہ جدہ مین ہے) متعین ہوگا۔ اور سلطان روم کی بدانتظامی شہرہ پاکر اسکا رہا سہا رعب بہی روم کی راہ لیگا۔ یا کعبہ کا حج بہت لوگون سے متروک ہوگا۔ ان سب کارروائیات کا اجر و ثواب انہی شیر بہادر مسلمانون کو نصیب ہوگا۔ اللہم احفظنا منہ *

اس قسم کی اور چھیڑ چھاڑ آپ کے اخبار کو ہر بار ہین اہلحدیث کی حقاین پائی جاتی ہے جن سب کی تفصیل سے تطویل منظور ہے +

ازانجملہ اڈیٹر اخبار نورالانوار کانپور ہین یہ صاحب ہمیشہ گروہ اہلحدیث سے نہ صرف معمولی چھیڑ چھاڑ رکہتے ہین بلکہ حد سے بڑھکر انکی تحقیر و توہین کرتے رہتے ہین اور اس امر کو کمال دیانت و حمایت اسلام جانتے ہین۔ انکے اس قسم کے مضامین ہم کہان تک شمار کرین تمثیل کے لئے وہی مضامین کافی ہین جو اڈیٹر مشیر قیصر نے آپ سے نقل کئے ہین اور ان کے ساتھ بحث و خطاب سے ہمکو تسلیم و اصلاح کی امید کم ہے بلکہ یہ خوف ہے کہ بجائے اسکے ہم ہدف سہام سب و ملام بنین لہذا سکوت بہتر ہے +

ازانجملہ اڈیٹر اخبار مظہر العجائب مدراس ہین اپنے اخبار ۱۵ مارچ ۱۸۸۳ء مین مضمون مقلدین پر چوٹ کو شایع کیا اور عامہ حنفیہ کو اہلحدیث کی طرف سے بدظن و ناراض کیا +

اور اخبار نجم نومبر ۱۸۸۳ء مین چودہوین صدی کے حالات مین ایک شاعرانہ مضمون لکھا اسمین اوائل تیرہوین صدی کی تو ایجاد چیزون سے مذہب وہابیہ کا ایجاد قرار دیا اور اسکے اواخر کی ایجادون سے مذہب نیچری کا ایجاد شمار کیا۔ اور یہ فرمایا کہ بمصداق اول با آخر نسبتے دارد نیچریون کو وہابیون سے کمال مناسبت ہے۔ جسوقت انسان پکا وہابی بنجاتا ہے اور غیر مقلدین کے کہلے میدان مین آجاتا ہے تو ضرور بیدینی اختیار کرتا ہے۔ اسکی شہادت مین آنرایبل سید احمد خان. کا اوایل مین آمین و رفعیدین کرنا اور اخیر مین نیچری ہوجانا بیان کیا۔ پہر اوائل صدی مین عبدالوہاب نجدی کا ظاہر ہونا اور حرمین وغیرہ مشاہد مسلمانون پر بے ادبی کے ساتھ سلوک و تسلط کرنا بیان کیا۔ آخر مین نواب صاحب بھوپال کے نسبت یہ اتہام قایم کیا کہ وہ ہندوستان کے وہابیون کے سرگروہ ہین۔ اور امام ابوحنیفہ کی تردید مین کتابین تصنیف کرکے بصرف زر خطیر مصر و قسطنطنیہ کے مطابع مین چہپواتے ہین الخ۔

اور اخبار ۴ نومبر ۱۸۸۳ء مین نواب صاحب بہوپال کی توہین مین ایک مضمون اخبار شبیر قیصر سے نقل کیا جسکا ذکر اس اخبار کے مضمون نمبر ۹ مین ہوچکا ہے ؛

اور اخبار ۲۹ نومبر مین تقلید اخبار نور الانوار خیر مگد کو جسمین اہلحدیث کے خلاف نوا گہ درج ہے مشتہر کیا اور ہمارے اشتہار کا جواب اکمل الاخبار سے نقل کردیا وعلی ہذا القیاس از انجملہ اخبار اکمل الاخبار دہلی وارمغان دہلی وکشف الاخبار بمبئی وآفتاب پنجاب لاہور وطوطی ھند میرٹھ وکوہ نور لاہور وغیرہ ہین۔ انہین سے بہی جس اخبار کو ملاحظہ کروگے اسمین مسلمانون کے باہم لڑانیوالے مضامین ضرور پاؤگے۔ اسمقام مین اخبار اکمل الاخبار سے ایک اس قسم کا مضمون نقل کرتے ہین کیونکہ اسپر ہم کسیقدر بحث کرنا مدنظر رکہتے ہین ؛

آپ اخبار نمبر ۴۶ جلد ۱۰ مطبوعہ ۱۳ نومبر مین ہمارے اشتہار مندرجہ نمبر ۵ جلد ۶ کے جواب مین ہمارا وعدہ ایک ہزار روپیہ انعام کو فضول شیخی قرار دیکر فرماتے ہین کہ ان عقاید وعملیات کو جو گلابی چہورتہ مین اہلحدیث کیطرف نسبت کئے گئے ہین اپنی کتابون مین جنکا حوالہ اس رسالہ مین ہے ملاحظہ کرو اور اگر تم کو ان کتابون مین وہ مسایل نظر آوین تو ہمارے پاس حاضر ہوجاؤ۔ اسکے بعد زر انعام جسمین سے پانچ سو روپیہ ازراہ ترحم تمکو معاف کئے گئے بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی بہیجدو۔ اور اسمین گورنمنٹ کو یہہ صلاح دیتے ہین کہ مخالفین گروہ اہلحدیث ہندوستان مین پانچ کروڑ آدمی ہین اور اہلحدیث مٹھی بہر۔ ان مٹھی بہر مفسدون اور باغیون کے کہنے سے ان پانچ کروڑ کو گورنمنٹ کچہہ نہ کہے اور نہ پوچہے صرف ان مٹھی بہر لوگون کو ان عقاید سے توبہ کراوے اور انکی کتابون کو جلادے وہ توبہ نہ کرین تو انکو سزا دے یا انکو مسلمانون کی مسجدون سے نکالدے اور جدا کرے ؛

یہ یہ اُن ملکی بیقرار مردون کی کارروائیون کی مختصر سرگذشت ہے جو پہلی التماس

حضرات کے سامنے پہر اور ترقی خواہان اور اتفاق جویان ملک کے آگے پیش کیجاتی ہے
جس سے ہماری غرض و مقصود† یہ ہے کہ یہ حضرات والامقام اور دیگر خیر خواہان اسلام
و ترقی جویان اہل اسلام خصوصًا وہ سوسائٹیان و اخبارات جو ترقی قومی کا دم بہرتی ہیں
اور اتفاق اسلامی کو اپنا اعلی مقصد و اصل مُدّعا قرار دیتی ہین اسپر اپنے اپنے ریویو
(راے) ظاہر کرین کہ آیا یہ روش جو اِن اخبارون کے اڈیٹرون نے اختیار کر رکھی
ہے اِس سے اسلام یا خاص کر مذہب حنفی کی ترقی و رفعت مقصود ہے یا اس سے
مسلمانون مین باہم عناد و بغض و فساد پہیلنے اور اہلحدیث کا دشمن مذہب حنفی اور حنفیون
کا دشمن اہلحدیث ہو جانیکا اندیشہ ہے کیا جب عامہ اہلحدیث ان اخبارون کو پڑہکر
یہ یقین کرلین گے کہ اِن کے مقتدا و پیشوا ئے مولوی محمد نذیر حسین صاحب محدّث دہلوی
سے اہل مکہ نے یہ سلوک کیا ہے جو ان حضرات خیر خواہان مذہب حنفی نے بیان کیا ہے تو وہ اہل
مکہ کو مشرکین مکہ کی مثل (جنہون نے آنحضرت کو مکہ سے نکال دیا اور حدیبیہ کے سال حج نہ کرنے
دیا تہا) یا اُن مروانیون کی مثل (جنہون نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کو مکہ مین شہید کیا تہا)
یا اُن یزیدیون کی مانند (جنہون نے حضرت امام حسین کو کربلا مین شہید کیا تہا) قرار
نہ دینگے؟ اور کعبہ شریفہ کے حج کو اس جور و تعدی و رفع امن کے سبب اپنے ذمہ سے
ساقط سمجہکر اس فرض اتفاقی کو ترک نہ کرین گے؟ اور جب وہ مذہب اہلحدیث کی نسبت
اُن حضرات کے یہ الفاظ سنین گے کہ یہ مذہب جدید ہے یا یہ محمد بن عبد الوہاب کی تجدید
ہے تو اِس کے مقابلہ مین وہ چارون مذاہب اور چارون مصلون کو مُحدث و بدعت قرار

† ایک مقصود اس رپورٹ سے یہ بھی ہے کہ عقلمند انصاف پسند ناظرین یہ داد دین کہ زیادہ تر اور پیشتر چھیڑ چھاڑ کس گروہ کیطرف سے ہے گروہ اہلحدیث سے یا حضرات حنفیہ سے۔ اور ہماری دو سطرون کی یہ شکایت کہ حنفی مذہب کے لوگون کو چھیڑنا اہلحدیث کا اصول ہے اور اکثر چھیڑ چھاڑ انہی کی طرف سے ہوتی ہے کس قدر صحت کے قریب ہے*

نہ دین گے؟ اور جب وہ اپنے اکابر علماء کی توہین کے الفاظ ان اخبارون مین چہپے دیکھینگے
تو وہ از راہ حمیت جاہلیت حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کو (خدا انکو اپنی رحمت
مین ڈہانک لے) صلواتین و تبرّے نہ سنائینگے؟ اس جانب سے یہ باتین وقوع مین
نہ بہی آئین تو کیا جانب ثانی (حنفیہ) جنکی خاطر یہ مضامین ان اخبارون مین درج
ہوتے ہین۔ اس جم غفیر کلمہ گویون کو (جنکی تعداد ان ہی اخبارون مین اسّی لاکہہ بتائی گئی
ہے) دائرہ اسلام سے خارج اور معابد و مشاہد اسلام سے علیحدہ نکرین گے؟ اور در پئے
ان کے قتل و ایذا کے نہ ہونگے؟ اور یہہ امور خواہ کسی جانب سے واقع ہون ترقی و
اتفاق قومی کے مزاحم و مانع نہ ہون گے؟ سبب خلل نظام عام و رافع امن کافہ انام (جو اصول
سلطنت کے بہی مخالف ہے) قرار نہ پائینگے؟ اس امر کیطرف ہم گورنمنٹ کو بہی
توجّہ دلانا چاہتے ہین جیسا کہ اپنی اعیان قوم سے اسکے خواستگار ہین۔

ہماری رائے ناقص مین تو اس کارروائی سے نہ اسلام کا فایدہ ہے نہ حنفی مذہب
کی ترقی متصور ہے بلکہ اس سے ان بر عکس نتایج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ نمبر اول
مضمون "مسلمانون کی خوفناک حالت" مین ہم اجمالی اشارہ کر چکے ہین اور اسکی تفصیل اس
مضمون نمبر ۲ مین کرینگے۔ اور اسیوجہ سے ہمکو اپنے ان دوستون† پر سخت افسوس و شکایت
ہے کہ انہون نے ایسے مضامین مفاسد خیز فتنہ انگیز کو اپنے نامی اخبارون مین مشتہر کیا۔

سب سے زیادہ اپنے دوست اڈیٹر اخبار مشیر قیصر پر افسوس ہے کہ
باوجودیکہ وہ ایک مہذب و انصاف پسند و متین آدمی ہین (چنانچہ انکے بعض مضامین
اخبار اور بعض خطوط جو ہمارے نام آئے ہوئے ہین ہمارے اس خیال کے مصدق ہین)
اور وہ اس گروہ اہلحدیث کو مسلمان بہی جانتے ہین گلابی چودہ رقہ والون کی طرح کافر خارج
از ملت نہین سمجھتے بلکہ اس گروہ کے بعض اعیان و علماء کی تعریف بہی کر چکے ہین علی الخصوص

---

† اڈیٹر اخبار کوہ نور لاہور بہی ان سے کچہہ کم مستحق افسوس نہین ہین گو ہمکو ان سے کوئی
خاص نسبت نہین ہے جسکی بنظر سے ہم انپر زیادہ افسوس کرین مگر چونکہ ہم کمال الفت اور بغرض ہمدردی خیالات آنکو دوست
مشتہر کرتے ہین ان سے ایسے مضامین تفرقہ انگیز کا بلا رد و قدح نقل کرنا نہایت بعید ہے ۱۲

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی شان مین وہ اپنے اخبار نمبر ۳۲ جلد ۱ مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ و ۳ مین یہہ الفاظ لکہہ چکے ہین اس ملک کے زبردست عالم چند شخص سمجہے جاتے ہین ٭

(۱) مولینا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی

(۲) مولینا محمد حسین صاحب لاہوری

(۳) نواب صدیق حسنخان بہادر قنوجی

مولینا نذیر حسین صاحب سے تو ہم خوب واقف ہین کہ وہ اعلی درجہ کے عالم اور بزرگ ہین خصوصاً علم حدیث انکا مستند ہے آپ کو وہابیت کی طرف منسوب کرنا نہایت درجہ افسوس کی بات ہے مگر وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ جناب ممدوح کی بعض تصانیف سے ایسا پایا گیا ہے کہ آپ تقلید کو پسند نہین کرتے ہم نہین کہتے کہ ایسے عالم کا ایسا خیال عوام مین شایع کرنا کہانتک درست و بجا ہے مگر اتنا کہین گے کہ خیر اگر اتنا بڑا عالم غیر مقلد ہو جائے تو عام لوگون کو اسپر نکتہ چینی کرنا کسیطرح زیبا نہین ہے الخ - اور سوالات علماء بمبئی کو اسی پرچہ اخبار مین لغو و سفاہت قرار دے چکے ہین - چنانچہ انکی اصل عبارت حاشیہ مین منقول ہے †

---

† آپ فرماتے ہین ہم بڑی حیرت اور افسوس سے یہہ بات کہتے ہین کہ جو باتین علماء بمبئی نے اس خط مین بیان کی ہین وہ محض لغو ہین اگر کوئی ایک شخص انکو لکہتا تو اسی کی عقلمندی ثابت ہوتی جس حالت مین کہ یہ فعل ایک جماعت کے ساتہہ منسوب کیا ہے تو کمال افسوس ہوتا ہے - مانا کہ فرقہ غیر مقلدین بالکل نیا ہے اور ہماری ان کے فروعات مین کچہہ مخالفت ہو مگر آخرش یہ لوگ اہل اسلام کہلاتے ہین اور مسلمان ہونیکا دعوی کرتے ہین پہر انکی نسبت بدہرک بلا حوالہ کتاب یہہ کہدینا کہ وہ کتے اور سور کے گوہ موت وغیرہ کو پاک سمجہتے ہین محض بیدلیل بات ہے ایسے معزز جلسہ کا کام یہہ تہا کہ فرقہ مذکور کی تصانیف سے کچہہ باتین اخذ کرکے اسپر جرح و قدح کرتے نہ یہ کہ عام بازاری گپون پر اکتفا کرکے ایسے خرافات خط مین درج کئے × × × × جبکہ ایک حوالہ بہی کسی کتاب کا نہین ہے تو پہر کیون کر کوئی تسلیم کر سکتا ہے سوا ... سکے

[illegible]

پہر پرچہ اخبار نمبر ۴۴ جلد ۷ مطبوعہ ۱۳ نومبر مین بعض تصانیف نواب صاحب بہوپال مین پانچ مسایل (طہارت آب (۱) - پیشاب بچہ شیر خوار (۲) - قصر نماز (۳) - زکوٰۃ مال تجارت (۴) - ظروف کے لئے سونے کے سوا اور چیز کی حلت (۵)) کا پایا جانا کسی عالم مجہول الاسم سے نقل کر کے آپنے فرمادیا اگر یہہ خبر صحیح ہے تو تعجب ہے کہ علمار بمبی کے سوالات پر جناب مولینا صاحب لاہوری نے کیون بُرا مانا - چونکہ مندرجہ بالا خط ایک عالم نے لکہا ہے جو بہت بڑے محدث ہین اسواسطے اسپر کسیطرحکا شک بھی نہین ہوسکتا ہمکو امید ہے کہ مولانا صاحب لاہوری یہہ شبہات رفع فرماوینگے - اور یہ خیال نہ فرمایا کہ اِن مسایل کو اِن سوالات سے جنکو ہم لغو و سفاہت قرار دے چکے ہین اور کسی مسلمان کو اسکا قایل نہین جانتے - کیا تعلق ہے کہ اِن مسایل کے نواب صاحب کی کتابون مین پائے جانے سے وہ سوالات پہر مطبوع طبع سامی ہوگئے اور ان سوالون پر ہمارے بُرا ماننے کی اب وجہ پوچہنے لگے - اور پرچہ اخبار نمبر ۴۸ جلد ۷ مطبوعہ ۲۷ نومبر مین آپنے مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی پر مکہ مین مواخذہ ہونیکا قصہ بتقلید اخبار نور الانوار اِن الفاظ سے بیان کیا - کہ محمد عمر مؤذن - نے مولوی نذیر حسین صاحب کی لامذہبی و ایمہ مجتہدین کو بُرا کہنے کا ماجرا پاشا شریف مکہ سے جا کر بیان کیا تو وہان سے چند سپاہی ترک مسلح آئے اور انکو معہ ہمراہیان گرفتار کر کے لیگئے - پاشار مکہ نے بواسطہ شیخ العلما مفتی سید احمد وجلانی (صحیح لفظ دحلان ہے) کے مولوی رحمت اللہ نزیل مکہ سے انکا حال غیر مقلدی کا دریافت کر کے انکو قید کرنیکا حکمدیا - جب اس واقعہ کو وکیل کونسل نے سُنا تو پاشائے موصوف سے آکر کہا کہ یہہ لوگ رعایائے ہند سے ہین انکا فیصلہ ہمارے سپرد کرو تو مناسب ہے جواب ملا کہ اگر تم اِن کی ضمانت کرو تو کیا مضایقہ ہے - اِسپر وکیل مذکور نے انکار کیا - پس پاشا نے اونکو حوالات مین بہیجدیا اور کہا کہ تمکو ہم بحراست ترکون کے جدہ مین بہیجدینگے بطوف نے عرض کیا کہ یہہ لوگ مدینہ طیبہ جانیکا قصد رکہتے ہین - پاشا نے جواب دیا کہ یہہ لوگ تو

صاحب مدینہ علیہ التحیۃ والسکینہ کو مردہ جانتے ہین وہان جاکر کیا کرینگے - پہر سُنا گیا کہ اونہون نے مع ہمراہیان شریف مکہ کے سامنے غیر مقلدی سے توبہ کی اور حنفی مذہب ہونیکا اقرار کیا اور انعقاد محفل میلاد شریف کو مستحسن جانا - بعد اسکے حکم ہوا کہ اگر مولوی رحمت اللہ صاحب انکی ضمانت کرین تو یہ لوگ مدینہ شریف جاسکتے ہین بعد مراجعت کے مقدمہ انکا علماء حرم محترم کی تجویز سے فیصل ہوگا - اور یہہ **خیال** نہ فرمایا کہ ہم تو ابہی مولانا ممدوح کو ترک تقلید وعمل بالحدیث کی اجازت کا سارٹیفکٹ دے چکے ہین پہر انکی نسبت لفظ لامذہبی (جو عمل بالحدیث وترک تقلید سے عبارت ہے) اور اُسکے لوازم وسزائین کس مُنہہ سے نکالتے ہین - اور ایسے واہی مضمون کو جسمین ایسے نالایق الفاظ درج ہین کیون درج اخبار کرتے ہین اور اگر اسکو بنا او رحنفیہ پسند اور اخبار کو حنفیہ کا دلچسپ بنانیوالا مضمون سمجہکر نقل ہی کرنا ضروری تہا تو ان نالایق الفاظ کی نسبت تو اپنی عدم رضا کا اظہار کیا ہوتا *

ہم نہین جانتے کہ ہمارے دوست کی قوۃ حافظہ پر نسیان کا غلبہ ہے کہ کل کا لکہا ہوا مضمون آج یاد نہین رہتا یا عدم استقلال وسرعت انتقال آپکی طبیعت مین داخل ہے **بہرحال** ان مضامین مخالف نفس الامر واعتقاد کے درج اخبار کرنیسے ہمکو اس دوست پر سخت افسوس وشکایت ہے **آئندہ** وہ اس شکایت کا ازالہ کرین خواہ اسپر اور ناراض ہوکر اور تیز ہون مگر یہہ یقین کرلین کہ ادہر سے بہی شکایت دوستانہ بند نہ ہوگی آپ جہانتک چاہین اس سلسلہ شکایت کو پہنچائین *

اِن مضامین کی صحت وصداقت کی نسبت بہی ہمکو **بحث** مدنظر ہے مگر **چونکہ** یہہ مقام جسمین ہم مسلمانون کے حالات پر افسوس کرنا چاہتے ہین مقام تعزیت ونصیحت ہے اسلیئے ہم اسمقام مین اس بحث کو چہیڑنا مناسب نہین سمجہتے - اس بحث کو (جہانتک اس پرچہ مین کرنا چاہتے ہین) ختم کرکے اسی پرچہ مین ان مضامین کی صحت وصداقت پر

بھی بحث کرینگے اور ناظرین کو روشن دلایل اور واضح براہین سے ثابت کر دکھائینگے
ان یکطرفی ڈگریون اور خانہ ساز فتوح و فیصلون کو صحت و صداقت سے کہانتک تعلق ہے
اور اہلحدیث فرقہ جدید ہے یا قدیم اور مجدد کیا معنی رکھتا ہے جو در گفتن نمی آید کا مصداق
ہے اور ائمہ مجتہدین کی توہین کرنیوالا کون گروہ ہے اور حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین
صاحب محدث دہلوی کو مکہ شریفہ مین کیا واقع پیش آیا وغیرہ وغیرہ

نمبر ۳
مسلمانون کے معابد و مساجد

بانئی اسلام (خداتعالی و پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام) نے تو مسجدون کو خدا کی
وعبادت کے لئے وسیع کیا ہے۔ خداتعالی نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی مسجدون
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مین خدا کا نام لینے سے مسلمانون کو روکے اس
اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ - ا- بقرہ ع ۱۳ سے زیادہ ظالم کون ہے ؛

اور آنحضرت صلعم نے خاص مسجد نبوی مین نجران کے عیسائیون کو نماز ادا کرنے سے
نہ روکا بلکہ روکنے والوں کو منع کر دیا۔ پس ان عیسائیون نے اپنے طور پر اور اپنے قبلہ کی
طرف مونہہ کر کے آنحضرت کے روبرو نماز کو ادا کیا (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۵ مین صفحہ
۳۶۱) اسکی تفصیل و تخریج روایت ہو چکی ہے۔

اور خاص کر اس مسجد پاک کی نسبت (جسکو بیت اللہ اور حرم محترم اور مسجد الحرام کہا
جاتا ہے) تو خداتعالی نے یہہ فرما دیا ہے کہ ہمنے اس گھر کو تمام لوگون کے لئے مرجع (یا
وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا جائی حصول ثواب بنایا) اور جائے امن کر دیا۔ اور
اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ فرمایا جو منکر ہین اور خدا کی راہ اور مسجد الحرام سے
اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ (جسکو ہمنے سب لوگون کے لئے وہان کے رہنے والی ہون

لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ (الحج ع ۳)

خواہ باہر کے یکسان بنایا ہے) روکتے ہین ہم اُن اور اُن لوگون کو جو اس مسجد مین کجروی اور ظلم کا ارادہ رکھتے ہین دُکھ کی مار چکھائین گے ؛ اور فرمایا ہے

أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا - قصص ع ۶

انکو امن والی جگہہ نہین دی ؟

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ - عنکبوت ع ۷

اور فرمایا کیا وہ نہین دیکھتے ہمنے اُسکو امن والا حرم بنا دیا اور اُسکے ارد گرد سے لوگ اُچکے جاتے ہین

وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا - عمران ع ۱۰

اور فرمایا جو اس گھر مین داخل ہوا اُس نے امن پایا -

وبناءً اعلیہ اکابر اسلام خصوصًا امام الائمہ الاتقیہ حضرت امام ابو حنیفہ عبد السلام

وعند ابي حنيفة من لزمه القتل بردة او قصاص او غيرهما لم يتعرض به ولكن الجئ الى الخروج - (تفسير بيضاوى جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)

نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی جرم شرعی کا ارتکاب کرے مرتد ہو جاوے یا کسیکا خون کر ڈالے اور پھر وہ حرم محترم مین آکر پناہ گزین ہو تو اس سے تعرض نکرے ہان اسکو کھانیکی مدد ندین تاکہ وہ خود ہی لاچار ہوکر حرم سے باہر آجاوے ؛

مگر آجکل کے مسلمانون نے مسجدون اور خاصکر مسجد الحرام (مامن خلایق) کو ایسا تنگ و محدود کر رکھا ہے کہ اب انکا نام خالہ جی کے باڑے اور باوا جی کا گھر رکھا جانے لگا ہے وہ جسکو چاہتے ہین اون مسجدون مین عبادت کرنے دیتے ہین جسکو چاہتے ہین انہین عبادت کرنے پر ذلیل کرتے ہین انکی مسجدونمین عیسائی یا یہودی کب عبادت کر پاتے ہین وہ اپنے مسلمان بھائیون کو (جو صرف بعض فروعات مین اُنسے اختلاف رکھتے ہین) تو انہین گھسنے ہی نہین دیتے اور اگر کوئی خود بخود آگھسے تو اُسکی اچھی طرح خبر لیتے ہین - شیعہ کا کیا مقدور ہے کہ سُنیون کی مسجد مین بے کھٹکے شیعہ طور پر نماز ادا کرے - اہلحدیث کی کیا مجال ہے کہ جس مسجد مین چاہے رفع یدین و آمین بالجہر کیکے نماز پڑھ لے

+ دیکھو رسایل لنکے مخالفین کے انہین کیا کچھ کہا ہے کہ مسجد نجس ہو گئی انکو باوا جی کا بالاخانہ جھاڑا وغیرہ وغیرہ ۱۲

فہرست بعض مطالب جلد ششم اشاعۃ السنۃ

Checked

صفحہ	نمبر	مطالب
۲	۱	کیفیت سالانہ اشاعۃ السنۃ
۵	"	اشاعۃ السنۃ پر لوگون کے اعتراضونکے جوابات
۱۱	"	رسالہ کا ملک کمیٹی سے منتقل ہونا
۱۱ و ۱۵	"	حساب جمع خرچ اشاعۃ السنۃ [illegible]
۱۳	"	قرآن کی اخلاقی تعلیم مقابلہ انجیل
"	"	عیسائیون کی مجوزہ کفارہ پر بحث
۱۵	"	خدا تعالی رحیم محض نہین ہے
۱۸	"	قرآن مین اخلاقی تعلیم کا ثبوت
۲۳	"	مذہبی لقب حنفی شافعی کہلانے مین اختلاف
۲۴	"	ائمہ کی حنفی کہلانے کی وجہ
۲۵ ۲۶	"	امام طحاوی قفال و ابو علی وغیرہ کا مقلد نہونا
۲۶ ۲۵	۱۱	شیخ ابن الہمام کا بعض مسائل مین مقلد نرہنا
۲۶	"	مولوی عبد الحی صاحب کا حنفی کہلانیکی نسبت خیال
۲۷	"	اہل حدیث کے محمدی کہلانیکی وجہ
۲۸	"	ابن شاہین وغیرہ محدثین کا محمدی کہلانا
۲۹	"	مذہب کے معنی لغوی و اصطلاحی- اور دین کو
"	۲"	مذہب کہنے کی وجہ صحت
"	"	اماموں کا حدیث کو مذہب کہنا
۳۳	"	مولوی اسمعیل شہید کا اسباب مین قول
۳۵	"	پیری و مریدی- اور اسباب مین اہل اسلام کا اختلاف
"	"	پنجاب کے فرقہ اہل توحید اتباع کا اختلاف
۳۶	"	اسباب مین عام اہل اسلام کی زیادتیون کا بیان
۳۸	"	پیر کا محرم مرید عورت نہونا

صفحہ	نمبر	مطالب
۴۱	"	مخالف شرع کا لایق بیعت نہونا
۴۲	"	شیخ عبد القادر جیلانی کے قول سے شہادت
۴۴	۲	مخالف شرع کے خوارق عادات کا بے اعتبار ہونا
۴۵	"	ان زیادتیون کا حکم
۴۶	"	اصل بیعت کا ثبوت
۴۸	"	اسکے دعوی نسخ و خصوصیت کا جواب
۴۹	"	اصل عدم خصوصیت و عدم نسخ ہے
		اس بیعت کا زمانہ صحابہ اور تابعین مین مروج نہونا
۵۰	"	جواب
		امام شافعی کا قول کہ لوگون کے قول سے حدیث
"	"	متروک نہوگی
۵۱	"	تمام لوگ حدیث کو متروک کردین تو بھی وہ متروک نہوگی
"	"	حدیث مخالف اجماع کے متروک ہونیکا جواب
۵۲	"	امام احمد کے فتوی کے اصول
"	"	ادعائی اجماعون کی تکذیب
۵۴	"	عدم نقل کے [illegible] کا جواب
۵۵	"	احکام شرعیہ تبدل اسباب سے نہین بدلتی
۵۶	"	نماز روزہ بھی عوارض الفاسد سے خالی نہین
۵۷	"	حضرت عائشہ کا ع[illegible]ان کو مسجد جانیسے
۵۸	"	اور حضرت عمر کا رمل [illegible] وجود تبدل سبب نہ روکنا
۵۹	"	شبہ و احتمال سے نسخ [illegible]ت نہین ہوتا
۶۱	"	مولانا [illegible] اتباع سنت
۶۹	"	پیری مریدی [illegible] کی بیعت [illegible] دیان

فہرست بعض مطالب جلد ششم اشاعۃ السنۃ

Checked

نمبر صفحہ	نمبر پرچہ	مطالب	مطالب	نمبر پرچہ	نمبر صفحہ
۲	۱	کیفیت سالانہ اشاعۃ السنۃ	مخالف شرع کا لایق بیعت ہونا	〃	۴۱
۵	〃	اشاعۃ السنۃ پر لوگون کے اعتراضونکے جوابات	شیخ عبدالقادر جیلانی کے قول سے شہادت	〃	۴۲
۱۱	〃	رسالہ کا ملک کمیٹی سے منتقل ہونا	مخالف شرع کے خوارق عادت کا بے اعتبار ہونا	۲	۴۴
۱۱ و ۱۵	〃 و ۲	حساب جمع خرچ اشاعۃ السنۃ [illegible]	ان زیادتیون کا حکم	〃	۴۵
۱۳	〃	قرآن کی اخلاقی تعلیم بمقابلہ انجیل	اصل بیعت کا ثبوت	〃	۴۶
〃	〃	عیسائیون کی مجوزہ کفارہ پر بحث	اسمین دعوی نسخ وخصوصیت کا جواب	〃	۴۸
۱۵	〃	خدا تعالی رحیم محض نہین ہے	اصل عدم خصوصیت وعدم نسخ ہے	〃	۴۹
۱۸	〃	قرآن مین اخلاقی تعلیم کا ثبوت	اس بیعت کا زمانہ صحابہ اور تابعین مین مروج نہونیکا		
۲۳	〃	مذہبی لقاب حنفی شافعی کہلانے مین اختلاف	جواب	〃	۵۰
۲۴	〃	ائمہ کی حنفی کہلانے کی وجہ	امام شافعی کا قول کہ لوگون کے قول سے حدیث		
۲۵	〃	امام طحاوی قفال وابو علی وغیرہ کا مقلد نہونا	متروک نہوگی	〃	〃
[illegible]	۱۱	شیخ ابن الہمام کا بعض مسائل مین مقلد نرہنا	تمام لوگ حدیث کو متروک کردین تو بھی متروک نہوگی	〃	۵۱
۲۶	〃	مولوی عبدالحی صاحب کا حنفی کہلانیکی نسبت خیال	حدیث مخالف اجماع کے متروک ہونیکا جواب	〃	〃
۲۷	〃	اہل حدیث کے محمدی کہلانیکی وجہ	امام احمد کے فتوی کے اصول	〃	۵۲
۲۸	〃	ابن شاہین وغیرہ محدثین کا محمدی کہلانا	ادعائی اجماعون کی تکذیب	〃	〃
۲۹	〃	مذہب کے معنی لغوی واصطلاحی۔ اور دین کو	عدم نقل کے معتبر ہونے کا جواب	〃	۵۴
〃	۲	مذہب کہنے کی وجہ صحت	احکام شرعیہ تبدل اسباب سے نہین بدلتی	〃	۵۵
〃	〃	اماموں کا حدیث کو مذہب کہنا	نماز روزہ بھی عارضی مفاسد سے خالی نہین	〃	۵۶
۳۰	〃	مولوی اسمعیل شہید کا اسباب مین قول	حضرت عائشہ کا عورتون کو مسجد جانے سے	〃	۵۷
۳۵	〃	پیری ومریدی اور بیاہ شادی مین اہل اسلام کا اختلاف	اور حضرت عمر کا رمل سے باوجود تبدل سبب نروکنا	〃	۵۸
〃	〃	پنجاب کے فرقہ اہل توحید واتباع کا اختلاف	شبہ واحتمال سے نسخ ثابت نہین ہوتا	〃	۵۹
۳۶	〃	اسباب مین عام اہل اسلام کی زیادتیون کا بیان	مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی واتباع سنت	〃	۶۱
۳۸	〃	پیر کا محرم مرید عورت نہونا	پیری مریدی اور اتباع سنت پنجاب کی بیعت نہین دیتیان	〃	۶۹

مطالب	نمبر باب	نمبر صفحہ
انکا بیعت خلافت کو بیعت توبہ قرار دینا	؍؍	۸
قصہ بیعت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	؍؍	۸۱
قصہ بیعت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	؍؍	۸۲
بیعت توبہ و بیعت خلافت میں فرق	۳	۹۰
نواب صاحب بھوپال اور انکی تالیفات	۴	۹۵
امیر اغلب بھوپالی کی نکتہ چینی کا جواب	؍؍	۹۶
نواب صاحب کی تالیفات میں کسی سے مناظرہ نہیں ہونا ...	؍؍	۹۷
مذہب قومیت کا جز ہے	؍؍	۹۸
نواب صاحب کی تالیفات کی فہرست	؍؍	۱۰۲
ترجمان وہابیہ پر ریویو	؍؍	۱۰۴
پیری و مریدی اور ہمارے فیصلہ پر فریقین کا اتفاق	؍؍	۱۰۹
پیر کے افضل ہونیکی شرط پر بحث	؍؍	۱۱۳
	۵	۱۶۳
بیعت و صحبت کے سوا بھی عرفان ہو جاتا ہے ...	۴	۱۱۶
	۵	۱۶۱
سید احمد خان کی تفسیر اور نیچریہ کے علما	۴	۱۱۷
ایک مجدد کی فریاد متضمن غیرت قومی و دینوی ...	؍؍	۱۲۰
ملخص رسالہ قی حجی بکاشت متضمن توحید باری ...	؍؍	۱۲۲
گورنمنٹ کس معنی کر نیوٹل (غیر طرفدار) ہے	۵	۱۲۷
مسلمانوں کا باہمی تفرقہ اور ایک کا دوسرے پر افترا ...	؍؍	۱۲۹
صاحب کمشنر دہلی کا سابق فیصلہ	؍؍	۱۳۱
اہل تقلید کا جعلی خط متضمن چند افترا	؍؍	۱۳۳
گلابی جیو و مقدمہ مخالف فیصلہ کمشنری	؍؍	۱۳۴
اسکے فساد کا علاج	؍؍	۱۳۵
مجدد کا اور ذاتی بحث کی شرط	؍؍	۱۳۷
حدیث مجدد کی تخریج و تشریح و مجددین سابق کی تفصیل	؍؍	۱۴۰
مجددین سابق کے اوصاف مجددیت	؍؍	۱۴۵

مطالب	نمبر باب	نمبر صفحہ
انکے مقابلہ میں نواب بھوپال کی اوصاف مجددیت	؍؍	۱۵۱
رسوم جنکی نواب صاحب نے اصلاح کی ہے	۶	۱۵۴
یہ اصلاح دست اندازی مذہبی نہیں	؍؍	۱۵۵
تصویر پیغام دینے کا جواب	؍؍	۱۵۹
بقیہ پیری و مریدی	؍؍	۱۶۱
بڑے بیٹے کو گدی پر بٹھانا بے دلیل ہے	؍؍	؍؍
بوقت بیعت کلمہ کلام پڑھنے میں بحث	؍؍	۱۶۳
کتاب ایضاح الحق سے تقلید و اطلاق پر بحث ...	؍؍	۱۶۵
چھینک مارنیکے وقت درود پڑھنے کی ممانعت	؍؍	۱۶۹
وضو کے بعد دو رکعت پڑھنے کا ثبوت	؍؍	؍؍
آنحضرت صلعم سے نماز اشراق کا ثبوت	؍؍	۱۷۰
منحی القین کے دلائل کا جواب	؍؍	۱۷۲
وہ قیود جسکو وہ خود بدعت کہتے ہیں ...	؍؍	۱۷۳
بعد نماز دعا میں ہاتھ اٹھانا	؍؍	۱۷۴
بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ اور نواب صاحب بھوپال کا جنگ مصر کے موقع پر گورنمنٹ کی معاونت کیلئے مستعد ہونا	؍؍	۱۷۷
سابق نواب ٹونک کے غدر ۱۸۵۷ء میں خیر خواہی	؍؍	۱۷۷
ہندوستان میں کوئی وہابی نہیں ...	؍؍	۱۷۸
وہابیان نجد کی تاریخ (۱) محمد بن سعود کا حال	؍؍	۱۷۹
(۲) عبد العزیز بن محمد کا حال	؍؍	۱۸۱
(۳) سعود بن عبد العزیز کا حال	؍؍	۱۸۴
(۴) عبد اللہ بن سعود کا حال اور پاشاے مصر سے کا مقابلہ	؍؍	۱۸۷
(۵) محمد بن عبد الوہاب کا حال	۷	۲۰۵
ترقی معکوس	۷	۱۹۰

* بغرض اتصال ذکر امرائے نجد نمبر صفحہ ۲۰۵ کو نمبر صفحہ ۱۹۰ پر مقدم کیا گیا *

مطالب	نمبر رسالہ	نمبر صفحہ
ہر سال فیصدی نو تنی مسلمان کم ہوتے ہیں..	〃	۱۹۲
علما بمبئی کے بیجا سوالات نسبت مولانا نذیر حسین..	〃	۱۹۴
مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کا مضمون ان سوالات	۷	۱۹۵
سے انکار.......		
حسن عقیدت محدثین بجناب ائمہ محدثین...	〃	۱۹۷
کتاب جلب المنفعۃ نواب صاحب بھوپال کی شہادت..	〃	〃
بعض ائمہ سے بعض احادیث متروک ہونیکے اسباب...	〃	۱۹۹
طعن ائمہ سے انکار و براءت.......	〃	[illegible]
امام ابو حنیفہ کے فضائل.......	〃	[illegible]
خط مولف بنام ایڈیٹر شمشیر قیصر متضمن انکار توہین امام..	〃	
بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ.......	〃	
اہل ہند میں حالات نجد کا پایا نہ جانا اور انکا وہابی نہونا	〃	[illegible]
نواب صاحب پر وہابیت کی تہمت کا ازالہ....	〃	۲۰۹
نجد کی سوا کہیں وہابی مذہب کا رواج نہیں پایا...	〃	۲۱۰
مسلمانان ہند کا نام وہابی فضل رسول نے رکھا ہے	〃	۲۱۱
سید احمد خان کے قول سے شہادت......	〃	۲۱۲
سید احمد شاہ صاحب مرحوم بریلوی وہابی نہ تھے...	〃	۲۱۴
تقویۃ الایمان و صراط المستقیم میں جہاد کی ترغیب نہیں..	〃	۲۱۵
کتاب جلب المنفعۃ کا گورنمنٹ سے تعلق......	〃	۲۱۹
مسلمانوں کی خوفناک حالات اور انکے مناظرات۔	۸	۲۲۲
گلابی جوہر قہ کے تہمتوں کے جواب میں چار	〃	۲۲۴
رسائل کا خلاصہ......	〃	〃
گروہ اہلحدیث کو کم سمجھنا غلطی ہے.....	〃	۲۳۲
مسلمانوں کی بیقراری (علما و ایڈیٹر)......	〃	۲۳۳
ایڈیٹر اخبار شمشیر قیصر کی اہلحدیث سے چھیڑ چھاڑ..	〃	۲۳۳

مطالب	نمبر رسالہ	نمبر صفحہ
(۱) خاکسار مؤلف رسالہ پر توہین امام کا الزام....	〃	۲۳۴
(۲) نواب صاحب بھوپال پر مقلدین کے چوٹ کرنیکا	〃	۲۳۵
الزام اور اسکا جواب......	〃	〃
(۳) مولانا سید نذیر حسین صاحب کے نسبت بیجا سوالات	〃	۲۳۵
علما بمبئی کے تشہیر.......	〃	〃
(۴) امام صاحب کی تحقیر میں استعمال لفظ قلت حدیث کا الزام	〃	۲۳۶
(۵) نواب صاحب بھوپال کو مجدد کہنے پر اعتراض....	〃	۲۳۶
(۶) مولوی سید نذیر حسین کی مکہ معظمہ میں ماخوذ ہونیکی تشہیر	〃	〃
ایڈیٹر اخبار نور الانوار و مظہر العجائب وغیرہ کی چھیڑ چھاڑ	〃	۲۳۸
اس چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ اور انکے دعوے بیقرار کا ابطال	〃	۲۴۰
ایڈیٹر شمشیر قیصر کی سابق اعترافات مخالف اعتراضات	〃	۲۴۲
مسلمانوں کی معابد مساجد اور انمیں سبھی اہل اسلام کا مساوی حق	〃	۲۴۵
اہل تقلید کیطرف سے اہلحدیث کے قتل کا فتوی	〃	۲۴۷
جوابات شمشیر قیصر جواب اعتراض اول و چہارم....	〃	۲۵۰
لفظ قلت حدیث بطور توہین استعمال نہیں ہوا...	〃	۲۵۲
اسپر سابق پرچہ شمشیر قیصر کی شہادت......	۹	۲۵۳
امام شعرانی کی شہادت.......	〃	۲۵۵
مولوی عبد الحی صاحب کی شہادت.......	〃	۲۵۷
نواب صاحب بھوپال کی کتاب جلب المنفعۃ سے شہادت	〃	۲۵۸
جریدہ روزگار کا محاکمہ کہ اسمیں توہین نہیں ہوتی	〃	۲۶۱
تتمہ جوابات اور اسمیں مولوی وکیل احمد کے خط دوم کا جواب ہے	〃	۲۶۳
اقسام توہین مندرجہ اس خط کا بیان.....	〃	۲۶۴
ان اقسام کا اہلحدیث کی طرف سے پایا نہ جانا.....	〃	۲۶۵
نکتہ چینی توہین نہیں۔ اور اسپر معترض کے قول سے شہادت	〃	۲۶۶
امام طحاوی کا امام ابو حنیفہ پر معترض ہونا....	〃	۲۶۸

مطالب	نمبر رسالہ	نمبر صفحہ
معیار الحق مین اماموں کے مناقب	؍	۲۶۹
مولوی وکیل احمد صاحب کی بلانسبت وغیرہ الفاظ سے معاف ...	۹	۲۷۱
رکھنے کی درخواست	۱۱	و ۳۴۴
مسٹر قیصر کی غلطی و گڑھی ایک ہزار انعام کا جواب ...	۹	۲۷۳
جواب اعتراض پنجم جسکو رسالہ مین نمبر ۱۲ لکھا گیا ہے ...	؍	؍
ابیات سجوزہ امام سیوطی متضمنہ اثبات	؍	۲۷۶
تعدد مجدد	؍	۲۷۶
ازالۃ الخفا سے اسکی تائید	؍	۲۷۷
غلطی مسائل سے مجتہد ہونا باطل نہین ہوتا جیسا کہ ..	؍	۲۸۱
اجتہادی خطاؤن سے مجتہد ہونا باطل نہین ہوتا ...	؍	؍
جواب اعتراض سوم	؍	۲۸۳
جواب اعتراض ششم جسکو نمبر ۱۳ لکھا گیا ہے	۱۰	۲۸۶
اہلحدیث کا مسئلہ جہاد کی نسبت اعتقاد	؍	۲۸۷
اہل تقلید کا اسمین اختلاف اور بعض مفسدین غدر ۵۷ء کا حال	؍	۲۸۸
مفسدین لعین دہلی کی نسبت فساد انگریز کا بیان ...	؍	۲۹۱
سلطان روم کے معاونت کی نسبت اہلحدیث کا خیال و عمل	؍	۲۹۲
چٹھی کمشنر دہلی بابت خیر خواہی مولوی نذیر حسین صاحب بحق گورنمنٹ	؍	۲۹۴
حالات مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی ...	؍	۲۹۵
نقل خطوط پاشا مکہ متضمن حالات مولانا ممدوح	؍	۳۱۱
اہل اخبارات کی ان حالات کی نسبت خلاف بیانی ...	؍	۳۱۳
انکی عدم صحت پر عقلی دلائل	؍	۳۱۵
(۱) انکے بیانات کا باہم اختلاف و تعارض	؍	؍
(۲) حق پرستی گورنمنٹ کے مخالف ہونا ...	۱۱	[illegible]
(۳) عقل کے مخالف ہونا	؍	[illegible]

مطالب	نمبر رسالہ	نمبر صفحہ
(۴) نومبا مبیت جبہ اخبارات کا جعلی ہونا ...	؍	۳۲۳
مخالفین سے فوٹوگراف اصل تحریر نامہ کا مطالبہ	؍	۳۲۹
اپنے اور مخالفین کے بیانات کے نتائج	؍	۳۳۲
مکہ معظمہ مین اہلحدیث کی حفظ و امن کی تجویز	؍	۳۳۶
ایڈیٹرون اور مولویون سے استفتا کہ اہلحدیث حج کعبہ کے مستحق ہین یا نہین	؍	۳۴۰
تتمہ جواب اعتراض سوم جسمین مولوی وکیل احمد کے خط اول کا جواب ہے	؍	۳۴۲
محمد بن عبد الوہاب نجدی کے تکفیر مسلمانان پر انکار	؍	۳۴۵
عدم تکفیر مرتکب بعض امور کفریہ	؍	۳۴۷
مسٹر بلنٹ اور اسلام اور سلطان روم والامقام	۱۲	۳۵۰
انکی سیر و سیاحت مین لوگون کا اختلاف	؍	۳۵۱
انکے مختلف مقامات مین سپیچین اور لکچر ...	؍	۳۵۲
لندن اور پیرس مین طالبعلمون کے لئے خطرہ ہے	؍	۳۵۵
ان سپیچون کے نتائج	؍	۳۶۲
مسلمانون کے لئے انگریزی کی ضرورت اسکی تحصیل	؍	۳۶۳
اب سیف کا وقت نہین رہا	؍	۳۶۴
علیگڈھ کالج کے معاونون سے خطاب اور اسکے تین نقصانون کا بیان	؍	۳۶۷
(۱) مذہبی تعلیم کا کمزور ہونا	؍	۳۶۸
(۲) امور معاشرت مین یورپ کی تقلید کرنا	؍	۳۷۰
اسکے طالب العلمون کا قبل استحکام عقاید ولایت بھیجنا	؍	۳۷۱
قریشی ہونا خلافت کی شرط ہے	؍	۳۷۵
اس شرط معتبریت کا سلطان روم مین پایا جانا	؍	۳۸۰

یہ فتوے عام مسلمانون کو اِن کے مقدس مولوی صاحبون نے دئے ہین اور اس باب مین متعدد رسالہ تالیف کرکے مشتہر کردئے ہین +

تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک لودہیانہ کے مولویصاحب نے صوبہ بہار مین پہنچکر اہلحدیث کو مسجدون سے نکالنے مین بہت زور لگایا اور اِس مضمون کا ایک رسالہ جس کا نامی انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد ہے شہر عظیم آباد پٹنہ مین چہپوا کر مشتہر کیا اِسمین آپنے اہلحدیث کو قتل کرڈالنے کا بہی فتویٰ دیا ہے جسکا اثر تہوڑے دنوں کے بعد اس نواح کے بعد یہ پیدا ہوا کہ ضلع شاہ آباد مین اہلحدیث وحنفیہ مین ایک مسجد مین نماز پڑہنے پر ایسی لڑائی ہوئی جسمیں برطبق بیان فریق حنفیہ تلوار بہی چلی۔ اِس رسالہ مین مولویصاحب موصوف نے اہلحدیث کو مسجدون سے خارج کرنے پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ لوگ مشرک ہین کیونکہ یہہ ہم لوگون کو مشرک کہتے ہین اور مشرکون کو مسجدون مین نماز پڑہنے دینے سے آیہ وَمَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ اَنْ يَّعْمُرُوا مَسٰجِدَ اللّٰهِ (یعنے مشرکون کو لائق نہین ہے کہ خدا کی مسجدون کو آباد کرین) مانع ہے +

اور اِس دلیل مین آپنے غور فرماکر یہہ باتین نہ سوچین کہ **اوّلاً** عام اہلحدیث کا حنفیہ کو مشرک کہنا کب مسلم ہے۔ یہہ بات اہلحدیث کے اعتقادی اصول مذہب مین داخل نہین ہے۔ اور اگر کسی خاص اہلحدیث نے کسی خاص حنفی کو کسی خاص سبب موجب شرک کی نظر سے مشرک کہہ بہی دیا تو یہہ کُل اہلحدیث کی طرف سے کل حنفیہ کے حق مین کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے ؟

ثانیاً۔ اگر کسی مسلمان کو مشرک یا کافر کہنے سے جو کفر یا شرک کیطرف قائل راجع ہوتا ہے وہ کفر عملی ہے یا کفر اعتقادی جو اِسکو ملت سے خارج کردے اور احکام کفر اسپر لگا وے۔

ثالثاً اِس آیۃ مین اگر مشرکون کو مسجدون مین عبادت سے روکنے کا حکم ہے تو یہہ تو اُن مشرکون کا حکم ہے جو اپنے کفر کے اقبالی ہون نہ اُنکا جو مدعی اسلام ہون چنانچہ اِس آیۃ کا

شَاهِدِیْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ جسکو جناب مولوی صاحب رسالہ دار شیر مادر کی
غٹ غٹ کر کے نوش فرما گئے ہین اِس خصوصیت پر شاہد ہے پہر اِس آیۃ سے اُن کافرو
یا مشرکون کا (جو خود مدعی واقبالی کفر نہ ہون بلکہ مدعی اسلام اور کلمہ گو ہون صرف اُنکے اسلامی
بھائی اُنکو کافر یا مشرک بتاتے ہون) حکم ممانعت کیونکر استنباط ہوسکتا ہے۔؟

اِن رسالدارون کو نہ آخرت میں خدا کی مواخذہ کا خوف ہے نہ دنیا مین اعتراض
کا ڈر ہے کہ ہمارے اِن استدلالون کو اہل علم کیا کہینگے ؛ دو تین ورق کا رسالہ بنا کر
کہلا کر جو جی مین آوے اسمین درج کر دیتے ہین اور اتنا بھی نہین سمجھتے کہ جو بات ہم
کو کہتے ہین وُہی بات اگر وہ ہمکو کہدے تو وہ کیا جواب دینگے۔؟ کیا تمہارے مخالف نہیں
کہسکتے کہ تم لوگ مشرک ہو اور بحکم آیہ کریمہ مسجدون مین نماز پڑہنے سے ممنوع پہر بھی
مسجدین کس گروہ مسلمانون کے لائق رہین گی۔؟ اور بجز اسکے کہ اقوام غیر انکو ڈھا
ڈہول بنا دین یا دوکانین تیار کرین کس کام آوینگی۔؟

آجکل جو **گلابی چو ورقہ** رسالہ تیار ہوکر گلی کوچہ ہندوستان و پنجاب وغیرہ
بلاد مین دائر و سائر ہو رہا ہے اُسمین یہہ حکم ممانعت اِن الفاظ سے درج ہے کہ غیر مقلد
سے مخالطت اور مجالست اور اُنکو اپنی خوشی سے مسجدون مین آنے دینا شرعًا ممنوع ہے
کیونکہ مسائل مذکورہ † سے معلوم ہوا کہ وہ اہلبدعت ہین نہ اہلسنت اور مجالست و مخالطت
اہلبدعت شرعًا منع ہے۔

پہر اُسکی تائید مین ایسے اقوال لائے ہین جن مین اہلبدعت کے ساتھ کہانا پینا نکاح کرنا
اُن کے ساتھ نماز پڑہنا منع کیا گیا ہے۔ مسجدون مین آنے یا اُنمین نماز پڑہنے سے اُنکو
منع کینے کا اِنمین ذکر و اثر و نام و نشان نہین ہے۔

---

† اُنہی مسایل کو مراد رکھتے ہین جو گلابی چو ورقہ مین اہلحدیث کے ذمہ لگائے گئے
ہین اور اِن چارون رسائل مین حنفیہ کے ذمہ۔

یق اکبر رضہ) سقیفہ کے دن انصار پر جو اپنے لئے امارت تجویز کرتے تہے بیان و تقریر
ہالب آئے اور خود بدولت خلیفہ و امیر المومنین قرار پائے چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر۳
ین مین اسکی پوری تفصیل صحیح بخاری سے منقول ہو چکی ہے -
نہہ احادیث کی نقل و تفصیل ہے اب علماء اسلام کی مذاہب و اقاویل عرض خدمت
صدں ہوتے ہین کتب کلامیہ و شروح کتب حدیث بیان اقوال و مذاہب علماء اسلام مین
ز بیان سے متفق ہین شرح مواقف مین ہے کہ خلافت مین بعض ایسے صفات
ہیں جنکی شرط ہونے مین بعض لوگون کا خلاف ہی -

ہوٹہنا صفات اخری فی اشتراطها خلاف
مین اسکون قرشیا اشترطه الاشاعرہ
بی اثبات ومنعه الخوارج وبعض المعتزلہ
پر ہیت لنا قوله علیه السلام الائمه من قریش ثم
کو صحابة عملوا بمضمون هذا الحديث
یعنی فان ابابکر رض استدل به یوم السقیفة
ہ الانصار حین نازعوا فی الامامة بمحضر
کو الصحابة فقبلوه واجمعوا علیه فصار
ہ دلیلا قاطعا یفید الیقین باشتراطها
قرشیا احتجوا ای المانعون من اشتراطها
بقوله علیه السلام السمع والطاعة ولو عبدا
حبشیا فانه یدل علی ان الامام قد لا
یکون قرشیا قلنا ذلک الحدیث فیمن امره
الامام ای جعله امیرا علی سریة او علی غیرها

پہلی شرط خلیفہ کا قریشی ہونا اشاعرہ اُسکو
شرط ٹہراتے ہین - خارجی اور بعض معتزلی
اس سے انکاری ہین - ہماری دلیل شرط ہونے
پر آنحضرت کا یہہ قول ہی کہ امام قریش سے ہونی
چاہئیں - پہر اس قول آنحضرت پر آنحضرت
کے اصحاب نے عمل کیا ہی جبکہ سقیفہ کے دن
انصار نے امامت مین جہگڑا کیا تہا تو حضرت
ابوبکر نے اس قول سے تمسک کیا جسکو سب نے
تسلیم کرلیا اور اسپر اتفاق کیا یہہ اتفاق اثبات
پر یقینی دلیل ہے کہ قریشی ہونا شرط خلافت
ہی جو لوگ اس شرط کو نہین مانتے وہ یہہ دلیل
پیش کرتے ہین کہ آنحضرت نے حکم دیا ہے
کہ امیر یا حکم حاکم کا حکم مانو اگرچہ
وہ حبشی غلام ہو اس سے معلوم ہوتا ہے

كناخية ويجب حمله على هذا دفعا للتعارض
بينه وبين الاجماع او نقول هو مبالغة
على سبيل الفرض ويدل عليه انه لا يجوز
كون الامام عبدا اجماعا الثانية من تلك
الصفات ان يكون هاشميا شرطه الشيعة الخ
(شرح مواقف)

کہ کبھی امام قریشی نہین بھی ہوتا اسکی جواب
مین ہم کہتے ہین یہہ حدیث اس حاکم یا امیر
کی نسبت ہی جسکو قریش امام وقت نے کسی
لشکر یا کسی جگہہ کا امیر بنا دیا ہو۔ اس حدیث
کے یہی معنی کرنا چاہیئے تاکہ اس حدیث مین اور
اون حدیث مین جو قریش کو امامت کیلئے
لئے مخصوص کرتے ہین معارض نہو۔ یا یون کہین کہ یہہ فرضی طور پر مبالغۃً کہا گیا ہی
اسلئے کہ حقیقۃً غلام بالاتفاق امام نہین ہوسکتا۔ دوسری صفت اختلافی امام کا ہاشمی
ہونا ہے اسکو شیعہ شرط ٹھہراتے ہین تا آخر۔ ایسا ہی اور کتب کلامیہ مذہب اشاعرہ اور
ماتریدیہ (حنفیہ) مین ہے جس کتاب مین دیکھوگے یہی مطلب پاؤگے۔

اور صحیح مسلم کی شرح مین امام **نووی** نے فرمایا ہے یہہ حدیثین اور جو انکی مثل ہین
اسبات پر دلیل ہے کہ خلافت قریش سے مخصوص ہے بجز قریش کسیکے لئے عقد خلافت

هذه الاحاديث واشباهها دليل ظاهر ان الخلافة مختصة
بقريش لا يجوز عقدها لاحد من غيرهم وعلى هذا انعقد الاجماع
في زمن الصحابة وكذلك بعدهم ومن خالف فيه من اهل البدع
او عرض بخلاف من غيرهم فهو محجوج باجماع الصحابة والتابعين
فمن بعدهم بالاحاديث الصحيحة قال القاضي اشتراط كونه
قرشيا هو مذهب العلماء كافة قال وقد احتج به ابوبكر وعمر
رضي الله تعالى عنهما على الانصار يوم السقيفة فلم ينكره احد
قال القاضي وقد عدها العلماء في مسائل الاجماع ولم ينقل
عن احد من السلف فيها قولا ولا فعلا يخالف ما ذكرنا

جایز نہین ہی اسپر صحابہ کی زمانہ مین
اور انکے بعد اجماع ہوچکا ہے اور
اہل بدعت (خوارج و معتزلہ) سے جنھون نے
اسمین اختلاف کیا ہی وہ صحابہ
و تابعین کے اجماع سے جو احادیث
صحیحہ سے ثابت ہی مغلوب ہی قاضی
عیاض نے فرمایا ہی کہ امام کے
قریشی ہونیکی شرط تمام علماء کا مذہب
ہی اس سے ابوبکر صدیق نے سقیفہ

ثم كذلك من بعدهم في جميع الاعصار قال ولا اعتداد بقول النظام ومن وافقه من الخوارج واهل البدع انه يجوز كونه من غير قريش ولا بسخافة ضرار بن عمرو في قوله ان غير القرشي من النبط وغيرهم يقدم على القرشي لهوان خلعه ان عرض منه امر وهذا الذي قاله من باطل القول وزخرفه مع ما هو عليه من مخالفة اجماع المسلمين والله اعلم (نووی)

کے دن استدلال کیا تو کسی نے اسکو رد نہین کیا۔ قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ کو علما نے اجماعی مسایل سے شمار کیا ہے اور سلف و خلف سے اسکا مخالف کوئی قول یا فعل منقول نہین ہوا

اور فرمایا ہے کہ نظام (معتزلی) اور اسکے ہم مذہب خارجیون اور بدعتیون کے اس قول کا کہ غیر قریش بھی امام ہو سکتا ہے۔ کچھ اعتبار نہین ہے اور نہ ضرار بن عمر کی اس حماقت کا اعتبار ہے جو اسکے اس قول مین ہے کہ غیر قریش (نبطی وغیرہ) امام ہو تو وہ قریش سے مقدم ہے۔ کیونکہ اسکو خلافت سے برطرف کرنا اسان ہوتا ہے جب اس سے کوئی امر موجب برطرفی سرزد ہو اسکا یہہ قول باطل ہے اور ملمع اور تمام مسلمانون کے برخلاف ہے۔

اسوقت کے ایک فخر اسلام اور رئیس اہل اسلام (نواب صاحب بھوپال) نے کتاب **عون الباری شرح صحیح البخاری** مین فرمایا ہے کہ جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے کہ امام کا قریش ہونا شرط خلافت ہے۔ بعض لوگون نے قریش سے بھی بعض

والى هذا ذهب جمهور اهل العلم ان شرط الامام ان يكون قرشيا وقيد ذلك طوايف ببعض قريش فقالت طايفة لا يجوز الا من ولد علي وهذا قول الشيعة ثم اختلفوا اختلافا شديدا في تعيين بعض ذرية علي وقالت طايفة يختص بولد العباس وهو قول ابي مسلم الخراساني واتباعه ونقل ابن حزم ان طايفة قالت لا يجوز الا في ولد جعفر بن ابي طالب وقالت اخرى في ولد عبد المطلب

اشخاص کو مخصوص کر دیا ہے ایک جماعت (شیعہ) کا قول ہے کہ خلیفہ بجز اولاد علی رض نہین ہو سکتا پھر اسکے تعین مین انکا اختلاف ہے ایک جماعت (ابو مسلم الخراسانی وغیرہ) کا یہہ قول ہے کہ خلافت حضرت عباس رض کی اولاد سے

وعن بعضہم لا یجوز الا فی بنی امیۃ وعن بعضہم لا یجوز الا فی ولد عمر قال ابن حزم ولا حجۃ لاحد من ہولاء الفرق وقالت الخوارج وطایفۃ من المعتزلۃ یجوز ان یکون الامام غیر قرشی وانما یستحق الامامۃ من قام بالکتاب والسنۃ سواء کان عربیا او عجمیا بالغ ضرار بن عمرو فقال تولیۃ غیر القرشی اولی لانہ یکون اقل عشیرۃ فاذا عصی کان امکن لخلعہ وقال ابوبکر بن الطیب لم یعرج المسلمون علی ہذا القول بعد ثبوت حدیث الائمۃ من قریش وعمل المسلمون بہ قرنا بعد قرن وانعقد الاجماع علی اعتبار ذلک قبل ان یقع الاختلاف (عون الباری)

مخصوص ہے۔ تا آخر کلام جناب ممدوح جو ملاحظہ اہل علم کے لائق ہے۔ اسمین امام نووی وقاضی عیاض کے دعوی اجماع پر بحث کیگئی ہے۔ اس بیان سے جسکا خلاف کسی چھوٹی یا موٹی نئی یا پرانی اسلامی کتاب مین نہ پاؤ گے صاف ثابت ہے کہ باتفاق مسلمانان ہند (شیعہ سنی الحدیث اہل تقلید حنفی شافعی وغیرہ جن کے سوا ملک ہند مین کسیکا نام ونشان نہین) امام یا خلیفہ وقت کا قریش ہونا شرط خلافت ہے۔

اب ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ حضرت **سلطان روم** مین یہہ شرط **قریش** ہونا قطع نظر اور شروط خلافت سے پائی جاتی ہے یا نہین۔ ہماری علم وخیال مین اسوقت عرب وعجم مین کم سے کم ایک آدمی بہی لکھا پڑھا (جو سلطان روم کے نام ونسب سے واقف اور اخبارات وتواریخ وملکی حالات سے باخبر ہوگا) ایسا نہ نکلیگا جو حضرت سلطان المعظم کو قرشی نسب قرار دیگا۔ صاحب ممدوح تو عربی نہین قرشی کیونکر ہوسکتے ہین وہ تو ترک ہین۔

سلطنت ترکی کی دولت عثمانیہ کہلانے سے کوئی یہہ خیال نکرلے کہ جناب ممدوح حضرت عثمان خلیفہ ثالث کی اولاد ہین۔ یہہ عثمان پاشاہ جسکی طرف دولت عثمانیہ منسوب ہے اور وہ حضرت سلطان المعظم کے جد اکرم ہین حضرت عثمان ذی النورین خلیفہ ثالث نہین ہین